UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234174

UNIVERSAL
LIBRARY

پہلا باب

مع تمہید و دیباچہ

۷۸۶

حامداً و مصلیاً

سنہ ۱۹۰۱ع مین جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریس کانپور مین چھپ رہی تھی تو مین نے اُسمین سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب آثار الصنادید کا بیان (جسمین شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور اُنکے حالات درج ہین) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھون اور اگر ممکن ہو تو اپنے پریس مین چھاپون۔ کچھ تلاش کے بعد مجکو اپنے بعض مہربانون کی عنایت سے اُسکا طبع اول جو سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۷ع مین چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۴ع مین چھپا تھا دستیاب ہوگیا۔ مگر جب دونون کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ موجودہ حیثیت مین دونون اڈیشن ناقص ہین۔ یعنی طبع اول مین اگرچہ عمارات کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہین لیکن اُنپر جو کتبے دکھلائے گئے وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہین۔ مضمون متروک زبان اور مبالغہ آمیز عبارت مین ہی جو کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہی۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف اور مورخانہ ہی۔ جسمین ہر ایک عمارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہین،
سر سے اُن عمارات کے نقشے ہی ندارد ہین بقول ناسخ ؎

ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پر اُسکے رو نہین
ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابرو نہین

اب خواہ مخواہ طبیعت نے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا خوبیون کو ایک مین مجتمع کرکے طبع ثالث کیلیے مکمل حیثیت مین ایک نسخہ ترتیب دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۲۰ اعمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوانے، اور طبع ثانی سے اُنکے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالون کے درج تھے نقل کرانے شروع کردیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہوگئی تو آخر مین تمام عمارات کے کتبے جو بدھسٹ یا جینی یا ناگری حروف مین تھے۔ یا بہت پرانی شان کے خطِ نسخ یا خطِ طغرا یا خط نستعلیق مین تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا مسلم تھے۔ النقل کالاصل چربہ کراکے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی صنعت ضائع نہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث مین بھی التزام رکھا گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اس کتاب مین سیاہ حروف سے دکھلایا جائے اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا اُسکے حروف دوہرے خطون سے بناکر بیچ مین سفیدی چھوڑ دیجائے، بہرحال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان مین تھی عمل مین لائی گئی اور اس سلسلۂ انتظامی سے ایک مدت مین کتاب اختتام کیحالت

پر پہونچائی گئی۔

نام آوران ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کرنیکے بعد، دہلی اور نواح دہلی مین اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالبًا سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہی۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہون اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کرکے ایک مدّت دراز کیلیے محفوظ کرلیے جائین، مگر غدر ۱۸۵۷ء مین ان نقشون اور کتابون کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ مین پورے کامیاب نہوسکے اور بمجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہونیسے بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کردینے پڑے۔ لیکن اب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء مین اُسکا تیسرا ایڈیشن جمیع خوبیون سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اسطرح سرسید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جسکا ذکر آیندہ صفحات پر درج ہے۔) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

للہ الحمد ہران چیز کہ خاطر میخواست۔

آمد آخر زپسِ پردۂ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رعد

آثارُالصنادید

کا ذکر، حیات جاوید سے

اُس زمانہ مین جبکہ وہ (یعنی سرسید) دلّی مین منصف تھے اُنکو عمارات شہر اور نواح شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا..... سیدالاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عمارات دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورتمین جمع کرکے شائع کرنیکا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیلونمین عمارات بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے، اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتونکی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسون عمارتین ٹوٹ پھوٹکر کھنڈر ہوگئی تھین۔ اکثر عمارتونکے کتبے پڑھے نجاتے تھے۔ بہت سے کتبون سے ضروری حالات معلوم نہوسکتے تھے، اکثر کتبے ایسے خطونمین تھے جنسے کوئی واقف نتھا۔ بعض قدیم عمارتونکے ضروری حصے معدوم ہوگئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رہگئے تھے اُنسے کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ عمارت کیون بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبون مین جن بانیونکے نام لکھے تھے اُنکا مفصل حال دریافت کرنیکے لیے تاریخونکی طرف رجوع کرنیکی ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتون

کی حالت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُنکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی. پھر اکثر عمارتونکے عرض و طول و ارتفاع کی پیمایش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورتِ حال قلمبند کرنی، کتبونکے چربے اُتارنے اور ہر ایک کتبے کو بعینہٖ اُسکے اصلی خطمین دکھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تون مصور سے کھچوانا، اور اسطرح کچھ اوپر سو اسو عمارتونکی تحقیقات سے عہدہ برآہونا، فی الحقیقۃ نہایت دشوار کام تھا. سرسید کہتے تھے کہ "قطب صاحب کی لاٹھ کے بعضے کتبے جو زیادہ بلند ہونیکے سبب پڑھے نہ جاسکتے تھے اُنکے پڑھنے کو ایک چھینکا دو ٹیلونکے بیچ مین ہر ایک کتبے کے محاذی بندھوالیا جاتا تھا. اور مین خود اوپر چڑھکر اور جھینکے مین بیٹھکر ہر کتبے کا چربا اُتارتا تھا. جسوقت مین چھینکے مین بیٹھا تھا تو مولانا صہبائی فرط محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوف کے مارے رنگ متغیر ہوجاتا تھا" سرسید کی آیندہ ترقیات کی گویا یہلی سیڑھی تھی اور اُنکی حالت بالکل اوپر کے اس شعر کی مصداق تھی

وَيَصْعَدُ حَتّٰى يَظُنَّ الْوَرٰى ۔۔۔ بِاَنَّ لَهٗ حَاجَةً فِي السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہین اُسکو آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اسقدر مشکلات کے آثار الصنادید کا پہلا اڈیشن ڈیڑھ برس کے اندر اندر چھپکر طیار ہوگیا... اگرچہ اس اڈیشن کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات بارده کے سبب آجکل کی مذاق کے موافق بہت پھیکی اور بے مزہ ہوگئی تھی اور اسکے سوا اُسمین اور بھی بہت سی کسر اور فروگذاشتین رہگئی تھین مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی. اول کے تین باب دیکھکر سرزمین دہلی کی قدیم شان و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھون کے آگے پھر جاتی ہے. اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہوجاتا ہے. اور پچھلے باب سے دلی کا آخیر جھکڑا آنکھونکے روبرو آجاتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ جس شہر مین پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اسقدر اہل اللہ، اہل علم، اور اہل ہنر موجود تھے آج وہان چار طرف سناٹا نظر آتا ہے....

الغرض یہ اڈیشن ۱۸۴۷ء مین چھپکر شائع ہوا۔ اُسی زمانہ مین مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ شہر شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ آثار الصنادید کا ساتھ لیگئے۔ اور وہان جاکر اُسکو رائل ایشیاٹک سوسائٹی مین پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اُسکو بہت چندکیا اور کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بعض ممبرون نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی مین ہوجائے تو بہتر ہو۔ جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو اُنھون نے سرسید کی شرکت سے اُس کا انگریزی مین ترجمہ کرنا چاہا۔ اُسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسرین پہلے اڈیشن مین رہگئی ہین اُنکی درستی اور اصلاح کیجائے۔ چنانچہ اُنھون نے کتاب پر نظر ثانی کرکے اُسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ ترمیم یا اصلاح یا اضافہ اُنھون نے پہلے اڈیشن مین کیا ہو اُسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے دیباچہ مین مندرج ہو۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن مین یہ ہو کہ اسکی عبارت مین بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت سادگی ہو۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبالغون اور تکلفات بارده سے بالکل پاک ہو۔ اس اڈیشن کیلیے سرسید نے نقشے بھی از سر نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہین وہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی لائبریری مین محفوظ ہین۔ البتہ چوتھا باب جسمین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ اس اڈیشن مین نہین ہو۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر اڈورڈ طامس ہوئے تھے جو اُسوقت دلی مین ششن جج تھے۔ اُنکو پرانی چیزون کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا اُنھین کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا۔ یہ اڈیشن ۱۸۵۴ء مین چھپکر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر مین تلف ہوگئے .....

مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اُسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہوگئی۔ پھر معلوم نہین کہ وہ ترجمہ پورا ہوا یا نہین۔ اور کسی نے اُسکا ترجمہ انگریزی مین کیا یا نہین۔ لیکن فرانس کے مشہور اورنٹلیسٹ موسیو گارسن دتاسی نے ۱۸۶۱ء مین اُسکا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کرکے مشتہر کیا جسکی ایک جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھکر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۶۴ء مین اول مسٹرین ہولڈ راسٹ سکرٹری سوسائٹی موصوف کی چٹھی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۴ء سرسید کے نام اس مضمون کی پونہچی کہ یورپ مین آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور بہ اتفاق رائے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری ممبر مقرر ہوگئے ہین"۔ اسکے بعد جو ڈپلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۴ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہر موسٹ اکسلنٹ مجسٹی وکٹوریا آجکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی آنریری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سند مین یہ ڈپلوما اُنکو ارسال کیا جاتا ہے۔

دستخط اڈورڈ کول بروک پریسیڈنٹ۔

دستخط اچ رالنسن دائرکٹر۔

دستخط رین ہولڈ راسٹ سکرٹری

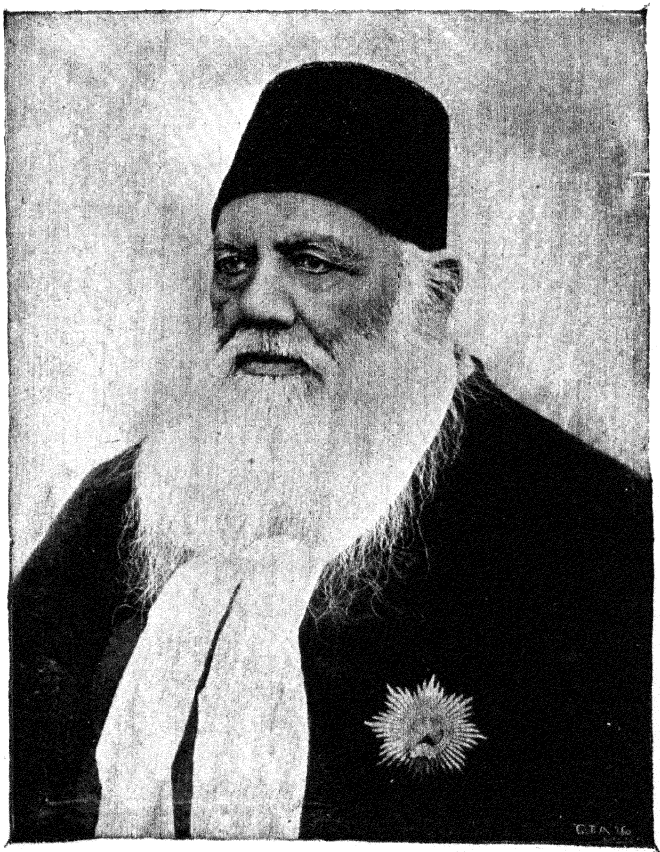

JANWADUDDAULA ARIF JANG. DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ آثار پدید ست صناد یدِ عجم را

سبحان اللہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتین عنایت کی ہین آنکھ دی ہی کان دیے ہین عقل دی ہی زبان دی ہی کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھالکر سن سنا کر سوچ سمجھ کر کرتا ہی اور ایسی باتین نکالتا ہی جسکو دیکھکر لوگ حیران ششدر رہجاتے ہین پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہوسکتا ہی اور اوسکی تعریف بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہی سب سے بڑا احسان اللہ صاحب کا یہ ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا اور سیدھے رستے پر پونچایا اوس سے بڑا احسان یہ ہی کہ سب سے پیچھے اپنے بندونکی ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جسکی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا

الٰہی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتیون کے
حال پر رحمت کی ہی اوس سے ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کرور در کرور زیادہ تو
اون پر اور اونکی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا
سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہ عرض
کرتا ہی کہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے مین نے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
حالمین لکھ کر چھاپی تھی اوسی زمانے مین جناب سنر آرتھر اسٹن ابرنس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
اور اوس کتاب کو لیجا کر رویل اشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نے
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونمین سے جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر
شریک محکمۂ عالیۂ کورٹ آف درکٹرز نے صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہوکر
پھر دہلی مین تشریف لائے تو اونھون نے اس خاکسار کی شرکت سے اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال مین آئی کہ اگر از سر نو یہ کتاب بہت
اچھی طرحسے مرتب کیجائے اور جو خرابیان کہ پہلی کتاب مین ہوگئی ہین وہ
وہ سب درست کی جائین تو بہت اچھی بات ہی الحمد للہ کہ خدائے تعالی نے
اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اوسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتون مین اچھی ہی۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئی عملداریون کا ذکر ہی پہلی کتاب مین نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب مین صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب مین اوس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہی اور علاوہ اوسکے ابتدائے آبادی سے آجتک جسقدر قلعہ اور بنے اور شہر بسے اون سب کا بھی ذکر ہی۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب مین جسقدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب مین اکھٹے ہین بلکہ بعضے پرانے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہی وہ زیادہ ہی۔

(۴) پہلی کتاب مین دو نقص تھے ایک یہ کہ بعضے پرانے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب مین بعضی جگہ بیان حالات مین کچھ غلطی ہوگئی تھی اس کتاب مین یہ دونون نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب مین عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تھا اسکی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سالِ بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب مین جو حال بیان کیا گیا تھا اوسکی سند نتھی اسکی کتاب مین جو حال لکھا گیا ہی اکثر اوسکی سند کے لیے نام اوس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہی۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب مین یہ ہی کہ جسقدر کتبے پرانی عمارتون پر ہین

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب مین مندرج ہین۔
اور یہ فہرست ہی اون کتابون کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔
توریت مقدس۔ راجاولی۔ خلاصۃ التواریخ۔ سلسلۃ الملوک۔ مہابھارت
بھاگوت۔ آئین اکبری۔ جغرافیہ۔ تاج المآثر۔ تاریخ فرشتہ۔ توزک جہانگیری
اکبرنامہ۔ پوتھی اندر پرست مہاتم۔ مرآت آفتاب نما۔ نزہۃ القلوب۔ جواہر الحروف
لب التواریخ۔ ناسپہر۔ تاریخ ہدایت اللہ خان۔ تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاے برنی۔ توزک تیموری
ابطال ضرورت۔ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی۔ تاریخ شیخ عبدالحق۔ فتوحات
فیروز شاہی۔ اخبار الاخیار۔ تاریخ فیروز شاہی۔ شمس سراج عفیف۔ ظفرنامہ تیموری
شاہجہان نامہ۔ کتاب ارکیولجیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷۔ کتاب رویل ایشیاٹک
سوسیٹی نمبر ۶۔ ہفت اقلیم۔ تاریخ کشمیر۔ پوتھی ہای بھاٹ۔ تقویم البلدان۔ قصیدہ ہمزیہ
مآثر الامرا۔ مآثر عالمگیری۔ زیج محمد شاہی۔ مارکنڈی پوران۔ ابوالفدا
مین کمال شکر ادا کرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
دام اقبالہ اور جناب مسٹر ارتھر اسٹن رابرنس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب
ان دونون صاحبون کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک
ذریعہ ہی افتخار کا اور وسیلہ ہی یادگاری اس گمنام کا۔
اور مین نہایت شکر ادا کرتا ہون جناب مسٹر ایڈورڈ تھامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا
کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے لیے اسکا فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملداریون کے مختصر حالات مین۔

دوسرا باب دہلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونیکے بیان مین۔

تیسرا باب بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین۔

خاتمہ اردو زبان کے نکلنے اور مروج ہونے کے بیان مین۔

تتمہ کتبجات مکانات کہنہ مین۔

پہلا باب

دلی کی عملداریون کے مختصر حالات مین

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو بسیر و پا بیان کرتے ہین اور اسی سبب سے اونکے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلۂ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہی مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہین کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہی کہ جسطرح بعد طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسیطرح ہندوستان بھی بسا۔

پیدایش باب ورس

(۲) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال قبل ولادت حضرت مسیح کے تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی مین بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے اونکے جو کشتی مین تھے عالم مین زندہ نہین رہا۔

(۳) اگرچہ اب کے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک خود انکے پرانون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہی کیونکہ اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ مچھاوتار کے وقت مین تمام عالم مین طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤن نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمین بیٹھے اور جن جن چیزون کو صدمۂ طوفان سے اللہ کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی مین بیٹھائی گئین۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہی اور جس طوفان کا کتاب مقدس مین ذکر ہی اوسی طوفان کا یہ حال ہی الا ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار مین بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے مین ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا اون کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہی مبالغے کو اوسمین دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے مین کچھ فرق ہوگیا ہی اور نیز پانی کی مناسبت سے مچھاوتار کا ذکر کردیا ہی ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہی کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہی۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ یہ چارون جُگ جو ہندوون مین مشہور ہین چارون کے چارون آفرینش عالم کے بعد کے ہین اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

پیدایش باب ۷ درس ۲۴

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ بعد پیدایش فلج یعنے دو ہزار دو سو سینتالیس

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مسا سے ظفار اور پورب کے پہاڑ تک آباد ہوئی اور اونھین سے قومین زمین پر پھیل گئین۔

(۷) معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہی کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان مین آئے اور ہندوستان کو اِنھون نے آباد کیا۔

(۸) سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہذو رام ابن باقطان ابن فلج ابن عیر ابن سالح ابن ارفکد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول ہندوستان مین آیا جسکے نام سے ابتک ہندوستان کا ملک مشہور ہی بعضی کتابون مین شہو سے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہی۔

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بیخبر ہوگئی تو اونمین سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین یا شاعرون نے بسبب مبالغے کے اونکے باپ دادا کو چاند اور سورج بنادیا اور اونھون نے سچ سمجھا چنانچہ اونھون نے اپنے کرسی نامے مین چاند اور سورج کو بجای اصلی باپ کے داخل کرکر اپنے تئین سورج بنسی اور چندر بنسی ملقب کیا۔

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنگ دکھن نہروال اور نہروال کے تین بیٹے ہوئے بہروچ وکنایچ مال راج اور دکھن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

تاریخ ابوالفدا

تاریخ ابشیر بن بانل ورس ۴

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

کنہر تلنگ اسیطرح بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور اجودھیا مین پہلے پہل انھون نے راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک بجواڑون پر منقسم ہوکر ہر ایک خطے کا جدا جدا راجہ قرار پایا اور اوسی زمانے مین قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر نے مخالفت کرکر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کے نام سے مشہور ہی اور بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیسر کے قریب کورچھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہی اور راجہ جدہشٹر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہی۔

راجہ دلی خلاصۃ التواریخ سلسلۃ الملوک مہابھارت بھاگوت

(۱۲) فارسی تاریخون اور ہندی پوتھیون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہی کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہی۔

(۱۳) خود پرانون سے ثابت ہی کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس قبل جلوس راجہ نندا راجہ مگدھ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہی کہ راجہ نندا چار سو برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہی کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اوسی زمانے

مین راجہ جد ہشٹر مسند نشین ہوا اور اوسنے اندرپت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جد ہشٹر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذرے ہین اس باب مین درج کرتے ہین اور جو زمانہ بڑھتی کہ ہمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون بموجب لکھا تھا اس فہرست مین سے کم کرتے ہین تاکہ مدت زمانے کی صحیح ہوجائے

فہرست فرمان روایان دارالملک اندرپت و دہلی از ابتدای راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ع مطابق سنہ ۱۲۶۸ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈ	۱۴۵۰	ہستناپور	۳۶ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمالچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پرچھیت	ابھمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈو	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے مسند پر بیٹھا اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پرچھیت	۱۳۸۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سہسرانیک راجہ عرف ادہمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی دھ عرف راجہ مہاجی	راجہ ادہمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسیمکرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۸	نمی عرف راجہ دشٹ وان	اسین کرشن	۱۲۱۲	اول ہستناپور بعد کنارو رکشنی ندی و بعد اندرپت	۳۵ سال	گنگا کے چڑھاؤ سے ہستناپور بہ گیا اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن مین کوشکی ندی کے کنارے شہر بسانا چاہا اور پھر اندرپت مین چلا آیا
۹	راجہ چکر دشٹ وان عرف اوگرسین		۱۱۷۷	اندرپت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چترتھ عرف سورسین	اوگرسین	۱۱۴۱	اندرپت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سورسین	۱۱۰۵	اندرپت	۳۲ سال	
۱۲	برشتسان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندرپت	۳۱ سال	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچپل	رسمی	۱۰۴۲	اندرپت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سونتھ عرف سکھپال	راجہ برچپل	۱۰۱۵	اندرپت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ رچکشو عرف نرہردیو	راجہ سکھپال	۹۸۷	اندرپت	۲۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی تل عرف سورج رتھ	نرہر دیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	پریلو عرف راجہ بھوپت	سورج رتھ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھاوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۳ سال	اسی راجہ کا نام دھاوا بھی ہم جانتے ہیں جسکی بنائی ہوئی لوہے کی لاٹھ ہے
۲۰	نرپ انجی عرف شرون پتر	میدھاوی	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دورنہہ عرف بھیکم	شرون چتر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ بتی عرف بدارتھ	راجہ بھیکم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتھ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اونی پال	راجہ دسوان	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	
۲۵	شتانیک عرف ابھی دھر	اونی پال	۷۶۷	اندرپت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن ڈنڈپان عرف	راجہ ابھی دھر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	بھی ترہ دربل رائے عرف	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ بنی عرف کھیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	کشی مک عرف راجہ کھین	کھیم پال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال ۸۰۷	بسراوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراوہ	۰	۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراوہ	۶۳۶	اندرپت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورجسین	۶۱۷	اندرپت	۲۴ سال	
۳۴	راجہ انیک ساہ یا رب سین	بیرساہ	۵۹۳	اندرپت	۲۲ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا پرسال	راجہ انیک ساہ	۵۷۱	اندرپت	۱۶ سال	
۳۶	راجہ دربہہ	راجہ ہرجیت	۵۵۵	اندرپت	۲۰ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال	راجہ دربہہ	۵۳۵	اندرپت	۱۳ سال	
۳۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندرپت	۱۹ سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ برست	۵۰۳	اندرپت	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	۴۸۷	اندرپت	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امرجودہ	۴۷۴	اندرپت	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندرپت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندرپت	۱۲ سال	
۴۴	راجہ بدھمل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندرپت	۱۵ سال ۲۲۰	بیرباہ وزیر نے اس راجہ کو مارا اور آپ گدی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیرباہ		۴۱۳	اندرپت	۱۲ سال ۲۲۰	
۴۶	مرارسنگھ	بیرباہ	۳۹۶	اندرپت	۱۴ سال	
۴۷	شترکن	مرارسنگھ	۳۸۲	اندرپت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یادھن پت	شترکن	۳۷۱	اندرپت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندرپت	۱۹ سال	
۵۰	سروپ دت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	۱۴ سال	شاید اس راجہ کے وقت میں راجہ بکرماجیت والی قنوج کے نام سے اندرپت میں شہر بسا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۵۱	مترسین	سروپ دت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھوان	راجہ مترسین	۳۱۴	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ پال سنگھ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگھ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	راجہ شترمرون	راجہ کلمنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمرون	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ پریکھیت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پریکھیت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمینی سلطنت	حالات
۶۰	راجہ اودیت	راجہ بیر سین	۲۱۰	دہلی	۱۳ سال ۲۱۶	دھرنی دہر وزیر نے اس راجہ کو مار ڈالا اور آپ گدی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرنی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرنی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کٹک	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کٹک	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیر نابھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون راج	بیر نابھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ انند جگ	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ انندجگ	۳۶	دہلی	۱۲ سال ۱۷۳ء	راجہ بھگونت کماون کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
۷۰	راجہ بھکونت کوہی	۔	۲۴	دہلی	۱۳ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندھرپ سین	سمت ۲۱ ۴۲ بکرماجیت	اوجین	۹۳ سال	جبکہ یہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی سنہ پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۔	سمت ۱۳۵ ۷۸ سنہ ع	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ ۱۰۲ سنہ ع	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۸۶ ۱۲۹ سنہ ع	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۷ ۱۵۰ سنہ ع	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ ۱۶۴ سنہ ع	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ ۱۸۳ سنہ ع	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۷۸	مکھ پال	گوبند پال	سمت ۲۵۸ سنہ ۲۰۱ ع	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	ہرچند پال	مکھ پال	سمت ۲۸۰ سنہ ۲۲۳ ع	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچند پال	سمت ۲۹۳ سنہ ۲۳۶ ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۳۰۸ سنہ ۲۵۱ ع	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۳۲۲ سنہ ۲۶۵ ع	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ سنہ ۲۸۳ ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۵ سنہ ۲۹۸ ع	دہلی	۱۲ سال ۵ ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑکر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	۰	سمت ۳۶۷ سنہ ۳۱۰ ع	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ سنہ ۳۱۲ ع	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۸۷	کانچند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ ب سنہ ۳۲۵ ع	دہلی	ایک سال	
۸۸	رام چندر	کانچند	سمت ۳۸۳ سنہ ۳۲۶ ع	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چندر	سمت ۳۹۴ سنہ ۳۳۷ ع	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۴۰۹ سنہ ۳۵۲ ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ سنہ ۳۶۸ ع	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہرچند	بھیم چند	سمت ۴۳۷ سنہ ۳۸۰ ع	دہلی	ایک سال	
۹۳	کوبند چند	ہرچند	سمت ۴۳۸ سنہ ۳۸۱ ع	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی بیم دیوی	زوجۂ گوبند چند	سمت ۴۵۱ سنہ ۳۹۴ ع	دہلی	ایک سال ۸۵	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہرپریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہرپریم		سمت ۴۵۲ سنہ ۳۹۵ ع	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۴۶۰ سنہ ۴۰۳ع	دہلی	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ سنہ ۴۲۳ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۸	مہا پاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ سنہ ۴۳۹ع	دہلی	۷ سال ۵۱ سال	راجہ ریاست چھوڑ کر فقیر ہو گیا یہ خبر سنکر راجہ دہی سین بنگالے کے راجہ نے دلی پر قبضہ کر لیا
۹۹	دہی سین	۰	سمت ۵۰۳ سنہ ۴۴۶ع	دہلی	۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ سنہ ۴۶۴ع	دہلی	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ سنہ ۴۷۶ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ سنہ ۴۹۱ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سمت ۵۶۳ سنہ ۵۰۶ع	دہلی	۶ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورسین	سمت ۵۶۹ سنہ ۵۱۲ ع	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	سمت ۵۷۴ سنہ ۵۱۷ ع	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہرسین	کان سین	سمت ۵۷۹ سنہ ۵۲۲ ع	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	کہن سین	ہرسین	سمت ۵۸۸ سنہ ۵۳۱ ع	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کہن سین	سمت ۵۹۰ سنہ ۵۳۳ ع	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	دامودر سین	نرائن سین	سمت ۶۱۷ سنہ ۵۶۰ ع	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیوں نے ایک سو پچیس برس حکومت کی اخیر کو ارکان ریاست نے راجہ دیب سنگھ کو ہستان کے راجہ سے سازش کر کے دہلی مین بلا لیا
۱۱۰	راجہ دیب سنگھ کوہی	۰	سمت ۶۲۸ سنہ ۵۷۱ ع	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیب سنگھ	سمت ۶۴۵ سنہ ۵۸۸ ع	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ سنہ ۶۰۲ ع	دہلی	۹ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ سنہ ۶۱۱ ع	دہلی	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ سنہ ۶۵۶ ع ۳۵ھ	دہلی	۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمت ۷۲۶ سنہ ۶۶۹ ع ۵۰ھ	دہلی	۷ سال ۱۰۵	چھ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی اخیر کو انیپال تنور نے دہلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیپال تنور	اوکرسین	سمت ۷۳۳ سنہ ۶۷۶ ع ۵۷ھ	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیپال	سمت ۷۵۱ سنہ ۶۹۴ ع ۷۵ھ	دہلی	۱۹ سال ۱ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	سمت ۷۷۰ سنہ ۷۱۳ ع ۹۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	کنک پال	سمت ۷۹۲ سنہ ۷۳۵ ع ۱۱۷ھ	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ سنہ ۷۵۴ع سنہ ۱۳۷ھ	دہلی	سال ۲۱ ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۸۳۲ سنہ ۷۷۵ع سنہ ۱۵۹ھ	دہلی	سال ۱۴ ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودے راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ سنہ ۷۸۹ع سنہ ۱۷۳ھ	دہلی	سال ۳۶ ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	سمت ۸۷۲ سنہ ۸۱۶ع سنہ ۲۰۱ھ	دہلی	سال ۲۱ ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بچھراج	سمت ۸۹۴ سنہ ۸۳۷ع سنہ ۲۲۳ھ	دہلی	سال ۲۲ ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمت ۹۱۶ سنہ ۸۵۹ع سنہ ۲۴۵ھ	دہلی	سال ۲۱ ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ سنہ ۸۸۱ع سنہ ۲۶۸ھ	دہلی	سال ۲ ۲۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ سنہ ۸۸۳ع سنہ ۲۷۰ھ	دہلی	سال ۱۸ ۳ شہر ۱۵ یوم	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمت ۹۵۸ سنہ ۹۰۱ ع سنہ ۲۸۹ ھ	دہلی	سال ۲۵ ۲ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمت ۹۸۳ سنہ ۹۲۶ ع سنہ ۳۱۴ ھ	دہلی	سال ۱۶ ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنور پال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ سنہ ۹۴۳ ع سنہ ۳۳۲ ھ	دہلی	سال ۲۹ ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنور پال	سمت ۱۰۲۹ سنہ ۹۷۲ ع سنہ ۳۶۲ ھ	دہلی	سال ۲۹ ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۹ سنہ ۱۰۰۲ ع سنہ ۳۹۳ ھ	دہلی	سال ۲۸ ایک شہر ۹ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ سنہ ۱۰۲۶ ع سنہ ۴۱۷ ھ	دہلی	سال ۲۵ ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اگر پال	مہی پال	سمت ۱۱۰۸ سنہ ۱۰۵۱ ع سنہ ۴۴۳ ھ	دہلی	سال ۲۱ ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اگر پال	سمت ۱۱۲۹ سنہ ۱۰۷۲ ع سنہ ۴۶۵ ھ	دہلی	سال ۲۲ ۳ شہر ۱۶ یوم سے سال ۱۹ ۷ شہر ۲۰ یوم	بیس آدمیوں نے چار سو بیس برس سات مہینے اٹھائیس دن حکومت کی آخر کو جید پوجوہان نے فتح پائی

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بیلدیو	انیلدیو	سمت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ ع سنہ ۴۹۵ ھ	دہلی	سال ۶ ایک شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بیلدیو	سمت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ ع سنہ ۴۹۹ ھ	دہلی	سال ۵ ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کھرپال	امرکنکو	سمت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ ع سنہ ۵۰۰ ھ	دہلی	سال ۲۰ ایک شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کھرپال	سمت ۱۱۹۳ سنہ ۱۱۲۶ ع سنہ ۵۲۰ ھ	دہلی	سال ۷ ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۹ سنہ ۱۱۳۳ ع سنہ ۵۲۸ ھ	دہلی	سال ۴ ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ سنہ ۱۱۳۸ ع سنہ ۵۳۳ ھ	دہلی	سال ۳ ایک شہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتھی راج عرف رائی پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ ع سنہ ۵۳۶ ھ	اجمیر و دہلی	سال ۹ ۴ ۵ شہر ۱ یوم ۹ سال ۷ شہر	۴ بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اوسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی تاریخ سے دلی کے بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے

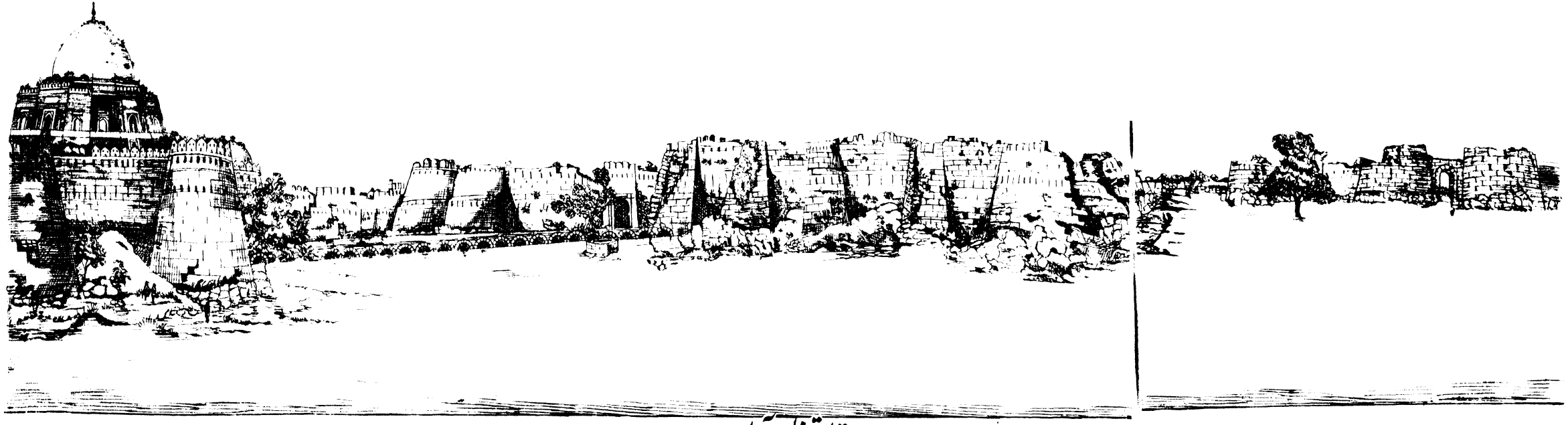

قلعۂ تغلق آباد

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابوالمظفر سلطان معزالدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	+	۵۸۷ھ سنہ ۱۱۹۱ع سنہ ۱۲۴۸ بکرماجیت	محل فتح موضع زاین عرف بلاوری کنار آب سرستی	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	+	روز سہ شنبہ ہیجدہم ماہ ربیع الثانی ۶۰۲ھ سنہ ۱۲۰۵ع	لاہور	دہلی قلعۂ رائے پتھورا	۴ سال چند ماہ	۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ع
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	+	۶۰۷ سنہ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعۂ رائے پتھورا	چند ماہ	۰
۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	+	۶۰۷ سنہ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	سفید قصر واقع قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۲۶ سال	ہشتم شعبان ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	+	روز سہ شنبہ ماہ شعبان ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع	قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۶ ماہ ۲۸ یوم	۶۳۵ھ سنہ ۱۲۳۷ع
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	+	۶۳۴ سنہ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ ماہ ۶ یوم	بچیسوین ربیع الاول ۶۳۸ھ سنہ ۱۲۴۰ع

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	ترک		روز شنبہ بست و ہشتم رمضان ۶۳۷ھ سنہ ۱۲۳۹ع	قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک		ذیقعدہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع	قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۴ سال یک ماہ یک یوم	۶۴۴ھ ۱۲۴۶ع
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک		ذیحجہ ۶۴۳ھ سنہ ۱۲۴۵ع	قصر سفید قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۲۰ سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاولی ۶۶۴ھ ۱۲۶۵ع
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	سنہ ۶۰۱ ہجری سنہ ۱۲۰۸ ع	جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۵ع	قصر سفید قلعۂ رائے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۶ھ ۱۲۸۷ع
۱۵۳	معز الدین کیقباد کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین ثانی	ناصر الدین یغراخان بن غیاث الدین بلبن	ترک	سنہ ۶۶۷ ھ سنہ ۱۲۶۸ ع	سنہ ۶۸۶ھ ۱۲۸۷ع محرم ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع	قلعۂ رائے پتھورا	قصر دہلی کیلوکھری	۲ سال چند ماہ	جمادی الآخرہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	ملک پور	نظام الملک منہب الدین اور امرانے مخالفت کرکر بادشاہ کو دلی مین محصور کیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑکر مار ڈالا اور ملک معزالدین بلبن امیرالامرا تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئے اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا
		اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئے اور سلطان ناصرالدین کو بہرائچ سے بلاکر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۶۴۴ھ مطابق ۱۲۴۶ عیسوی علاء الدین کو قید کرلیا کہ اوسی زمانے مین قید مین مرگیا۔
	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرانے الغ خان کو بادشاہ کرلیا
۸۰ سال	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور ملک فخرالدین کوتوال اور امرانے آپسمین صلاح کرکر معزالدین کیقباد کو بادشاہ کیا
۲۰ سال		بادشاہ کو فالج ہوگیا اس سبب سے امرانے کیومرث اوسکے بیٹے کو تخت پر بیٹھایا مگر امرا خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادر پور مین پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لاتوں سے مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ آدمیون نے ترکونمین سے جو سلاطین غوریہ کے غلام تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیونمین چلی گئی۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	۶۱۸ھ ۱۲۲۱ء	جمادی الآخرہ ۶۸۹ھ ۱۲۹۰ء	کیلوکھری	دہلی	۶ سال چند ماہ	۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی		رمضان ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء	کوشک سبز	دہلی	۴ ماہ	
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی		بست و دوم ذیحجہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء	قلعۂ رائے پتھورا قلعۂ سیری	دہلی	۱۹ سال چند ماہ	شب شنبہ ماہ شوال ۷۱۵ھ ۱۳۱۵ء
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء	ہفتم شوال ۷۱۵ھ ۱۳۱۵ء	قلعۂ علائی	دہلی	۳ ماہ چند یوم	
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی		محرم ۷۱۶ھ ۱۳۱۶ء	قلعۂ علائی	دہلی	۵ سال یک ماہ ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان		بردار		ربیع الاول ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعۂ علائی قصر ہزار ستون	دہلی	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ رجب ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء

مدت عیسوی	مدفن	حالات
۷۷ سال		ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اوترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا جب یہ خبر دلی مین پونہچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		سلطان علاء الدین سے لڑکر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
	علیہ الرحمۃ والرضوان	بیمار ہوکر مر گیا امرا نے باہم صلاح کرکر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
		مبارک خان نے ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
		جاہر بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزارستون مین مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹھا
		غازی الملک تغلقشاہ ساکن پور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارے پر نکلا اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوئی اور خسرو خان بھاگ کر تلپت مین چھپا آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلقشاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت فمری	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ	ملک تغلق	ترک		غرہ شعبان سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع	قلعۂ علائی	قلعۂ دہلی تغلق آباد	سال ۴ چند ماہ	ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ع
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاہ	غیاث الدین تغلقشاہ	ترک		ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ع	تغلق آباد	دہلی بعد دولت آباد و باز دہلی	۲۷ سال	بست و یکم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب برادر خرد تغلقشاہ	ترک	سنہ ۶۹۹ھ سنہ ۱۲۹۸ع	بست و سوم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع	سبھوان	شہر دہلی فیروز آباد	۳۸ سال ۷ ماہ ۲ یوم	سیزدہم رمضان سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ع
	غیاث الدین محمد	تغلقشاہ			سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع				
	شاہزادۂ فتح خان	فیروز شاہ			سنہ ۷۶۰ھ سنہ ۱۳۵۹ع				
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ		سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۲ع	سنہ ۷۸۹ھ سنہ ۱۳۸۷ع				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ ثانی	شاہزادۂ فتح خان	ترک		سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ع	فیروز آباد	دہلی	۸ ماہ ۸ یوم	بست و ہشتم صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ع
۱۶۴	ابو بکر شاہ	ظفر خان بن فیروز شاہ	ترک	۰	صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ع	فیروز آباد	دہلی	یک سال ۶ ماہ چند یوم	بستم دیجہ سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	تغلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب افغانپور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا
	تغلق آباد	سفر ٹھٹھہ مین بیمار ہوکر ٹھٹھہ سے چودہ کوس دور رود سندھ کے کنارے پر مر گیا
۹۱ سال	حوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اوٹھا دیا بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بیٹھایا مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوہ سرمور کیطرف بھگا دیا اور تغلقشاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصے مین فیروز شاہ مر گیا اور تغلقشاہ مستقل بادشاہ رہا
		ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔
		اس بادشاہ نے امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات مین چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائیون کے ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ سیرٹھ مین قید کیا کہ وہین مر گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	سال وفات
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاہ	فیروز شاہ	ترک	روز دوشنبہ سیزدہم جمادی الاول سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء	نوزدہم رمضان سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۹۰ء	فیروز آباد	دہلی	۵ ماہ ۳ چند یوم ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۸۱۲ھ سنہ ۱۴۰۹ء
۱۶۶	علاءالدین سکندر شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	ترک		نوزدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	یک ماہ چند یوم ربیع الثانی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء
	ناصرالدین محمود شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	ترک		جمادی الاولی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماہ چند ذیقعدہ سنہ ۸۱۵ھ
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاہ	شاہزادۂ فتح خان بن فیروز شاہ			سنہ ۷۹۷ھ سنہ ۱۳۹۴ء	شہر فیروز آباد	یوم	سنہ ۸۱۲ھ سنہ ۱۴۰۹ء
	اقبال خان عرف ملو		پٹھان		سنہ ۸۰۲ھ سنہ ۱۳۹۹ء	کوشک سبز		
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائے	شب شنبہ بیستم شعبان سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۱۳۳۶ء	جمادی الاولی سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۸ء	شہر فیروز آباد	سمرقند	شب چہارشنبہ ہفتدہم شعبان سنہ ۸۰۷ھ سنہ ۱۴۰۵ء
۱۶۸	دولت خان	۔	لودھے		محرم سنہ ۸۱۶ھ سنہ ۱۴۱۳ء	کوشک سبز	دہلی	یک سال ۲ ماہ چند یوم سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ء
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید		پانزدہم ربیع الاول سنہ ۸۱۸ھ سنہ ۱۴۱۵ء	کوشک سبز	دہلی	۷ سال ۲ ماہ ۲ چند یوم ہفتدہم جمادی الاولی سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۳ سال	خاص حوض	بیمار ہوکر جالیسرمین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹیا بادشاہ ہوا
	خاص حوض	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرامین گفتگو رہی کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھایا تھا اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر آگیا اور اسی میان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کتیھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا امرا نے دولت خان کو بادشاہ کیا
۱۷ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	ستمرقند	
		خضرخان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شک سیر مین محصور ہوا آخر کار خضرخان کے پاس چلا آیا اور اوسنے فیروزآباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
	دہلی	اٹاوے مین بیمار ہوکر دلی مین آیا اور مرگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۰	معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید		ہفتدہم جمادی الاولی ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء	کوشک سیری	دہلی	سال ۱۳ یک ماہ چند یوم	نہم رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید		نہم رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء	کوشک سیری	دہلی	سال ۱۲ چند ماہ	۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء
۱۷۲	سلطان علاء الدین عالم شاہ	محمد شاہ	سید		۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء	کوشک سیری	دہلی	سال ۶ چند ماہ	۸۸۳ھ ۱۴۷۸ء
۱۷۳	سلطان بہلول لودھے	ملک کالا	لودھے		ہفتدہم ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء	کوشک سیری	دہلی	سال ۳۸ ماہ ۸ یوم ۷	۸۹۴ھ ۱۴۸۸ء
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودھے		۸۹۴ھ ۱۴۸۸ء	قصبہ بعدہ آگرہ	دہلی جلالی	سال ۲۸ پنج ماہ	روز یک شنبہ ہفتم ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودھے		ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء	آگرہ	آگرہ	سال ۸ چند ماہ	ہشتم رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء
۱۷۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ میرزا	چغتائے	۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء	رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء	دہلی	آگرہ	سال ۴ چند ماہ	روز دو شنبہ شش جمادی الاولی ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء
۱۷۷	نصیر الدین ہمایون بادشاہ مرتبہ اول	بابر بادشاہ	چغتائے	ذیقعدہ ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء	جمادی الاولی ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	سال ۱۱ پنج ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء

مدت عمر	مدفن	حالات
	دہلی قلعۂ مبارک آباد کوٹلہ	قلعۂ مبارک آباد جس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
	دہلی متصل مقبرہ صفدر جنگ در سواد موضع خیر پور	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
		بادشاہ بداؤن مین جا پڑا اور ملک بہلول لودی دلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا
	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہو کر مر گیا اور خانخانان نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندوؤن نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال جلوس	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت فیری	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب بہ شیر شاہ	حسن	سور پٹھان	رجب ۸۸۷ھ / ۱۴۸۲ء	۹۴۷ھ / ۱۵۴۰ء	آگرہ	دہلی	سال ۴ ماہ ۴ یوم	دوازدہم ربیع الاول ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	سور پٹھان	صفر ۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ء	پانزدہم ربیع الاول ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء	قلعۂ کالنجر	دہلی	سال ۸ ماہ ۲ یوم	بست و پنجم جمادی الاولی ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	سور پٹھان	ربیع الثانی ۹۴۸ھ / ۱۵۴۱ء	بست و ششم جمادی الاولی ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نہم جمادی الاولی ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	سور پٹھان	شعبان ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء	بست و نہم جمادی الاولی ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماہ ۷ یوم	
۱۸۲	سلطان ابراہیم	.	سور پٹھان	سنہ ۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء	شش جمادی الاولی ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	دہلی	دہلی	۲ ماہ ۳ یوم	سنہ ۹۷۵ھ / ۱۵۶۷ء
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	سور پٹھان	ربیع الاول ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء	نہم رجب ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	فرح	دہلی	ماہ ۹	.
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مرتبۂ دوم	بابر بادشاہ	چغتائی	چہاردہم ذیقعدہ ۹۶۲ھ / ۱۵۵۵ء	رمضان ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	دہلی	دہلی	۶ ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول ۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۷ سال ۸ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین بارود سے جلکر مرگیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم		بیمار ہوکر مرگیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
سال ۱۲ چند یوم		مبارز خان نے مامون نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
		ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال		احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی
		ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالے کیطرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ مین سے اوترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائے	شب شنبہ پنجم رجب سنہ ۹۴۹ ھ سنہ ۱۵۴۲ ع	دوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ھ سنہ ۱۵۵۵ ع	کلانور	آگرہ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہار شنبہ شنبہ دہم جمادی الاخر سنہ ۱۰۱۴ ھ سنہ ۱۶۰۵ ع
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائے	روز شنبہ ہفتم ربیع الاول سنہ ۹۶۹ ھ سنہ ۱۵۶۹ ع	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۴ ھ سنہ ۱۶۰۵ ع	آگرہ	آگرہ	سال ۲۱ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم صفر سنہ ۱۰۳۷ ھ سنہ ۱۶۲۶ ع
۱۸۷	میرزا بلاقی الخاطب بسلطان داور بخش	شاہزادۂ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائے	ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۱ ھ سنہ ۱۶۰۱ ع	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ ھ سنہ ۱۶۲۶ ع	راجپوری	آگرہ	۲ ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۶ ھ سنہ ۱۶۲۶ ع
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائے	پنجشنبہ شب یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۳۷ ھ سنہ ۱۶۲۷ ع	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاول سنہ ۱۰۶۷ ھ سنہ ۱۶۵۶ ع	لاہور	آگرہ شاہجہان بعد آباد	سال ۳۲ چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب سنہ ۱۰۷۶ ھ سنہ ۱۶۶۵ ع
۱۸۹	ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہجہان	چغتائے	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ ھ سنہ ۱۶۵۸ ع	روز جمعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ ھ سنہ ۱۷۰۶ ع	اعزاباد متصل سرہند	دہلی	سال ۵۰ ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ششم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ ھ سنہ ۱۷۰۶ ع
۱۹۰	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	چغتائے	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ ھ سنہ ۱۶۴۳ ع	غرۂ ذیحجہ سنہ ۱۱۱۸ ھ سنہ ۱۷۰۶ ع	لاہور	دہلی	سال ۵ ایک ماہ ۲۱ یوم	بست و یکم محرم سنہ ۱۱۲۴ ھ سنہ ۱۷۱۲ ع
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			سنہ ۱۱۱۹ ھ سنہ ۱۷۰۷ ع	احمد نگر			سنہ ۱۱۱۹ ھ سنہ ۱۷۰۷ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۶۲ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم	اکبر آباد بمقام بہشت آباد معروف بسکندرہ	بیمار ہوکر مرگیا۔
۶۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مرگیا امرانے بنظر مصلحت داورنجش کو بادشاہ کردیا اور خفیہ شاہِ جہان کو بلالیا۔
۲۶ سال		جب کہ شاہجہان لاہور مین پونہچا آصف خان نے اس بیچارے کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۷۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کرکر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔
۹۰ سال ۷ یوم	اورنگ آباد	بیمار ہوکر مرگیا محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیون سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
۷۱ سال ۶ ماہ	دہلی قطب صاحب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجئو مضاف صوبہ اکبرآباد مین اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مرگیا اور اوسکے بیٹون مین بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معزالدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ عظیم الشان رفیع الشان خجستہ اختر جہان شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان ۱۰۷۲ھ ۱۶۶۱ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور بنگالہ شاہجہان آباد شاہجہان آباد	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	روز پنجشنبہ ہجدہم ۱۰۹۵ھ ۱۶۸۳ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء و جلوس ثانی ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	سال ۶ ماہ ۳ یوم ۱۵	ہشتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء
۱۹۳	محمد ابو البرکات سلطان رفیع القدر	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	ہفتم جمادی الاخری ۱۱۰۱ھ ۱۶۸۹ء	ہشتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء
۱۹۴	شمس الدین ابو الفتح رفیع الدرجات شاہجہان پادشاہ ثانی سلطان نیکوسیر	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر ۱۱۳۳ھ ۱۷۲۰ء	بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد آگرہ	دہلی	۳ ماہ ۲۸ یوم	ہفتدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء
۱۹۵	روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ	مجستہ شاہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	ششم ربیع الاول ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			۱۱۳۲ھ ۱۷۱۹ء				
	نادر شاہ				۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء				
۱۹۶	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر پادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	دوم جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	دہلی	سال ۶ ماہ ۳ یوم ۸	بست و ہفتم شوال ۱۱۸۸ھ ۱۷۷۴ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعۂ دہلی مین مارا گیا۔
۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہوکر مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبر آباد مین ہزارے مترسین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہی سے مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مراد الا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ مغلوب ہوا
۷۴ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی احمد شاہ درانی	مغز الدین جہاندار شاہ	چغتائی	۱۰۹۹ھ ۱۸۸۸ء	روز سہ شنبہ دہم شعبان ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء ۱۱۷۰ھ ۱۷۵۶ء	شاہجہان آباد	دہلی	۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم	روز پنجشنبہ ہشتم ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء
۱۹۸	ابو المظفر جلال الدین سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ غازی الملقب بہ شاہجہان ثانی احمد شاہ درانی	عالمگیر ثانی علی جلیس بن کامبخش بن عالمگیر ثانی	چغتائی	ہفتدہم ذیقعدہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	چہاردہم جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنہ	دہلی	۴۵ سال	ہفتم رمضان ۱۲۱۱ھ ۱۸۰۶ء
۱۹۹	بیدار بخت شاہ جارج سوم ابو النصر معین الدین اکبر شاہ	احمد شاہ فرزند کلاں شاہزادہ و ولیعہد شاہ جہانگیر ثانی	جرمن چغتائی	۱۷۳۹ء ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء	شب جہار شنبہ ہفتم ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء ۱۲۲۷ھ ۱۸۱۱ء روز چہار شنبہ ہفتم رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	شاہجہان آباد	لندن قلعہ شاہجہان آباد	۱۷ سال ۵ ماہ ۲۱ یوم	۱۸۲۶ء ۱۲۴۱ھ جمعہ بیست و ہشتم جمادی الاخری ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء
۲۰۰	شاہ جارج چہارم	جارج سوم	جرمن	۱۷۶۲ء ۱۱۷۶ھ	۱۸۳۰ء ۱۲۳۶ھ	لندن	لندن	۱۰ سال ۵ ماہ ۹ یوم	۱۸۳۰ء ۱۲۴۶ھ
۲۰۱	شاہ ولیم چہارم ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	جارج سوم اکبر شاہ	جرمن چغتائی	۱۷۶۵ء ۱۱۷۹ھ ۱۷۶۵ء	۱۸۳۰ء ۱۲۴۶ھ ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	لندن قلعہ شاہجہان آباد	لندن	۶ سال ۱۱ ماہ ۲۴ یوم	۱۸۳۷ء ۱۲۵۳ھ
۲۰۲	ملکہ وکٹوریہ	بنت دیوک آف کینٹ بن جارج سوم	جرمن	۱۸۱۹ء ۱۲۳۵ھ	۱۸۳۷ء ۱۲۵۳ھ	لندن	لندن		

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۳ سال چندماہ	دہلی مقبرۂ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے تالح یاس خان اور مہدی قلی خان نے مار ڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہوگیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عملداری ہونیکے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال ۷۵ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	قلعۂ وترا دہلی قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت وچتر اور قلعۂ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال	قلعۂ وترا	
۷۲ سال	قلعۂ وترا	جو کہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکوحۂ صحیحہ سے نہ تھا اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکۂ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھین تخت پر بیٹھین۔

فہرست دوسری باب آثار الصنادید کی جسمین دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بیان ہی

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	اندرپت	جد ہشتر	۰	تخمینا ۱۴۰۰ سال قبل حضرت مسیح		۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	تخمینا ۱۳۲۰ سال قبل حضرت مسیح		۷
۳	پرانا قلعہ یا دین پناہ یا شیر گڈھ	انکپال تنور	۹۴۷	۱۵۴۰	اور ۹۴۷ ہجری مطابق ۱۵۴۰ء کے ہمایون بادشاہ نے اس قلعہ کی از سر نو مرمت کر کے دین پناہ نام رکھا اور شیر شاہ نے بھی اسکی مرمت کی اور شیر گڈھ نام رکھا	۹
۴	قلعہ رائے پتھورا قصر سفید	رای پتھورا قطب الدین ایبک	۵۸۳ ۶۰۲	۱۱۸۳ ۱۲۰۵	اسی قلعہ کے غربی دروازے کا نام غزنین دروازہ تھا رائے پتھورا کے قلعے مین یہ محل بنایا تھا	۱۲ ۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	۶۶۴	۱۲۶۵	ان سنون سے چند سال پہلے قلعہ بنا کیونکہ سین قوم بادشاہ ہندو نے اور یہ کوشک چند سال پیشتر بادشاہ ہوئے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرزغن یا غیاث پور	غیاث الدین بلبن	۶۶۶	۱۲۶۷	اسی قلعے کی زمین مین حضرت نظام الدین کی درگاہ ہی	۱۵
۷	کیلوکھڑی یا قصر معز	معز الدین کیقباد	۶۸۵	۱۲۸۶	ہمایون کا مقبرہ اسی قلعے کی زمین مین ہی	۱۶

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	جلال الدین فیروز خلجی	۶۸۸ھ	۱۲۸۹ء		۱۶
	کوشک سبز	جلال الدین فیروز خلجی	۶۸۸ھ	۱۲۸۹ء	کوشک لعل مین کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیر قصہ ہزار ستون	علاء الدین خلجی	۷۰۳ھ	۱۳۰۳ء		۱۷
		علاء الدین خلجی	۷۰۳ھ	۱۳۰۳ء	کوشک سیر مین کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تغلق آباد	تغلق شاہ	۷۲۱ھ	۱۳۲۱ء		۱۹
۱۱	عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء		۲۰
۱۲	جہان پناہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء	دہلی علائی اور دہلی کہنہ یعنی قلعہ رائے پتھورا کو ملا دیا	۲۲
	کوشک بیچ منڈل یا بارہ منزل	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء	جہان پناہ کی فصیل کا ایک برج ہے	۲۲
۱۳	کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۲۳
	شہر فیروز آباد	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء	اسی کوٹلہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۲۵

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	۸۲۱ھ	۱۴۱۸ء		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	۸۳۷ھ	۱۴۳۳ء		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸ھ	۱۵۴۱ء	اس شہر کا بارہ دروازہ ابتک جیسا کہ تھا کے پاس موجود ہے	۲۷
۱۸	سلیم گڈھ یا نور گڈھ	اسلام شاہ	۹۵۳ھ	۱۵۴۶ء	نور الدین جہانگیر کی وقت مین پل اسکے سامنے بنا اور اوسی وقت سے نور گڈھ اسکا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	۱۰۴۸ھ	۱۶۳۸ء	اس قلعے کے بنانے مین اور عمارتون علے الخصوص تالین بھی بیشمار اس قلعے مین شاہجہان کے بنائے ہوئے یہ مکانات نامی موجود ہین دلی دروازہ لاہوری دروازہ مع چھتہ نقارخانہ یا میاپول دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل امتیاز محل رنگ محل و تصویر پچکاری سنگین ارفیوس کلاونت موافق مرقع رنفل مصور بیٹھک مع ثمن برج اسد برج شاہ محل یا دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون بھادون. شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر شاہجہان آباد مع حال آن زار یا وفیض نہر	شاہجہان	۱۰۵۸ھ	۱۶۴۸ء	اسی قلعے کا یہ شہر ہے جو ابتک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵۰

دوسرا باب

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کے بیان مین

بیا و نقش عمارات شہریاران بین کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست و شکست

یونانی حکیمون نے تمام روے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہین اور ہر ایک ٹکڑے کا نام اقلیم رکھا ہی ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہی اور قطب شمالی کی جانب منتہی اس یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم مین ہی طول اسکا جزائر خالدات سے ایک سو چودہ درجے اور اڑتیس دقیقہ ہی اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہی انگریزی ہیات جدید مین تمام روے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہین اس حساب کے بموجب دلی اشبہ مین

آئین اکبری

جغرافیہ

واقع ہی جسمین ہندوستان ہی اور ہندوستان کے تین ٹکڑے ہین اون
مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین ہی طول اسکا انگریزی
حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہی پہلے حساب سے بیس
درجے کم ہی اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین یہ شہر بہت پرانا
ہی اگرچہ یہان کے راجہ کبھی ملوک فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابعدار رہے اور کبھی خود بھی بغیر کسیکی
تابعداری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤنکی دار الحکومت
اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا صرف آٹھ زمانے
مہابھارت ایسے گذرے ہین کہ اون دنون مین یہان دار السلطنت نہین رہی ایک تو
وہ زمانہ ہی کہ جب راجہ جد ہشتر نے راجہ جرجودھن پر فتح پائی اور یہان سے
بھاگوت اوٹھ کر ہستنا پور مین راج کیا اور سات پشت تک وہین راج رہا جب نمی
عرف راجہ ڈشت وان راجہ ہوا اوسکے زمانے مین گنگا ایسی زور سے
چڑھی کہ سارا شہر ہستنا پور کا بہ گیا تب اوس راجہ نے پہلے کوشکی ندی
کے کنارے دکن کے ملک مین شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر
خلاصۃ التواریخ یہان چلا آیا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہی کہ جب
در اجاؤنی راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پر فتح پائی اور اس شہر
کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر مین اوسکی طرف سے

صوبے دار رہتا تھا اوسکے بعد جوگیون کی حکومت مین یہ شہر پھر دارالحکومت
ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہی کہ جب رائے پتھورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور
وہان دارالحکومت ٹھہرایا اور دلی مین کھانڈے راؤ اپنے بھائی کو
صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہی کہ ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی کے
سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین تاج المآثر
ایبک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ کر کر چھوڑا پانچوان وہ زمانہ ہی کہ جب ۷۳۶ھ تاریخ فرشتہ
ہجری مطابق ۱۳۳۶ عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دارالسلطنت
ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ مین ہو تو
اوسنے دلی کو چھوڑ کر دیوگر مین دارالسلطنت کیا اور دولت آباد اوسکا
نام رکھا اور جو کہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعۃً
دلی کے رہنے والون کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی مین رہنے نہ پائے ناچار
سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہوگیا کہ درحقیقت دلی
مین ایک آدمی نام کو بھی نرہا تھا یکایک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
دن رات دلی مین رہنے لگے جو کہ دیوگر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے ۷۴۲ھ ہجری مطابق ۱۳۴۱ع کے
پھر دلی مین مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

اور جسکا دل چاہے یہان رہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت
یادگار ہی اور شاید ہی کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۃً ویران
ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہی کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا
ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اوس زمانے مین اکبرآباد مین
پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اوس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین
اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہی اور سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بھی وہین
پائے تخت رکھا یہان تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
لودھی پر فتح پائی تو اوس زمانے مین اوسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اوسکے
ہمایون بادشاہ نے اولاً آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا سو اوان
وہ زمانہ ہی کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور
اکبرآباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک
یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھوان یہ
اب حال کا زمانہ ہی کہ جب شاہ جہاجاہ جارج سوم کے عہد مین ستمبر ۱۸۰۳ء مین
جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہان کا دار الخلافت
منقطع ہوگیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندون کے وقت مین بھی
یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانون کے وقت مین بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا
جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہوا اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توزک جہانگیری

اکبرنامہ

پُرانے قلعے اور پُرانے شہر اور پُرانی عمارتین موجود ہین جنکے دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہی کہ اکثر راجاؤن اور بادشاہون نے اپنے زمانہ حکومت مین اپنا نام
رہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ
اون مین سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور
سردارون نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اونمین سے ابتک
موجود ہین اسواسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعون کے بننے اور شہرون
کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہین۔

اندرپت

پہلے اندرپرست اوس میدان کا نام تھا جو پُرانے قلعہ اور دریبے کے خونی دروازے
کے درمیان مین ہی ہندوون کے اعتقاد مین اندر نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوون کے
مذہب مین ایک مقرری راجہ ہی اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھون کے ملے ہوئے
لبون کو ہندوون کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نے کسی فرضی زمانے مین دونون
ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندرپرست کہتے ہین
کثرت استعمال سے رے اور سین حذف ہوگیا اور اندرپت مشہور ہوگیا مگر میری
سمجھ مین یہ معنی تو ایسے ہی ہین جیسے اور ہندوون کی کہانیان صحیح بات یہ
معلوم ہوتی ہی کہ پت کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہین جب یہ شہر
آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندرپت نام رکھا

پرتھی اندرپرست
نام

مہابھارت و خلاصۃ التواریخ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہی جو اکاس اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے مین یہان کے راجاؤن کی تخت گاہ ہستناپور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل دور ہی جب راجہ جدہشتر اور راجہ جرجودھن مین گاڑھ ہوا تو راجہ جدہشتر نے یہ شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہی صحیح حساب سے یون تحقیق ہوا ہی کہ واقعۂ مہابھارت اور راجہ جدہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہین رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہین رہی ساری زمین مین زراعت ہوتی ہی اور وہان کے زمیندار پرانے قلعے مین بستے ہین اور یہ سب سے پہلا شہر ہی جو یہان آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیان اسکے آس پاس ہوتی رہین۔

دہلی

حضرتِ دہلی کنفِ عدل و داد جنت عدن ست کہ آباد باد

اس بات مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کیسے دلی ہوگیا یہ بات بہت مشہور ہی کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنسیون مین اور چندر بنسیون مین کا ایک راجہ ہی

مرآت آفتاب نما

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی اسواسطے کہ ہندوونکی
اگلی پوتھیون مین باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہی مگر کہین دلی کا نام نہین بلکہ
جہان لکھا ہی اندرپت ہی کرکر لکھا ہی اور بعضی تاریخون مین لکھا ہی کہ ۸۳۶ ہجری مطابق ۱۴۳۲ع کے تنورون کے خاندان مین سے ایک راجہ نے شہر اندرپت کے برابر
دہلی شہر بسایا اور جو کہ وہان کی زمین نرم تھی اور ہندی مین دہلی نرم زمین کو کہتے
ہین جہان میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہوگئی مگر اس سنہ مین نہ
تنورون کے خاندان مین حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام پڑجانا قریب قیاس
ہی اسواسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہین مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہی یہ ہی
کہ راجہ دہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے
ہین اندرپت مین اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
دہلی کا دہلو ہی چنانچہ امیر خسرو نے جلال الدین فیروز شاہ کو خطاب کرکر دہلو کا لفظ ایک شعر مین بانہا ہی شعر
یا نگ سپہ بخش یا زاخور بفرما بارگیر یا بفرمان دہ کہ گردون شینم دہلو روم
راجہ دہلو راجہ پورس یعنی فور راجہ کمایون کے ہم عصر تھا اور اوسی کی لڑائی مین
مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہوگیا اوسکے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن
یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر ستلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
تک یعنی قنوج تک عمل کرلیا یہ واقعہ تین سو اٹھائیس ۳۲۸ سال قبل حضرت
مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بسنے کا خیال ہوسکتا ہی۔

تاریخ فرشتہ

نزہۃ القلوب

مرآۃ الخیال

جواہر الاخبار

لب التواریخ

پُرانا قلعہ

یہ پُرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے باہر دو میل کے فاصلے پر واقع ہی وہی قلعہ ہی جسکو راجہ انکپال تونور نے اپنے عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کے حال مین اسی قلعہ کو قلعۂ اندرپت لکھا ہی اس راجہ نے اس قلعہ کے دروازے پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوون مین کانسے کے گھنٹے لٹکائے تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اوس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۱۱۸۷ھ ہجری مطابق ۱۳۱۸ عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے الا اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹے آئین اکبری مین اس قلعہ کا بننا اور راجہ انکپال تنور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق ۳۷۲ عیسوی مین لکھا ہی اور اس کتاب پر بھروسا کر کے ہر ایک تاریخ والے نے اسی سن کو نقل کر دیا ہی مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ یہ سن بالکل غلط ہین کیونکہ اوسی کتاب مین لکھا ہی کہ سمت ۴۲۹ سے سمت ۸۴۰ تک تنورون کے خاندان مین بیس آدمیون نے راج کیا اوسکے بعد سمت ۸۴۰ مطابق ۷۸۳ ع مین بلید یوچوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نے رائے پتھورا تک پچانوے برس سات مہینے راج کیا اور رائے پتھورا کو جو چوہان مین کا اخیر سا توان راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانون کے گھرانے

آئین اکبری خلاصۃ التواریخ ۱

دہلی پر امیر خسرو ۲

مین حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا
ہی کہ سمت ۹۴۳ بکرماجیت مطابق ۸۸۶ء موافق ۲۷۳ ہجری مین سلطان شہاب الدین
غوری دلی مین آیا ہوا اور یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ سلطان شہاب الدین کا
دلی کو فتح کرنا اور رائے پتھورا کا مارا جانا یقیناً ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع
موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے ہی اور معتبر تاریخون مین بھی یہی سن لکھے ہین تاج المآثر
اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہین اور
خود آئین اکبری مین بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ۵۸۸ ہجری لکھ
رکھے ہین پس ظاہر ہی کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی مین آنا
۲۷۳ ہجری مطابق ۸۸۶ عیسوی مین نکلتا ہی بالکل غلط ہی صحیح حساب سے ثابت ہوتا ہی
کہ راجہ انکپال تنور سمت ۹۳۳ بکرماجیت مطابق ۸۷۶ء موافق ۲۶۳ ہجری کے دلی
مین راجہ ہوا اور اوسنے یہ قلعہ بنایا جسکو آجتک گیارہ سو چھہتر برس کا عرصہ
گذرتا ہی اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہین اور سلطان شہاب الدین کا بھی
دلی مین آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہی۔

دین پناہ

نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعۂ کالنجر اور چنار گڈھ کی فتح کے بعد ۹۴۰ھ ہجری اکبر نامہ
مطابق ۱۵۳۳ء کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سر سے شہر بسایا
اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اوس زمانے کے منشیون نے شہر بادشاہ دین پناہ

اوسکی تاریخ کسی تھی فصیل اس قلعہ کی چونے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہی اور اکثر برج بھی گر پڑے ہین اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہوگئے ہین اور اندر پت کے زمینداروں نے کچے پکے مکان بنا لیے ہین پرانی عمارتون مین سے ایک مسجد اور ایک شیر منڈل باقی رہگیا ہی اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیان ہین ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سے بند ہی اور لوگ اوسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین مشہور ہی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اسلیے بند کردیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو کھولین تو اون پر طلاق ہی مگر یہ افواہ ہی کچھ قابل اعتماد کے نہین اس قلعہ سے ملا ہوا جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چارون طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازون کے سامنے پل بنائے تھے چنانچہ ابتک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نے بھی اپنے زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی سبب سے شیر شاہ کے وقت مین یہ قلعہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہوگیا تھا یہ عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ اور شیر شاہ کی ہو کیونکہ انکے پار تنور کے زمانے کی عمارت کا اس ہیأت پر باقی رہنا بسبب امتداد زمانہ کثیر کے خیال مین نہین آتا۔

ہمایون نامہ تاریخ اکبری مطبوعہ نیر اللہ خان عفی عنہ شاہجہانی مطابق ۱۰۳۵ھ اکبر نامہ مطبوعہ احمد علی مصنفہ ابو الفضل

قلعہ رائے پتھورا

جبکہ تنورون کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانون کے پاس پونہچی
اور رائے پتھورا راجہ ہوا اوسنے سنہ ۱۲ ایک ہزار دو سو بکرماجیت مطابق خلاصۃ التواریخ
سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق سنہ ۵۳۸ ہجری مین یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے مین یہ قلعہ بالکل
منہدم ہوگیا ہی لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہی یہ قلعہ ایک
چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑون مین خندق بنائی تھی اور اس
خندق مین تمام جنگلون کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اسمین پانی رہتا تھا
اب بھی کہین کہین پانی کے رکاؤ کے بند پائے جاتے ہین دیوار غربی اس قلعہ کی
کچھ کچھ قائم ہی اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہی اور غزنین درواز کا بھی ڈھیر
معلوم ہوتا ہی مین نے اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ
فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمایش مین آئی معلوم نہین کہ اس سے اور کسقدر
بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلے تو خندق
کیطرف سے فصیل اور برج چنے ہین اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین
کے برابر ہوگئی ہی وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار
سے دیوار چنی شروع کی ہی اور پھر قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ
فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگورے بھی ہونگے
یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافت مسلمان بادشاہون کا بھی رہا ہی چنانچہ سلطان

قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ مین رہتے تھے ۶۸۸ھ ہجری مطابق ۱۲۸۹ عیسوین جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھڑی کے پاس نیا شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسون نے بیعت کی تو نئے شہر سے لاکر پرانی دلی مین اگلے بادشاہون کی تختگاہ مین تخت پر بٹھایا اور اوس زمانے کے اگلے بادشاہون کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رائے پتھورا کے قلعہ مین سلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توزک تیموری مین جس قلعہ کو قلعۂ دہلی کہنہ لکھا ہی وہ یہی قلعہ ہی۔

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب مین ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہین کہ راجہ پتھورا کے وقت مین اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانون کے وقت مین اوسکو غزنی دروازہ کہتے تھے اسواسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ مین داخل ہوئی تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے نو دروازے اور تھے۔

قصر سفید

اسی قلعہ رائے پتھورا مین سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے زمانہ بادشاہت مین جو ۶۰۲ھ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر ہی جسمین ملک اختیار الدین الستگین وزیر

معزالدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ ہجری مطابق ۱۲۴۱ عیسوی مین مارا گیا
اور اسی قصر مین سلطان ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور
اسی قصر مین سلطان ناصرالدین کے وقت مین ۶۵۸ ہجری مطابق ۱۲۵۹ عیسوی
مین ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کے وقت مین اتنا بڑا دربار ہوا کہ چشم فلک
نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا
مگر اب اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعۂ مرزغن بنایا تاریخ کی کتابون تاریخ فرشتہ
مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیس موافق ہوگئے اور
کیلوکھڑی مین سے لاکر پرانی دلی کے تخت پر بٹھایا تو بادشاہ وہان سے کوشک لال
مین آیا اور اوسکے ورود کے وقت سے پیادہ پا ہوا اُمرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے
کیون اوترتے ہین سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن
کا بنوایا ہوا ہی کہ اوسنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہی کہ جو ادب اوسکا
اوس زمانے مین کرتا تھا اب بھی کرون اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک
۶۴۴ ہجری مطابق ۱۲۶۵ عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہی مگر تاریخ فرشتہ
بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تھا اور جس زمانے مین

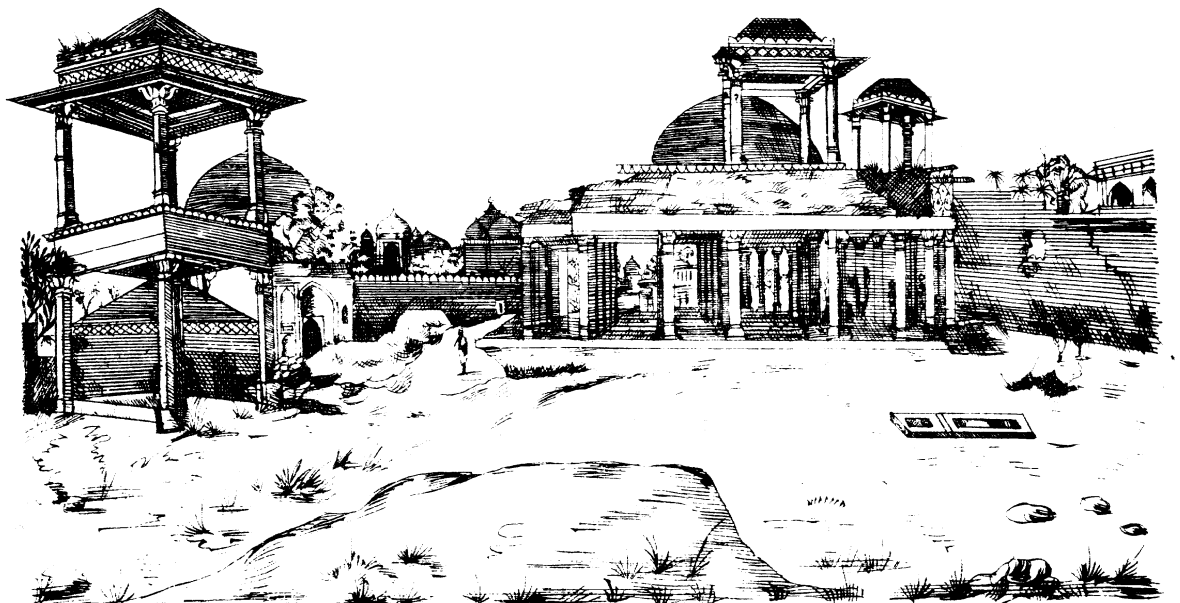

نقشہ لال محل

اوسکو شکار کا شوق ہوا ہی پہرات رہے سے اِسی کوشک مین سے سوار ہوتا تھا
اور سلطان علاء الدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک مین رہتا تھا
اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک
کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی
لیکن اب اسمین کچھ شک نہین رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کر کر
جو عمارت مشہور ہی یہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہ محل بہت خوشنما نرا
سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارتین بنائی ہین لیکن اب
بہت خراب ہی اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین چند قبرین
بھی بن گئی ہین اور اس سبب سے بڑا شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال
نہو مگر اب یہ شبہہ نہین رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہان
قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نے اس محل مین بھی کہ ویران
پڑا تھا قبرین بنا دین۔

تاریخ محمد شاہی
تاریخ فرشتہ

قلعۂ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنے ۶۶۴ ہجری مطابق
۱۲۶۵ عیسوی مین اوسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام
رکھا کہ اب غیاث پور کر کر مشہور ہی اور سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کا وہین
مزار ہی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو مجرم

آئین اکبری
خلاصۃ التواریخ

اس قلعہ مین جا چھپتا تھا تو وہان سے نہ پکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا
کہ اس قلعہ کا یہ نام کیون رکھا اسواسطے کہ مرغزن اور مرزغن کے معنی دزخ کے
ہین مگر اس مقام کے مناسب نہین کچھ عجب نہین کہ بادشاہ نے یہ نام نرکھا ہو بلکہ
ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگون نے اِس نام سے مشہور کردیا ہوا ور
اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہی۔

کیلوکھڑی یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معزالدین کیقباد نے ۶۸۵ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی مین بنایا تھا
اور کیلوکھڑی گانون کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی
الاقلعہ کا کچھ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ مین رہتا تھا اور بن
بنی عمارتون کو بنایا تھا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بھی نام لکھا ہی اور
حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکھی ہی شعر

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ رو فتہ طوبیٰ در او رابشاخ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اوسکا
یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۸ ہجری مطابق
۱۲۸۹ عیسوی مین تخت پر بیٹھا شہر کے رئیسون کی طرف سے مطمئن نہ تھا اسواسطے
کیلوکھڑی مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکے ناتمام عمارتین تھین اونکو پورا کیا

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویران ہونے لگی تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر مین یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ امیر خسرو نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہی اور یہ بیت اوسی مین کی ہی

خلاصۃ التواریخ

شعر

شہا در شہر تو کردے حصارے کہ رفت از کنگر بہاتا قمر سنگ

کوشک سبز

اُسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز کہتے تھے جب اِس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے کڑہ مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر گنگا کے کنارے پر کشتی مین سے اوترتے وقت مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا ان دونون کوشکون کا نشان اب نہین پایا جاتا بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہین۔

تاریخ فرشتہ

دہلی علائی یا قلعۂ علائی یا کوشک سیری

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہی اسکا حال یون ہی کہ سنہ ۷۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین اس بادشاہ نے قلعہ چیتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج جانب تلنگا قلعہ ورنکل پر بھیجی طرفی نوبان یعنی مغلون نے دلی کو خالی سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیون کے بعد

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

آئین اکبری

بادشاہ کی فتح ہوئی اوسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر سیری ایک گانون تھا اس سبب سے اسکو قلعۂ سیری بھی کہتے تھے اور شیرشاہ کے وقت مین یہ قلعہ کوشک سیری کرکر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدور بنایا تھا اور اوسکی دیوارین چونے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے بنائی تھین اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن نہ چکا تھا کہ دوبارہ مغلون سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلون کا سرکاٹ کر اس قلعہ کی دیوارمین پتھرون کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہی

سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی کے شیرشاہ نے اس شہر کو ویران کرکر نیا شہر قدیم شہر کے پاس یعنی اندرپت کے پاس دریا کے کنارے آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گانون بنام شاہ آباد آباد ہی۔

قصر ہزار ستون

اسی سال مین اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوسمین ہزار ستون لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتے تھے جس زمانے مین بادشاہ سے اور کنگ وغیرہ مغلون سے لڑائی ہوئی ہی تو بہت سے مغل بندی وان ہوکر دلی مین آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتیون کے پانون تلے اونکو روند ڈالا اور اونکے سرکاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صدہا سال تک

اوسکا نشان باقی تھا اور جب راجہ بلال دیو والے کرناٹک پر فتح ہوئی اور ملک نائب اور خواجہ حاجی ۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی کے وہان کے فتوحات لیکر آئے تو تین سو بارہ ہاتی اور بیس ہزار گھوڑے اور چھیانوے من سونا اور سونے اور موتی اور جواہرات کے صدہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کے پیش کش کیے گئے تھے اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے ناصرالدین خسرو شاہ پر فتح پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان قطب الدین اور اوسکے بھائیونکی کی۔ تاریخ فرشتہ

تغلق آباد

جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پونہچی اوسنے ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح طرح کی عمارتون سے مرتب کیا جس زمانے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تلنگ اور قلعۂ ورنگل المعروف بسلطان پور بادشاہ کو پونہچی ہی یعنی ۷۲۳ھ ہجری مطابق ۱۳۲۳ع مین تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہوچکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور شہر تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہی اور نہایت مستحکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چونہ اور سنگ خارا سے بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہی اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی ٹوٹی پھوٹی قائم ہی مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہین کہ نام و نشان آئین اکبری تاریخ فرشتہ تاریخ فرشتہ

تک نہین رہا بجز گڑھون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا قلعہ کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اوسکو جہان نما کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اسطرح پر ملا کر بنایا ہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہوگا مشہور ہی کہ اس قلعہ اور شہر کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین اور کچھ عجب نہین کہ ایسا ہی ہو مگر بسبب شکستہ ہوجانے مکانات اور دیوارون کے ہم شمار نکر سکے یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر راجہ ناہر سنگہ بلم گڈھ والے کی عملداری مین واقع ہی۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزارستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ۷۲۸ ہجری مطابق ۱۳۲۷ عیسوی مین یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور محمد آباد یا عادل آباد اوسکا نام رکھا اور ہزارستون سنگ مرمر کے آئین لگائے تھے اس سبب سے عمارت ہزارستون بھی کہتے تھے اور جوکہ اس بادشاہ نے اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مکان صرف بطور سیرگاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعۂ تغلق آباد کی جانب جنوب پہاڑون کے بیچ مین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین اکبری

عمارت ہزار ستون

پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر
واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروازے سے اس قلعہ کے دروازے تک
ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرۂ تغلق شاہ بنایا ہی اور اوسکے
دروازے اور قلعہ کے دروازے مین بھی پل بنا دیا ہی اور آگے قلعہ کے دیوار
شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون
لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون
کا بھی نام و نشان نہین رہا الا ہمنے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بنظر قطع اور وضع تعمیر
مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب اس
قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہی اور اسمین کچھ
شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ
عجب نہین اوس زمانے کے مورخون نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ فادخلوہا
لکھی تھی بعضون کو یہ شبہہ پڑا ہی کہ یہ وہی محل ہی جسکی چھت گرنے کے سبب
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا تھا یہ بات بالکل غلط ہی وہ محل چھوٹا سا تین دن
کے عرصے مین اس بادشاہ نے ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی مین موضع
افغان پور کے قرب اپنے زمانہ ولیعہدی مین بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت
بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر
گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہی جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہی

تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی

جہان پناہ

جبکہ ۷۲۸ ہجری مطابق ۱۳۲۷ عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنانے سے فارغ ہوا تو اُسنے قلعۂ علائی سے قلعۂ رائے پتھورا تک جو سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے وقت سے پُرانی دلی کے نام سے مشہور تھا دو دیوارین شہر پناہ کے طور پر کھینچدین تھین ایک سر اون دیوارون کا اسی قلعۂ علائی یا کوشک سیری سے ملا دیا تھا اور دوسرا سر اقلعۂ رائے پتھورا سے اور اوسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ تینون قلعہ یعنی قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری اور جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہوگیا تھا اور تینون قلعون کے تیس دروازے تھے تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال مائل بغرب اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کیطرف کھلتے تھے اور کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہوگیا تھا ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین ویران ہُوا۔

کوشک بجی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت درحقیقت ایک بُرج ہی قلعۂ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل تغلق شاہ نے بہت نفیس و لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازونکا کمرہ اوسکی

نقشه کاخ فیروزشاه

دیوارون مین اوپر سے جانے کا رستہ ہی اوسکے اوپر اگلے زمانے مین سنگین بہت خوشنما بارہ دری تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اس برج پر بیٹھکر عرض لشکر لیجاتے تھے سلطان سکندر لودھی کے وقت مین شیخ حسن طاہر اسی برج مین رہا کرتے تھے اس برج کے پاس جو قبرستان ہی وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہی سنہ ۹۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسیکے پاس مزار ہی

کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پونہچی اوسنے سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ع کے دریا کے کنارے سرحد موضع کادین مین اس کوشک کو بنایا اور اوسکے متصل شہر بسایا اور اوس کوشک مین تین نقبین بنائین تھین کہ اپنے محل کی عورتون سمیت سوارون پر اوسمین چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی پانچ جریب لنبی اور ایک جہان نما کیطرف تھی دو کوس لنبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تھی پانچ کوس لنبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سے قلعہ اور شہر رائے پتھورا مراد ہی کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہی اور بڈھے بڈھے آدمی بیان کرتے ہین کہ یہ نقب بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوکا کی لاٹھ جسکا حال تیسرے باب مین آئیگا موضع توہرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضر آباد سے لاکر فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کری ہی۔

شہر فیروزآباد

اسی بادشاہ نے اسی سن مین پُرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہوگیا قطر
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہی اسمین سے بھی
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلبلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہی اور بھوجلا پہاڑیکا تھانہ یہ سب فیروزآباد کے شہر مین داخل تھے اور کالی مسجد
جواب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہی اوسی شہر مین کی
ایک مسجد ہی غرضکہ اس شہر مین قصبہ اندمتہ اور سرائے ملک یار پران اور
سرائے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کیٹھواڑہ اور زمین لڑادت
اور زمین اندھاولی اور زمین سرائے ملکہ اور زمین مقبرۂ سلطان رضیہ یعنی محلہ
بلبلی خانہ اور زمین پہاڑی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور
وغیرہ اٹھارہ گانونکی شہر کی آبادی مین آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے
مین جانے کو کرایہ کی سواری یہان ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیمور یہان
آیا تو اوسنے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہان سے حوض
خاص جہان فیروز شاہ کی قبر ہی قریب تھا راجہ مانسنگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے
ایک محل بنایا تھا اور بادل گراو سکا نام رکھا تھا اوس جگہ کانسے کا ایک بیل
بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اوسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

[1] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

[2] ظفرنامہ تیموری شیخ علی یزدی

تاریخ فرشتہ

اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہان سے لاکر اُس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

کوشک جہان نما یا کوشک شکار

آئین اکبری و تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

اسی بادشاہ نے انھین عمارتون کے سات شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس پہاڑون کا پانی روکنے کو ایک بند پختہ بنایا تھا کہ اوسکی دیوارین کہین کہین اب بھی موجود ہین یہ عمارت درحقیقت شکارگاہ ہی اور کوشک فیروز شاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لنبی کہ اوسمین سے سواری پر محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرانے مکانات بنائے تھے اور یہان بھی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی تھی اور جدا شہر سا بس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی مین آیا یعنی ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل لشکر اوترا تھا راجہ اشوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب مین آئیگا نواح میرٹھ مین سے لاکر فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہی مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہی۔

تزک تیموری

خضر آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان رایات اعلی بادشاہ ہوا

اوسنے ۸۲۱ھ ہجری مطابق ۱۴۱۸ عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانات بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھ عجب نہین کہ موضع خضر آباد جو اس زمانے مین مشہور ہی وہی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہی کسی تاریخ کی کتاب سے اسکا پتا نہین ملا۔

مبارک آباد

تاریخ فرشتہ

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ۸۳۷ھ ہجری مطابق ۱۴۳۳ عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے نہین پائی تھی کہ امرا نے مخالفت کرکے اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا اور محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتے ہین جہان اس بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے ہی چنانچہ وہ گانون بھی مبارکپور کوٹلہ کرکر مشہور ہی لیکن ہماری رائے مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر بسایا تھا اور اوس زمانے مین دریا مبارکپور کوٹلہ کے نیچے ہرگز نہین بہتا تھا کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہمارے نزدیک یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارکپور ریتی موجود ہی تو کچھ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہی۔

دہلی شیر شاہ

جبکہ شیر شاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور اوسنے دہلی علائی اور کوشک سیری کو ویران کرکر اندرپت کے پاس دریا کے کنارے پر ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی مین ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیر شاہ کی دلی مشہور تھی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت مین واقع ہوا آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیر شاہ نے از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس میدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہین ہی کہ ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

کابلی دروازہ دہلی شیر شاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہین رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر جیلخانہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہی یہ دروازہ شیر شاہ کی دلی کا ہی اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطے کابلی دروازہ کہتے ہین یہ دروازہ چونے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور دروازے پر حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اور رد و کار اس دروازے کی ساری سنگ سرخ کی ہی اس سبب سے عوام مین لال دروازے کے نام سے مشہور ہی۔

سلیم گڈھ یا نور گڈھ

مرات آفتاب نما

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۹۵۳ھ ہجری مطابق ۱۵۴۶ عیسوی سے پانچ برس کی مدت مین چار لاکھ روپیہ خرچ کرکر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی کہ اسلام شاہ مرگیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین مرتضیٰ خان اکبری نے اسمین کچھ مکانات بنائے تھے یہ قلعہ ابتک قلعۂ شاہجہان کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہی اور جبکہ نورالدین جہانگیر بادشاہ نے اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اوسوقت سے نورگڈھ کے نام سے مشہور ہوا

تزک جہانگیری

قلعۂ شاہجہان

نہ ہے قلعہ کا ندر بساتین وے نہ اردی بہشت ست نی کل نمے

شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبرآباد کو دارالخلافت رکھا سنہ ۱۰۳۷ جلوسی مطابق ۱۰۴۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۳۷ ملک شاہی اور سنہ ۱۶۳۸ عیسوی کے دلی مین قلعہ بننے کا حکم دیا اور اوسی سال ماہ رضوین ذی الحجہ کو دریا کے کنارے سلیم گڈھ کے پاس قلعہ بننا شروع ہوا اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنے فن مین یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس کامل دلیل سے کہ دیوان عام مین سنگین تخت کے پیچھے ایک مرقع تصاویر کا جو ریفیل اٹلی کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچیکاری کا بنا ہوا ہی جسکا حال اوسکے مقام پر بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یوروپین اٹلی کے ملک کا بھی اس قلعہ کے بنانے مین شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام ملا اور پانچ مہینے دو دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی بنیادین کھدین اور

شاہجہان نامہ و مرات آفتاب نما

سلیم گڑھ یا نور گڑھ

نقشہ روضہ مقدسہ

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کہین کہین سے بنیاد اونچی بھی ہوائی اتنے مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اللہ وردی خان کو سپرد ہوا دو برس
ایک مہینے گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی چارون طرف کی دیوار بارہ گز
اونچی ہوگئی پھر اوسکا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور بیسوین سال جلوس
مین اوسکے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسوین
ربیع الاول سنہ ۲۱ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی بادشاہ نے
اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا سر سے پانون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور
ہر ایک مقام پر گنگورے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اس قلعہ کو
ہشت پہل بنایا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہی جسکی کل زمین چھ لاکھ
گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دوگنا ہی فصیل اس قلعہ کی
پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گہری بنیاد ہی دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اوپر
سے دس گز کا ہی اس قلعہ کے جانب شرق جمنا بہتی ہی باقی تینون طرف خندق
جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کھود کر پختہ بنادی
ہی کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے مین پچاس
لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ سو لاکھ روپی خرچ ہوئے ہین
یہ پچاس لاکھ قلعہ کے بننے مین اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکانون مین

مراۃ الخیال

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے نام سے مشہور ہی اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہی یہ دونون دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازون پر سہ دریان بہت خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب رہتے ہین مشہور ہی کہ ان دروازون کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین ان دونون دروازون کے آگے کھوگس بنائے گئے ہین ان دونون دروازون کے آگے خندق پر تختہ تھا سنہ ۱۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۴ عیسوی مین تختے کی جگہ پختہ پل بنائے ہین اور دونون پلون پر یہ کتبہ لگایا ہی۔

ہو الغنی

سنہ ۵ جلوس ۱۱ الاسنہ ۱۲۶ ہجری سنہ ۱۷۱۴ عیسوی در عہد شاہ جہاندار محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ ماقفرسن بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہی لداؤ اس چھتے کا بہت اونچا ہی اور یہ چھتہ بھی بہت لنبا ہی اور اوسمین منبت کاری بہت خوب کی ہی اور دونون طرف دو منزلے مکان بنے ہوئے ہین اور بیچ مین ایک چوک ہی اور اوسکی چھت روشنی کے لیے کھلی ہوئی ہی یہ چھتہ بازار مسقف کے نام سے بھی مشہور رہا ہی ان دروازون کے سوا

مسقف آسمان کا بنا ہوا

نقشہ نقارخانہ

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیان اور اکیس برج ہین اون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین۔

نقارخانہ یا ہتیا پول

دیوان عام مین جانے کا جو دروازہ ہی وہ نقارخانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بھی نرا سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور اوسپر مکانات اور ایک پچدرہ دالان دونون طرف سے کھلا بنا ہوا ہی اسی دالان مین بادشاہی نوبت بجتی ہی اور اسی سبب سے نوبت خانہ مشہور ہی اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اتنے ہی بڑے جتنا کہ سچ مچ کا ہاتی ہوا ہی بنائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک سو چالیس گز کا چوڑا چوک ہی اور بیچ مین بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکے بیچ مین نہر بھی جاری ہی اس دروازے کے اندر اب بھی سوائے شہزادون کے اور کوئی سواری پر نہین جا سکتا اسی مقام پر سے اوتر لیتے ہین

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبھی دربار عام ہوتا تھا تو اوسمین بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمین تین درجے کے مکان ہین کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہین۔

نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت

اس مکان کے بیچون بیچ مین شرقی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہی چار گز کا
مربع اور اوسپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہی اور آدمی
کے قد سے زائد کرسی دی ہی اوسکے پیچھے ایک طاق ہی سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز
لنبا اور ڈھائی گز کا چوڑا اوسپر ہر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویرین عجب عجب
رنگین پتھرون کی بنی ہوئی ہین اور اوسمین ایک آدمی کی تصویر ہی جو دوتارہ بجا کر
گا رہا ہی ملک اٹلی مین جو فرنگستان مین واقع ہی آرفیوس کلاونت کی کہانی
یون مشہور ہی کہ وہ علم موسیقی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز
تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے
اور اوسکے گرد آن بیٹھتے تھے اوسی ملک مین رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے
مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور
تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے
گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور ۱۵۲۰ عیسوی مین مرا مگر یہ مرقع اوسکا
بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان مین بہت مروج اور نہایت مشہور ہی
اور ابتک اوسکی نقلین موجود ہین وہی مرقع اس طاق مین پتھر کی پچیکاری مین
کھودا ہی پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہی اور جو کہ اس مرقع کا سوائے
فرنگستان کے اور کہین رواج نہین تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہی کہ اس قلعہ
کے بنانے مین کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

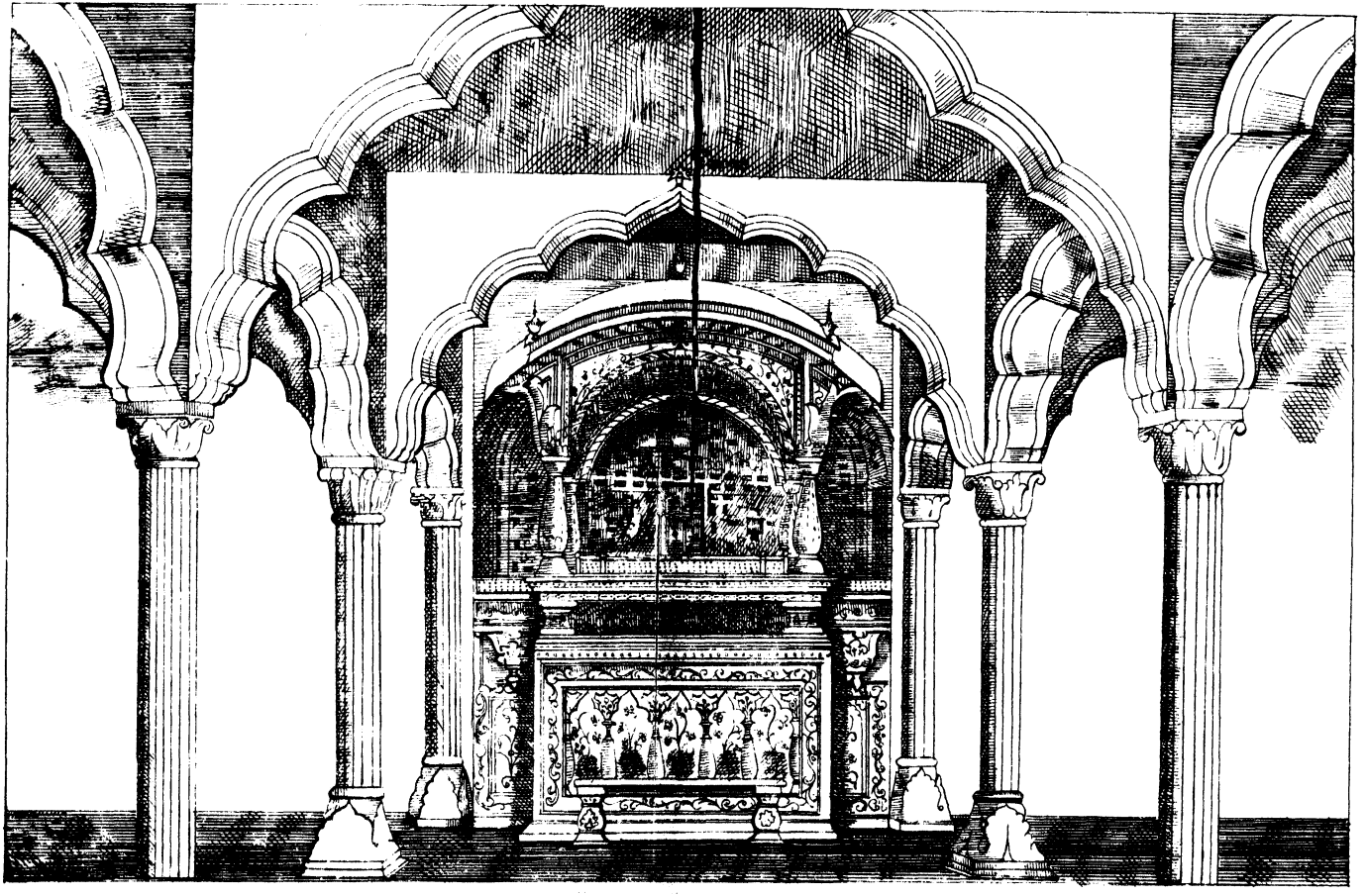

نشیمن ظلِ الٰہی بر تختِ سنگین واقعہ دیوانِ عام

بغل مین دروازہ ہی اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہی امرا مین سے جس کسیکو عرض کرنا ہوتا تھا اوس تخت پر چڑھ کر بادشاہ سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہی کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی کا گلا تخت تک پونہچتا ہی۔

دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہی ستر ۷۰ گز کا لنبا اور چوبیس گز کا چوڑا اہر ایک دالان کے نو نو در ہین ہر ہر دالان مین سنگ سرخ کے ستون لگائے ہین اور اون پر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہین اور اوسپر سفیدی گھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہی باہر کے دالان مین بیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنما لگائی تھین کہ اب اون کلسیون مین سے ایک بھی باقی نہین یہ دالان امرا اور وزرا اور وکلا کے حسب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

گلال باڑی

یہ دربار کا دالان درحقیقت ایک چبوترے پر بنا ہوا ہی جسکا ایک سو چار ۱۰۴ گز کا طول اور ساٹھ ۶۰ گز کا عرض ہی اوس چبوترے کے بیچ مین یہ دالان ہی اور باقی چبوترہ اوسکے تین طرف باقی ہی اوس چبوترے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا

اکٹھرا لگا ہوا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھین
مگر اب اون کلسیون کا نام نشان نہین رہا یہ جگہہ چوبدار اور نقیب اور احدی وغیرہ
لوگون کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور
گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نے سنہ جلوسی مطابق ۵۳ سنہ ۱۲ ہجری موافق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی کے اس دیوان عام
کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہی کہ تین بادشاہت
کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت
سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہی کہ محمد شاہ
کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے مین بھی شک ہی اسکے
آگے دو سو چار (۲۰۴) گز لمبا اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گز چوڑا صحن ہی اور اوسکے
چارون طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہین اور شمال کی
طرف دیوان خاص مین جانے کا دروازہ ہی۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچدرہ تہ گھا دالان ہی تینتیس (۳۳) گز کا لمبا اور اوسکے
پیچھے ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لمبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل
سنگ مرمر کی ہی اور اوس سے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچھی نقاشی کی
ہی اس محل مین ایک نہر ہی نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا

نقشہ رنگ محل کا اندر سے

ایک حوض ہی کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن مین گرتی ہی اور صحن
مین سرسٹھ گز مربع کا باغیچہ تھا اور اوسکے بیچ مین پچیس گز کے قطر کا ہشت پہل
حوض تھا اور اوسمین پچیس فوارے کسی زمانے مین چھوٹتے تھے۔

امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہی اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا
نہایت وسیع تھا کہ اوسمین نہرین جاری تھین فوارے چھوٹتے تھے باغ لگا ہوا
تھا اب سب برباد ہوگیا اور اس صحن دلکشا مین سڑیل سڑیل مکان بن گئے ہین
اگلے زمانے مین اس محل کے صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز تین
اور پانچ فوارے اوسمین چھوٹتے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمین پچیس فوارے لگے ہوئے
تھے اور باغیچہ تھا ایک سو سات گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکے گرد سنگ
سرخ کا مجرہ لگا ہوا تھا اور اوسپر دو ہزار سنہری کلسیان لگی ہوئی تھین اور تین طرف
اس صحن کے سترہ گز کے عرض سے مکان دلکشا اور ایوانہاے دلربا بنے ہوے تھے
اور جانب غرب مین مشرف بدریا اور پائین باغ تھا چہرہ اسکا باہر سے یون ہی کہ کرسی
دیکر ایک چبوترہ بنایا ہی اور اوسکے نیچے دو تہ خانے ہین بہت خوب اور اوس
چبوترے پر گویا پچدرہ تہرا دالان بنایا ہی ستاون گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا بیچ
کے در کے آگے صحن کیطرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا پایہ دار
کہ اوسمین ڈیڑھ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہی اور اوسمین سے

اوبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہی اور وہان سے نہر مین بہتی ہی اور صحن کے حوض مین
جاکر باغیچے کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
وہ تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کاری کی ہی کہ آدمی کی عقل
دیکھکر حیران ہوتی ہی اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی
ہین کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دوگنی ہوگئی ہی اس محل کے
کونون پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیون مین خسکی ٹٹیان لگاکر خس خانہ
بنایا جائے جسطرح اسکی روکارمین پانچ درمحراب دار بنائے ہین اسیطرح اسکے
اندر بھی محراب دار درہین کہ ان محرابون کے بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
سی واقع ہوگئی ہی اوسمین ایک حوض ہی کہ اوسکی خوبی بیان نہین ہوسکتی اوس
حوض کو سنگ مرمر سے اسطرح بنایا ہی کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہی اور پھر
اوسمین رنگ برنگ کے پتھرون سے ایسی پچیکاری کی ہی اور گل بوٹے بیل پتی
بنائے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز مربع ہی
لیکن گہراؤ اسکا بہت کم ہی بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کیطرح بنایا ہی اسمین خوبی یہ ہی کہ جسوقت
پانی بھرتا ہی اور لہراتا ہی تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہین
اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
معلوم ہوتا ہی لیکن اسپر بھی اوسکی ہر ایک مڑوڑ اور مرغول پر رنگین پتھرون
سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین کہ پھول مین پتی بیل اور بیل مین سے

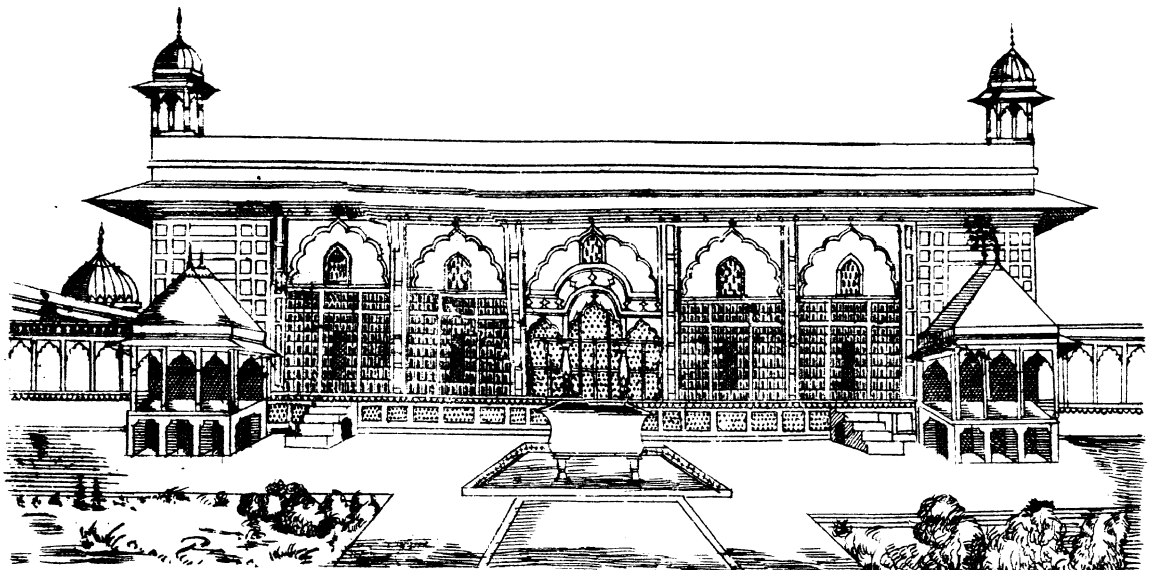

نقشہ رنگ محل کا باہر سے

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اوس پیالے مین ایک سوراخ ہی اور ایک نہر
پوشیدہ تلے تلے آئی ہی اور اوس پیالے مین سے اوبلی ہی پیالے کے لبون سے پانی کا
گرنا اور حجاب آب سے گل بوٹون کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم
ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہی اس محل کے
بیچون بیچ مین سے گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر
اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس
حوض مین جو صحن کیطرف روکار کے سامنے رکھا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک
نہر مین منبت کاری اور پرچین سازی اور پچیکاری کا وہی حال ہی یہ محل اجارہ تک
اور اوسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور
اور سمین پچیکاری کی ہوئی ہی علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لیا ہوا ہی
اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت
نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت
اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھادی محمد اکبر شاہ ثانی کیوقت
مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت
لگائی ہی کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہی۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہی اور حقیقت مین قرینہ ہی خوابگاہ کا

جو برسی بٹھیک کر کے مشہور ہی اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہی لیکن میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی

اسد برج

یہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہی یہ برج ہر ناتھ چیلے کے ہنگامے مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہی اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہی۔

خوابگاہ یا بڑی بٹھیک

یہ خوابگاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہی اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف سر سے پانون تک سنگ مرمر کی ہی اور اوسمین طرح طرح سے منبت کاری کا کام اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شہ نشین کیطرح ایک مکان ہی اور اوسکے جنوب اور شمال کو دو بڑے بڑے دروازون کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے ہین کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہی اور اوسکی دو محرابون پر ایک کتبہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہی لکھا ہوا ہی اور گرد اجارہ کے پاس سونے کے پانی سے اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

کتبۂ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہاست رنگین و شیمن ہاست دلنشین قطعۂ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف

بسان بیت العتیق بطواف آیند روست واگر نظارگیان انفس و آفاق مثل حجر اسود
بتقبیل آستان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعهٔ والا که از کاخ گردون برترست
ورشک سد اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش که در منازل چون روح
در بدن ست و شمع در انجمن و نهر اظهر که آب صافیش بنیاز آئینهٔ جهان نماست و دانا
را از عالم غیب پرده کشا و آبشارها که هریک کوی سپیدهٔ صبحدم ست بالوحهٔ اسرار
از لوح و قلم و فوارها که هرکدامش پنجهٔ نورست۔

کتبهٔ محراب شمالی

بمصافحهٔ آسمانیان مائل بالآلی متلالی ست بانعام زمینیان نازل و حوض که
همه از آب زندگانی پر بصفا رشک نور و چشمهٔ خور دوازدهم ذی الحجه سال
جلوس دوازدهم اقدس مطابق هزار و چهل و هشت هجری بعالمیان نوید کامرانی داد
وانجامش که بصرف پنجاه لک روپیه صورت پذیرفت بست و چهارم ربیع الاول
سال بست و یکم جلوس همایون موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بفر قدوم میمنت لزوم
گیتی خدیو گیهان خداوند بانی این مبانی آسمانی شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی
شاهجهان بادشاه غازی در فیض بر روی جهانیان بکشاد

ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہین

شهنشاه آفاق شاه جهان — باقبال ثانی صاحبقران
درایوان شاهی بصد احتشام — چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس ست تا ناگریزا ین بنا | بود قصر اقبال او عرش سا
زهی دلنشین قصر پیراسته | بهشتے بصد خوبی آراسته
شرافت یکی آیه در شان او | سعادت در آغوش ایوان او
چو + + درین سرای سرور | کند + + + از جبهه دور
بپایش سر صدق هر کس که سود | چو دریای چون آبرویش فزود
زمانه چو دیوار را بر فراشت | به پیش رخ مهر آئینه داشت
ز بس روی دیوارش آراست ست | ز نقاش چین رو نماخواست ست
چنان بر سرش دست ایام کرد | که گردون بلندی ازو وام کرد
ز فواره و حوض دریا نشان | بآب زمین شسته رو آسمان
چو جاے شهنشاه عادل بود | ازان با دشاه منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پچدرہ دالان ہی نرا سنگ مرمر کا پرچین کار نہایت نفیس ولطیف بیس گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر دس دالان کے بھی محرابین ہین اور حجرے ہین کہ غربی حجرے مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہین اس دالان کے بیچ مین ایک حوض ہی مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی مگر اوسکی تہ پر طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ اونمین سے

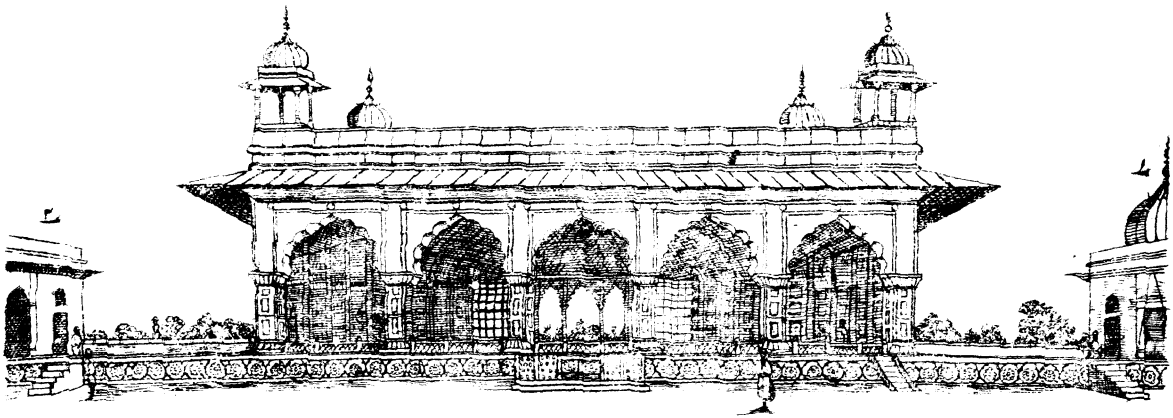

۱ دیوان خاص

۲ عقب گام

۳ داروغہ خانہ

پانی اوبلتا تھا اس دالان کے آگے صحن ہی وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوسمین کیا ہوا ہی اور نہر بہشت بہتی ہی اور رنگ محل مین چلی جاتی ہی۔

برج طلا یا مثمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہی مثمن سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازی اور منبت کاری کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج بھی کہتے ہین اور بسبب مثمن ہونے کے مثمن برج بھی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک اور نشیمن بطور برآمدے کے جانب دریا بنا ہوا ہی۔

شاہ محل یا دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بت بڑا چوک ہی اوس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسی گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ مین دیوان خاص کی عمارت ہی چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی اور سرتاسر اسکے بیچ مین چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کے بیچون بیچ مین چوکور ستون بنا کر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہی اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک

چبوترہ ہی اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتے ہین
اور اس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگاکر مکان بنایا ہی در و دیوار و ستون و مرغول
اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین اجارہ تک عقیق و
مرجان اور اور احجار نفیس قیمت سے پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹے پھول پتے
بنائے ہین اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہی اور سونے کے
پانی سے گویا لیپ دیا ہی اندر کے رخ محرابون کے اوپر یہ شعر لکھا ہی شعر

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

یہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور اوس طرف کے درون مین جالیان
لگاکر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
اوس صحن کے گرد مکانات اور ابوابہا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب
غرب اس صحن کے دروازہ ہی کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہی اور اس
دروازے کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب اُمرا بروقت دربار کے اس
لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہی
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو چوکھنڈی
دیوان خاص کہا کرتے ہین اسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مریٹھہ اور
جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔

نقشہ سرکوب خاص

تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہی اور وہ تسبیح خانہ کرکے مشہور ہی اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ مین سنگ مرمر مین ترازو کی صورت کھدی ہی اور میزان عدل اوسپر لکھدیا ہی اسی تسبیح خانے مین سے خوابگاہ کا رستہ ہی کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہی۔

عقب حمام

دیوان خاص کے جانب شمال اسیطرح کا دالان ہی کہ وہ عقب حمام کہلاتا ہی یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہی اور اوسیطرح کا بنا ہوا ہی۔

حمام

یہ حمام بیمثل و بعدیل ہی یقین ہی کہ ملکون ملکون مین ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس حمام کا کمرہ نما نیا ہی اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوسپر منبت کاری کی ہی اور شرق کیطرف جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہی کہ اوسمین سے دریا اور جنگل اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہی دوسرے درجے مین جانب شمال ایک شہ نشین ہی سر سے پائون تک سنگ مرمر کی اور اوسپر بہت تحفہ منبت کاری اور پچی کاری کی ہی اوسکے آگے ایک درجہ ہی مربع نرا سنگ مرمر کا اوسکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھرون سے پچیکاری کی ہی اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطعہ

ہی کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہی اسطرح کی
پچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی اوستاد
اٹالین شریک تھا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سے ہی اوس درجے کے
بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پرچین کا اوسکے چارون کونون پر چار فوارے
لگے ہوئے تھے اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بھر کے عرض کی اور بہت کم گہری نہایت
نفیس مشہور ہی کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تھا اور جب
چاہے ٹھنڈا میسر اور جہ اس حمام کا اجارہ تک نے اسنگ مرمر کا ہی جانب غرب
حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہی کہ اوسپر
بیٹھکر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین مستطیل حوض
ہی جب چاہین اوسمین گرم پانی بھرین اور جب چاہین سرد پانی بھرین اس درجے
مین بہت تحفہ پچیکاری اور سنبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سے گرم ہوتا ہی۔

موتی محل

یہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کرکے رنگامیزی اور
طلاکاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہی پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا
مشتمل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز
کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہی آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا

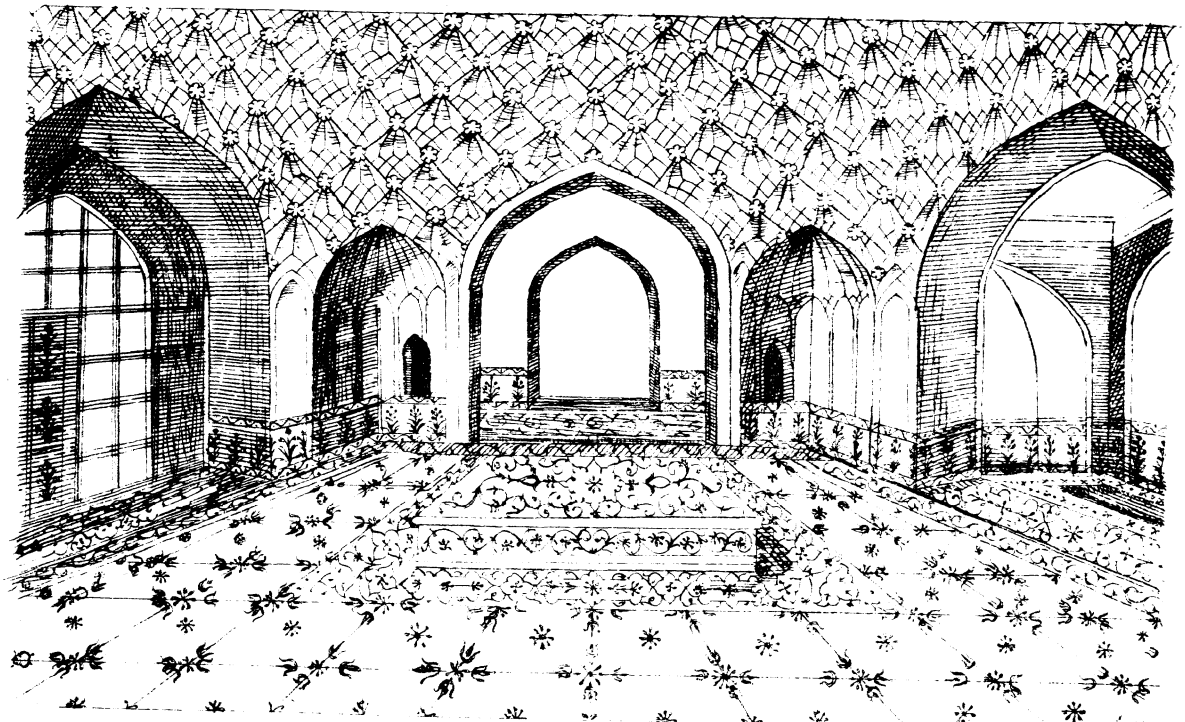

نقشۂ گرم خانۂ حمام

نقشہ موتی محل

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور جانب غرب سے مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا ہی اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور باقی سنگ سرخ کا ہی اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اوسمین سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ حوض بھی عجائب روزگار سے ہی کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہین نہوگا حقیقت اسکی یہ ہی کہ یہ پتھر اتنا بڑا بیجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بموجب حکم بادشاہ کے اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پایون کے ایک پتھر کا ہی بعد تیار ہونے اوس حوض کے مکرانہ سے کہ دارالخلافت سے دو سو کوس دور ہی باحتیاط لائے اور اس مقام پر لاکر رکھدیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اون مین کچھ نقصان بھی آگیا ہی۔

نہر بہشت

اس محل مین ہوکر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل مین جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پھر وہان سے منشعب ہوکر ہر ایک محل اور مکان مین بہتی ہی۔

باغ حیات بخش

صد ہزاران گلِ شگفتہ درو　　سبزہ بیدار و آب خفتہ درو

کسی زمانے مین یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور خراب ہی حضور والا کو اسکی اس آستگی پر توجہ نہین چند مکان اس باغ مین بہت خوب ہین جنکا حال بیان کیا جاتا ہی ایک درخت پاکھل کا اس باغ مین نایاب ہی اور اوسکا مربہ تلی کے مرض کو مفید ہی۔

حوض اور نہر

اس باغ کے بیچون بیچ مین ایک حوض ہی ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اوسکے بیچ مین کسی زمانے مین اونچاس فوارے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن رات چھوٹتے تھے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف ایک سو بارہ فوارے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے سبب دن رات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چارون طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز کے عرض سے بہتی تھی اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارے چاندی کے ہر وقت چھوٹتے رہتے تھے اب اون فوارون کا نام بھی رہا البتہ جس جگہ فوارے تھے وہان ایک چھید باقی رہگیا ہی شعر

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا　　اب جس جگہ کہ داغ ہی یان پہلے درد تھا

اسی حوض مین بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہی۔

بھادون

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہی سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اوسکا یہ ہی کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہی اور اوسپر سولہ

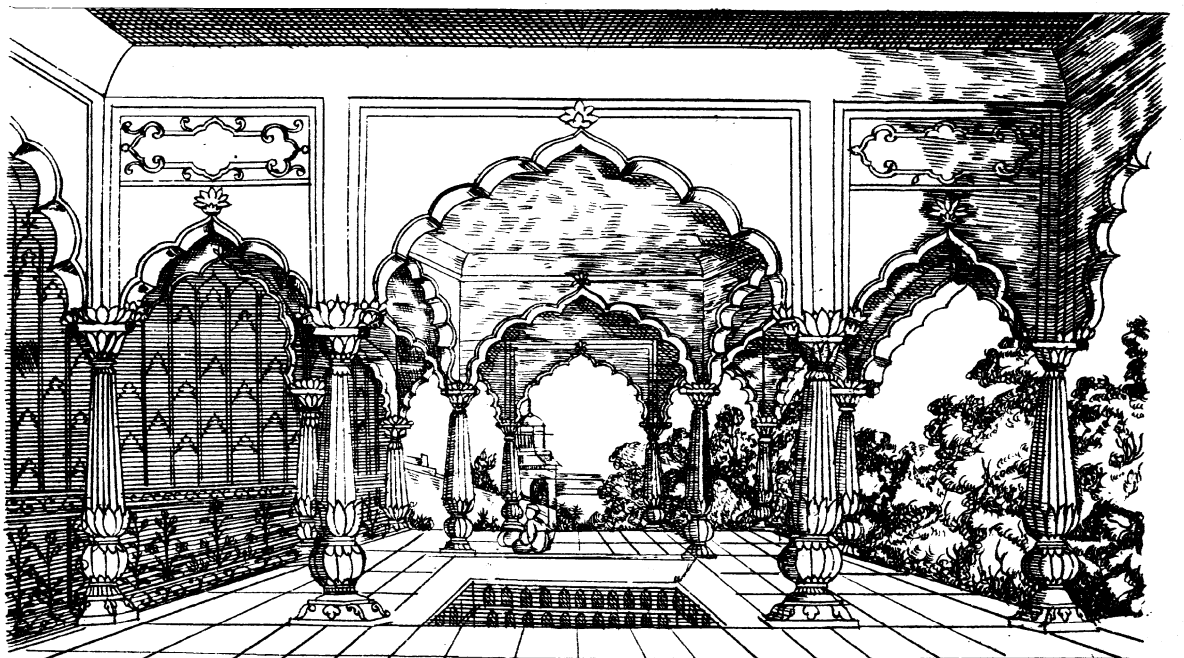

نقشہ ساون

ستون لگاکر ایک ایوان دلکشا تعمیر پایا ہی مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب اور دو بنگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی بن گئی ہی اور اوسمین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسو کا مربع اور ڈیڑھ گز کا گہرا اوس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہوکر پڑتی ہی اور پھر اوسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی یہ عمارت بھی بہت نادر ہی اور اوسمین پانی کا پھرنا اور چادرہ چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا ہی اب اس مکان مین پانی آنے کا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہوگیا ہی اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین کہ دن کو اونمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن ہوا کرتی تھین اور اوسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اون پھولون کی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چارون کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈیکی سنہری بنی ہوئی ہین۔

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہی اور چہرہ اسکا بعینہ مثل چہرۂ بھادون کے ہی بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھپاؤ اور ایک کو

نکالو ایک ذرہ فرق نہین اور اسیطرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہی اور حوض بھی بنا ہی
اور اسیطرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین اس سبب سے کہ
اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ جیسا ساون کا مینہ اسواسطے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہی۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین طبقے
پر ہی پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کر سی دیکر بنایا ہی اور اسکی چھت اندر سے گول
اور اوپر سے مسطح ہی یہ عمارت تمام سنگین ہی اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی
اور اوسمین احجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور اجارہ سے چھت تک
سنگ پٹھانی سے سفید کر کے سنہری گل بوٹے بیل پتی بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہی
اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن مشرف بدریا بنائے
ہین اور اوسکی روکار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہی اور مثمن درجہ
کے بیچ مین ایک حوض ہی تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اوسکی
سنبت کاری دیکھ کر عقل حیران رہجاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہی اور غربی طاق
مین ایک آبشار ہی اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہین کہ اون مین
اون کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے تھے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہی

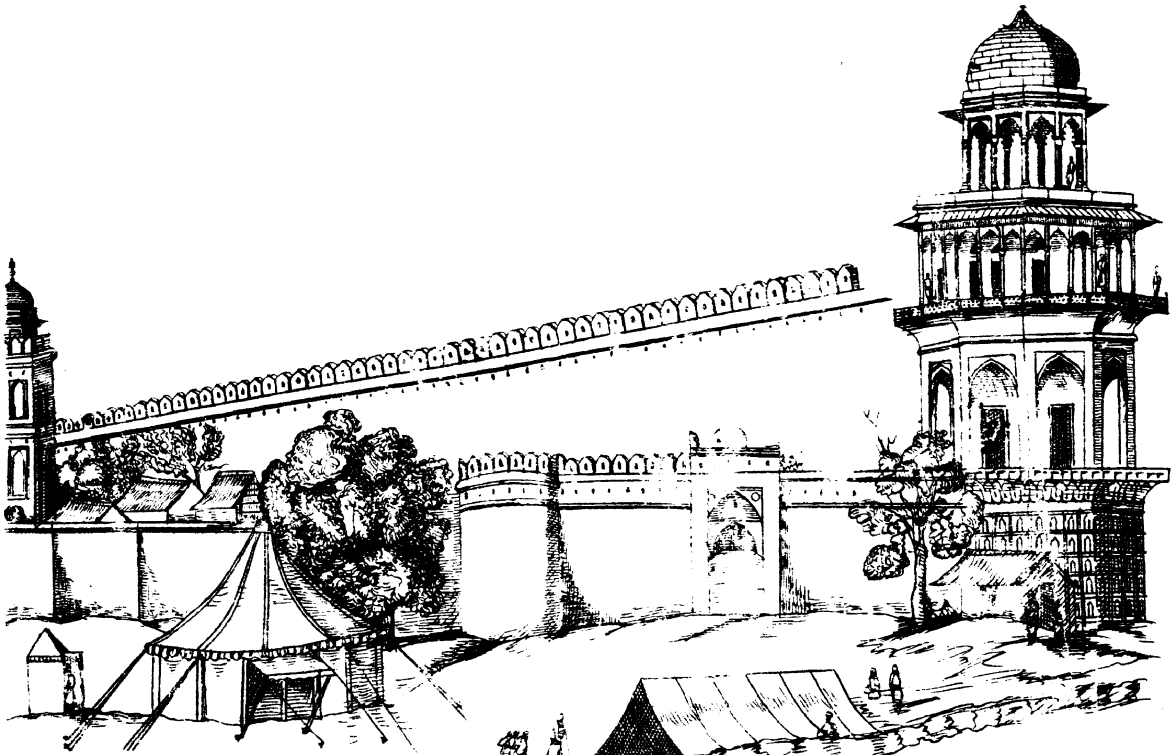

شاہ برج

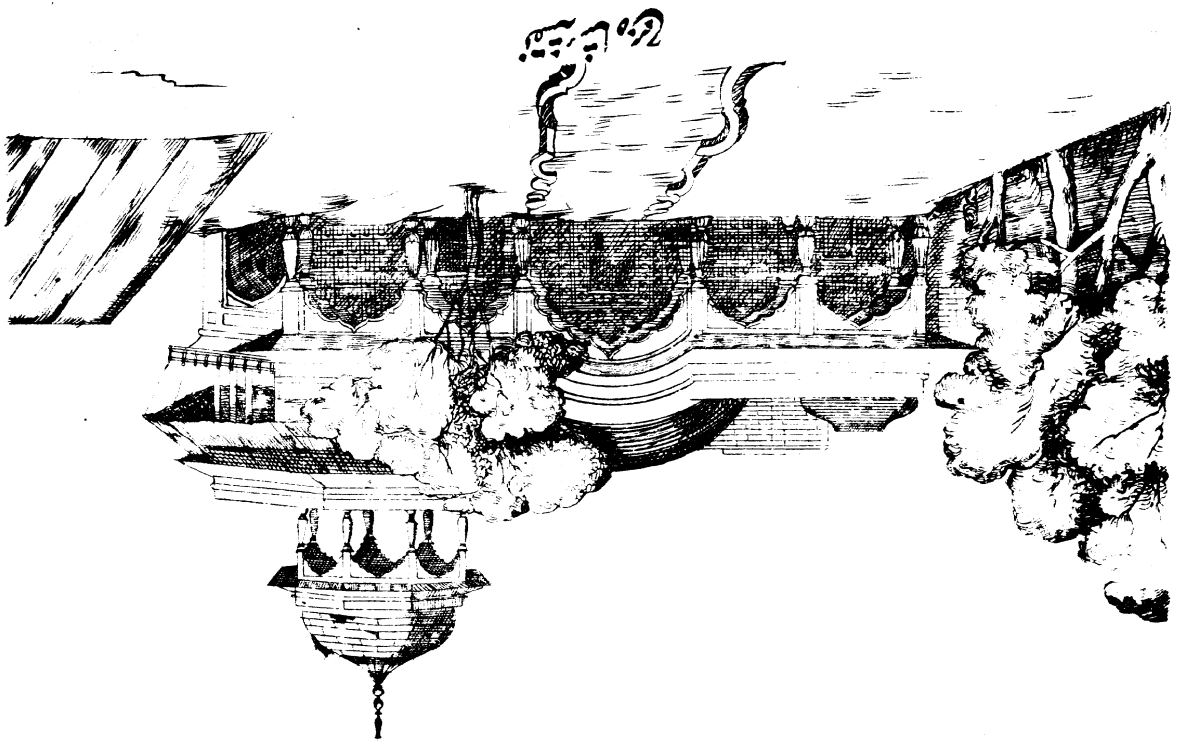

سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے
شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر ہی ڈیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی
بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہ دونون حوض بھی نہایت پرچین ساز اور
منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہوئے ہین اس نہر مین سے
ایک نہر نکلکر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہی اور اوس سے برج کی نہر مین آن کر
اور مثمن حوض مین سے ہوکر شرقی طاق کیطرف بہتی ہی کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف
ایک آبشار بنی ہوئی ہی سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہی اور ہر جگہ پانی جانیکے
قلبہ اسی برج مین بنے ہوئے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہی کہ یہ فلانے حوض کا قلبہ
ہی اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجے کی عمارت بھی مثمن ہی نہایت صفائی کے ساتھ
آٹھ گز کے قطر سے اور اوسکے آٹھون ضلعون پر سراسر ایوان ہی چوبیس ستون کا اور
تیسرے درجے کی عمارت ایک نشیمن ہی گنبدی آٹھ ستون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر
اور کلس سنہری ہی غرضکہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہی۔

مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے مین بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بجز اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
اوسمین جاری ہی اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال
نے قطب صاحب کے جھرنے کی نقل بنائی ہی اور کچھ نہین۔

شہر شاہجہان آباد

کسے را زندگانی شاد باشد کہ در شاہِ جہان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنے لگے یعنی ۱۰۵۸ ہجری مطابق ۱۶۴۸ عیسوی جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نے یہ تاریخ کہی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

مرآت آفتاب نما

سنہ ۲۴ جلوسی مطابق ۱۰۶۰ ہجری موافق ۱۶۵۰ مسیحی شاہجہان کے حکم موجب مٹی اور پتھر سے چار مہینے کے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوکر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر دوسرے برس برسات مین اکثر جگہ سے گر پڑی اسواسطے شاہجہان نے چونے اور پتھر سے از سر نو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے مین یعنی ۱۰۶۹ ہجری مطابق ۱۶۵۸ ع مین چار لاکھ روپیہ خرچ ہوکر یہ فصیل تیار ہوگئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اوسمین ستائیس برج دس گز کے قطر سے ہین ۱۸۰۳ عیسوی مطابق ۱۲۱۸ ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو یہ فصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروازے کے باہر غازی الدین خان فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو مدرسہ کرکر مشہور رہی اوسکو بھی شہر پناہ کے اندر لے لیا اور قریب ۱۸۱۱ عیسوی مطابق ۱۲۲۶ ہجری کے اوس مدرسے کے گرد بھی شہر پناہ سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر پناہ کے برج پر سنگ مرمر مین یہ کتبہ کھودر کھا ہی۔

برج اکبر شاہ

اس شہر کے دروازے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہین اکثر دروازونکی ایک ہی سی قطع ہی ۱۸۵۲ عیسوی مطابق ۱۲۶۹ ہجری مین سرکار انگریزی کے حکم سے ایک اور نیا دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازے مین سے آتے ہین اور ایک مین سے جاتے ہین اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہی اور اوسپر یہ کتبہ ہی۔

کلکتہ دروازہ سنہ ۱۸۵۲ عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروازے اور چودہ کھڑکیان ہین اور انکے نام یہ ہین۔

نام دروازون کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نکمبود دروازہ کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدرر ود دروازہ۔ کابلی دروازہ پتھر گھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیون کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروازے کی کھڑکی۔ مسدود سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلند باغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نکمبود کی کھڑکی۔

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروازے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک ہزار پانسو بیس گز لمبا بازار ہے

مرآۃ آفتاب نما ۱ اگلے تاریخ کی کتابون مین اس بازار کو لاہوری بازار کر کر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہی قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہی اسی گز کا مربع اس چوک مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہی ہشت پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین اسکے گرد بہت خوبصورت دوکانین بنی ہوئی ہین اور شمال کیطرف باغ ہی جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے ہین اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہی اور سراسر اسمین نہر بہتی ہی اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہی۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز کا لنبا اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونون طرف پختہ دوکانین بنی ہوئی تھین اور بیچ مین بہت خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبرآبادی محل شاہجہان کی بیوی نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بنایا تھا اور اکبرآبادی مسجد بھی اسی بازار مین ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابون مین اکبرآبادی بازار ہی یہ دونون بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہین اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتے گئے ہین۔ مرآۃ العالم ۱

آراستگی بازار اور شہر

شاہجہان کے وقت مین ان سب بازارون مین بڑی بڑی بدر روئین بنی ہوئی تھین جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کیچڑ ٹھہرنے پاتی تھی اب کہ عمارت کو بالکل انقلاب ہوگیا وہ بدر روئین کچھ تو بند ہوگئین اور کچھ ٹل گئین اس سبب سے بازار خراب رہتے تھے ۱۸۵۲ عیسوی مطابق ۱۲۶۹ ہجری مسٹر ارتھر استن رابرٹس صاحب کلکٹر اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازارون کی صفائی اور شہر کی آراستگی پر ہمت صرف کی اکثر جگہ نئی بدر روئین بنوائین اور بعضی جگہ پرانے بدر رووں کو صاف کیا اور بڑے بازارون مین دونون طرف دوکانون کے نیچے پختہ بدر روئین بناکر شہر کے باہر پانی نکلوادیا دوکانون کے آگے سنگ سرخ کے خوبصورت چبوترے بنگئے اور بڑے بازارون مین رات کو دو طرفہ لعلٹینون کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہوگئی

فیض نہر

اول باغی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اوسنے ۶۹۱ ہجری مطابق ۱۲۹۱ عیسوی کے اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد مین دریا سے کاٹا اور تیس کوس تک پرگنہ سفیدون مین جہان اوسکی شکارگاہ تھی لاکر چھوڑدیا پھر کسی بادشاہ کو اوسکا خیال نرہا کہ وہ نہر بند ہوگئی تھی ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر مین لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک مدت بعد

مراۃ الخیال

یہ نہر پھر بند ہوگئی تھی ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۶۳۸ عیسوی کے شہاب الدین محمد
شاہجہان نے اس نہر کے سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے
قلعہ شاہجہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
بن چکا تو قلعہ اور شہر مین جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
نہر کا پھر وہی حال ہوگیا تھا تخمیناً ۱۸۲۰ عیسوی مطابق
۱۲۳۶ ہجری کے سرکار انگریزی نے
پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
بدستور جاری ہی اور
مرمت اور شکست و
ریخت سے تیار اور
مصفا
رہتی ہی
فقط

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کا ذکر ہی

نمبر	نام مکان	نام اصلی بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ میدھاوی عرف دھاوا	راجہ دھاوا	۰	تخمینا سال ۸۹۵ قبل حضرت مسیح	اس لاٹھ پر سندھیون پرفتحیابی کا فتحنامہ کندہ ہی مگر رطاح خطا سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہین	۲
۲	لاٹھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹھ فیروز شاہ	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	سال ۲۹۸ ق	پرانے خط مین بودھ کے مذہب کے احکام اور نامگری حرفون مین	۴
۳	لاٹھ اشوکا یا منارہ کوشک شکار	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	سال ۲۹۸ ق	بلید یوچوہانکا فتحنامہ کندہ ہی مگر یہ فتحنامہ کندہ ہوا ہی راجپوتون کے قبضہ	۸
۴	انیک پور	انیک پال تونور	انیک پال تونور	۵۷ سنہ	۶۷۶ سنہ		۹
۵	انیکتال	انیک پال تونور	انیک پال تونور	۵۷ سنہ	۶۷۶ سنہ		۱۰
۶	سورج کنڈھ	سوبج پال	انیک پال تونور	۶۷ سنہ	۶۸۶ سنہ		۱۱
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی راج عرف رای پتھورا	رای پتھورا	۵۳۹ سنہ	۱۱۴۳ سنہ	۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ ع کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑکر مسجد	۱۱
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معزالدین			بنائی اور بتخانے پر لاٹھ کے پہلے درجے پر فتحنامہ لکھا یا اور ۵۹۲ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۵ ع	۱۲
	ایضاً	تعمیر سلطان معزالدین	سلطان معزالدین			کے سلطان معزالدین نے پانچ منزلین	۱۳
	ایضاً	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			بنوائین سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ ع سلطان شمس الدین التمش نے	۱۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
	ایضاً	قطب صاحب	سلطان علاء الدین			تین تین محرابین اور نبوائین اور لاٹھ پر پانچ درجے اور بڑھائے سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ عیسوی کے سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سے دوگنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی۔	۲۰
۸	لاٹھ قطب صاحب	پرتھی راج عرف رائے پتھورا	رائے پتھورا				۱۵
	ایضاً	قطب الدین ایبک بانی مسجد قوۃ الاسلام	سلطان معز الدین				۱۷
	ایضاً	قطب صاحب	سلطان شمس الدین				۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھ	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین				۲۰
۱۰	ادھ بنی یعنی ناتمام لاٹھ	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین				۲۲
۱۱	حوض شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	۶۲۷ سنہ	۱۲۲۹ سنہ	سنہ ۷۲۰ھ مطابق سنہ ۱۳۲۰ء کے سلطان علاء الدین نے اس حوض کے بیچ میں برجی بنائی۔	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	۶۲۹ سنہ	۱۲۳۱ سنہ	ناصر الدین محمود سلطان شمس الدین کے بیٹے کا مقبرہ ہے۔	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	۶۳۳ سنہ	۱۲۳۵ سنہ		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان		معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ سنہ	۱۲۴۰ سنہ		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ سنہ	۱۲۴۰ سنہ		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ سنہ	۱۲۴۰ سنہ		۲۵
۱۷	مقبرہ معز الدین بہرام شاہ	علاء الدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	۶۳۹ سنہ	۱۲۴۱ سنہ		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	۶۸۳ سنہ	۱۲۸۴ سنہ	خان شہید کے مرنیکے وقت اوسکی قبر اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۹	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین	۶۹۵ھ	۱۲۹۵ء	فیروز شاہ کے وقت میں حوض خاص اسکا نام ہوا	۲۷
۲۰	مقبرہ سلطان علاء الدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	۷۱۷ھ	۱۳۱۷ء		۲۷
۲۱	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلق شاہ	۷۲۱ھ	۱۳۲۱ء	۷۲۰ھ مطابق ۱۳۲۰ء کے محمد معز نے اس باولی پر مکانات بنائے	۲۸
۲۲	مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۵ھ	۱۳۲۴ء	محمد عادل تغلق شاہ کی بھی یہیں قبر ہے	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین		محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۵ھ	۱۳۲۴ء	خلیل اللہ خان نے ۱۰۶۳ھ ہجری مطابق ۱۶۵۲ء کے مزار پر پارہ دری بنائی	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۷ھ	۱۳۲۶ء		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین		فیروز شاہ	۷۵۴ھ	۱۳۵۳ء		۳۲
۲۶	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۴ھ	۱۳۵۳ء		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروزی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء	تیمور کا خطبہ اسی مسجد میں پڑھا گیا تھا	۳۴
۲۸	گوشک نور یا مہندیان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۳۴
۲۹	باولی بھشیاری کا محل	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۳۵
۳۰	کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین	خان جہان	فیروز شاہ	۷۷۲ھ	۱۳۷۰ء		۳۶
۳۱	درگاہ زرد بخش چراغ دہلی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۷۵ھ	۱۳۷۳ء		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۷۶ھ	۱۳۷۴ء		۳۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۳۳	مسجد چوراہہ قدم شریف	فیروزشاہ	فیروزشاہ	۷۷۶ھ	۱۳۷۴ء		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار		فیروزشاہ	۷۷۸ھ	۱۳۷۶ء		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروزشاہ	۷۸۹ھ	۱۳۸۷ء		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروزشاہ	۷۸۹ھ	۱۳۸۷ء		۳۹
۳۷	مسجد کالوسرائے	خان جہان	فیروزشاہ	۷۸۹ھ	۱۳۸۷ء		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروزشاہ	۷۸۹ھ	۱۳۸۷ء		۴۰
۳۹	مقبرۂ فیروزشاہ	ناصرالدین محمدشاہ	ناصرالدین محمدشاہ	۷۹۲ھ	۱۳۸۹ء		۴۰
۴۰	خضر کی کمٹی	ابوالفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	۸۲۴ھ	۱۴۲۱ء	خضرخان کا یہ مقبرہ ہی۔	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمدشاہ	محمدشاہ	۸۳۷ھ	۱۴۳۳ء		۴۱
۴۲	مقبرۂ محمدشاہ	علاءالدین عالم شاہ	علاءالدین عالم شاہ	۸۴۹ھ	۱۴۴۵ء		۴۲
۴۳	مقبرۂ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	۸۹۴ھ	۱۴۸۸ء		۴۲
۴۴	تیج برجہ زمردپور	زمردخان	سلطان سکندر	۸۹۴ھ	۱۴۸۸ء		۴۳
۴۵	بستی بوڑی	بستی خواجہ سرا	سلطان سکندر	۸۹۴ھ	۱۴۸۸ء		۴۳
۴۶	موٹھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	۸۹۴ھ	۱۴۸۸ء		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۴۷	مقبرہ لنگر خان		سلطان سکندر	۹۰۰ سنہ	۱۴۹۴ سنہ		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	۹۰۰ سنہ	۱۴۹۴ سنہ		۴۵
۴۹	راجوکی بائین	دولت خان	سلطان سکندر	۹۲۲ سنہ	۱۵۰۶ سنہ		۴۵
۵۰	مقبرہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	۹۲۳ سنہ	۱۵۱۷ سنہ		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	۹۳۳ سنہ	۱۵۲۶ سنہ		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵ سنہ	۱۵۲۸ سنہ		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵ سنہ	۱۵۲۸ سنہ		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	۹۳۹ سنہ	۱۵۳۲ سنہ		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	۹۴۴ سنہ	۱۵۳۷ سنہ		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اللہ خان	شیر شاہ	۹۴۸ سنہ	۱۵۴۱ سنہ		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸ سنہ	۱۵۴۱ سنہ		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸ سنہ	۱۵۴۱ سنہ		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	۹۵۰ سنہ	۱۵۴۳ سنہ		۵۲
۶۰	کھاری باؤلی	عماد الملک خواجہ عبد اللہ	اسلام شاہ	۹۵۲ سنہ	۱۵۴۵ سنہ		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
٦١	مقبرہ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	٩٥٤ سنہ	١٥٤٧ سنہ		٥٣
٦٢	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	٩٥٤ سنہ	١٥٤٧ سنہ		٥٣
٦٣	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	٩٥٨ سنہ	١٥٥١ سنہ	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر بنایا	٥٣
٦٤	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	٩٦٨ سنہ	١٥٦٠ سنہ		٥٤
٦٥	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	٩٦٩ سنہ	١٥٦١ سنہ		٥٤
٦٦	بھول بھلیاں یا مقبرہ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	٩٦٩ سنہ	١٥٦١ سنہ		٥٤
٦٧	مقبرہ ہمایون	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	٩٧٣ سنہ	١٥٦٥ سنہ		٥٥
٦٨	نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	٩٧٣ سنہ	١٥٦٥ سنہ		٥٦
٦٩	مقبرہ مکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	٩٧٤ سنہ	١٥٦٦ سنہ		٥٧
٧٠	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ		اکبر بادشاہ	١٠١٢ سنہ	١٦٠٣ سنہ		٥٧
٧١	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن	نور الدین جہانگیر	١٠١٤ سنہ	١٦٠٥ سنہ		٥٨
٧٢	حیلخانہ یا مقبرہ فرید خان	فرید خان	جہانگیر	١٠١٧ سنہ	١٦٠٨ سنہ		٥٨
٧٣	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	١٠٢١ سنہ	١٦١٢ سنہ		٥٩
٧٤	منڈی	آغا مان	جہانگیر	١٠٢١ سنہ	١٦١٢ سنہ		٥٩

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۸	سنہ ۱۶۱۸		۶۰
۷۶	پل سلیم گڈھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۶۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۳	سنہ ۱۶۲۳		۶۱
۷۸	نیلہ برج یا مقبرہ فہیم	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۱
۷۹	چوسٹھ گھنٹہ یا مقبرہ کوکلتاش خان	میرزا عزیز کوکلتاش خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۲
۸۰	مقبرہ خانخانان	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان دوران خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۴
۸۵	دارالشفا ودارالبقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰
۸۸	مسجد اکبرآبادی	اکبرآبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	۱۰۶۰ھ	۱۶۵۰ء		۷۱
۹۰	باغ شالامار	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۴ھ	۱۶۵۳ء		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	۱۰۶۴ھ	۱۶۵۳ء		۷۲
۹۲	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	۱۰۶۴ھ	۱۶۵۳ء		۷۲
۹۳	قلعہ موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	۱۰۷۰ھ	۱۶۵۹ء		۷۳
۹۴	مسجد جہان آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	۱۰۹۲ھ	۱۶۸۱ء		۷۳
۹۵	مقبرہ سرنالہ		عالمگیر	۱۱۰۰ھ	۱۶۸۸ء		۷۴
۹۶	درگاہ حضرت سید حسن رسول نما		عالمگیر	۱۱۰۳ھ	۱۶۹۱ء		۷۴
۹۷	جھرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	۱۱۱۲ھ	۱۷۰۰ء		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	۱۱۱۴ھ	۱۷۰۳ء		۷۷
۹۹	مقبرہ قریب النسا بیگم	عالمگیر	عالمگیر	۱۱۱۴ھ	۱۷۰۳ء		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد و مطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	۱۱۲۱ھ	۱۷۰۹ء		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النسا بیگم	بہادر شاہ	۱۱۲۲ھ	۱۷۱۰ء		۷۸
۱۰۲	مقبرہ غازی الدین خان	غازی الدین خان	بہادر شاہ شاہ عالم	۱۱۲۲ھ	۱۷۱۰ء		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۰۳	مسجد شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ کی بھی یہیں قبر ہے	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ ہمایون		رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۴	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دریبہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائی جے سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس صدر خانہ میں انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساخانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محمد ارخان	ناظر محمد ارخان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	کھانا نکبود		محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۰	سنہ ۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۸	سنہ ۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روزافزون	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مجسر محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۸		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۴	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۱۱۹	کالکا		شاہ عالم	۱۱۷۸ سنہ	۱۷۶۴ سنہ		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	۱۱۹۳ سنہ	۱۷۷۹ سنہ		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان		شاہ عالم	۱۱۹۵ سنہ	۱۷۸۰ سنہ		۹۷
۱۲۲	جینیو کا بڑا مندر	ہرسکھ رائے موہن لال	شاہ عالم	۱۲۱۵ سنہ	۱۸۰۰ سنہ		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۲ سنہ	۱۸۲۶ سنہ		۹۸
۱۲۴	جوک مایا	راجہ سیڈھل	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۳ سنہ	۱۸۲۷ سنہ		۹۸
۱۲۵	جینیو کا چھوٹا مندر	پنچائتی	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴ سنہ	۱۸۲۸ سنہ		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان نما	مسٹک صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴ سنہ	۱۸۲۸ سنہ		۱۰۰
۱۲۷	مجرمیزہ اجہانگیر	ممتاز محل	ولیم چہارم	۱۲۴۸ سنہ	۱۸۳۲ سنہ		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۵۸ سنہ	۱۸۴۲ سنہ		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۵۸ سنہ	۱۸۴۲ سنہ		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	مسٹک صاحب بہادر	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۶۰ سنہ	۱۸۴۴ سنہ		۱۰۲
۱۳۱	باؤلی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۶۰ سنہ	۱۸۴۴ سنہ		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہنڈن	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۶۳ سنہ	۱۸۴۶ سنہ		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈگی	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۶۳ سنہ	۱۸۴۶ سنہ		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید نجبود	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	۱۲۶۸ سنہ	۱۸۵۲ سنہ		۱۰۳

تیسرا باب

تیسرا باب

بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین

لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا میدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہی اور سر سے پانوٗن تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہی اسکے سر پر لوہے کے ٹکڑون مین ڈھالتے وقت منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے بائیس فٹ چھ انچھ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچھ ہی ایک کہانی مشہور ہی کہ رائے پتھورا کے وقت مین پنڈتون نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا تھا اس غرض سے کہ رائے پتھورا کے خاندان کی عملداری کبھی نہ ٹلے مگر یہ بات بالکل غلط ہی اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفون مین تین اشلوک کندہ ہین جنکا

دیکھو کتبہ نمبر (۱)

خلاصۂ مضمون یہ ہی کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھاوا سے لڑنے کو
بعد لڑائی کے راجہ دھاوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
مگر قبل از بننے لاٹھ کے مرگیا جمس پرنسپ صاحب لکھتے ہین کہ اس[1] راجہ کا اور کچھ
حال نہین معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤن مین کا راجہ ہی اور اس قسم
کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری تھے اس سبب
سے خیال کیا ہی کہ یہ لاٹھ پانچوین[2] صدی سے بہت ورے بلکہ آٹھوین صدی
مین بعد حضرت عیسی کے بنی ہم اسبات کے ماننے سے انکار کرتے ہین اسکا
سبب یہ ہی کہ راجاؤن کی تاریخ ۶۷۸ عیسوی[3] سے مسلمانون کی عملداری ہونے
تک بصحت تمام ملتی ہی جسمین کچھ شک نہین اون تاریخون مین اس راجہ کا ذکر نہین
علاوہ اسکے اس لاٹھ پر سمت کندہ نہونے سے یقین پڑتا ہی کہ بکرماجیت سے
پہلے کی ہی کیونکہ بکرماجیت کے پیچھے سمت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کرنیکا
بالکل رواج ہوگیا تھا اسکے سوا اوس زمانے مین ہستناپور کے راجاؤن کا راج
بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلون سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
راجہ دھاوا کی بنائی ہوئی ہی جو جدہشٹر کی اولاد مین سے اونیسوان راجہ ہی اگرچہ
یہ راجہ اندرپت مین آبسے تھے الا قدیم تختگاہ اونکا ہستناپور تھا اسی سبب سے
ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بیشنوی تھا لاٹھ کے کتبے
سے بھی یہ ہی مذہب معلوم ہوتا ہی مروج تاریخ کی کتابون سے ظاہر ہی کہ

[1] ارکیولوجیکل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۲ صفحہ ۴۹ و کتاب نمبر ۹ صفحہ ۶۳

[2] رویل ایشاٹک سوسیٹی کتاب نمبر ۱ صفحہ ۴۶

[3] دیکھو آئین اکبری

[4] بھاگوت و خلاصۃ التواریخ و راجاولی و سلسلۃ الملوک

راجہ میدھاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی مورخون نے جو صحیح حساب راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہی اوس حساب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری رائے مین یہ لاٹھ نوین صدی مین قبل حضرت مسیح بنی الا تمام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتحنامہ جس مقصد سے اوس راجہ نے اسکو بنایا تھا کھدوا کر لاٹھ کو نصب کردیا کچھ عجب نہین کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی کے ہوئی ہو جبکہ راجہ بھوج نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن مین آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑ کر قطب الدین ایبک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ مسجد کے صحن مین آگئی چنانچہ ابتک مسجد کے صحن مین موجود ہی بہرحال یہ لاٹھ ایک عجب چیز ہی ابتک اسمین کچھ نقص نہین آیا شاید گولے کے صدمے سے ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہی نوجوان آدمی اس لاٹھ کو گولی مین پکڑتے ہین اور یہ کھیل کھیلتے ہین کہ جسکی گولی مین یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی گولی مین نہ آئے وہ حرام کا ہی۔

لاٹھ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھ فیروز شاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہی اور لوگ کورنڈ کا پتھر بتاتے ہین اور بہت صاف بنائی ہی اسکے ساتھ کی پانچ لاٹھین تھین ایک رادھیا مین دوسری ماہتا مین تیسری آلہ آباد مین

چوتھی میرٹھ کے نواح مین پانچوین موضع نوہرہ مین ان پانچون لاٹھون کو راجہ اشوکا عرف
دیکھو کتبہ نمبر ۲ بیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبے کھودے ہوئے ہین پہلا کتبہ اسی راجہ کے
نام کا ہی اس کتبے کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہی اور حروف بھی بہت پرانے
خط کے ہین جو دیوناگری حرفون سے پہلے تھا اور اوسمین بدھ کے مذہب کی تعلیم
اور جان دار کو دکھ نہ دینے اور مجرم پر سزائے قصاص اور سیاست بدنی جاری
ہفت قلیم کرنے کے احکام لکھے ہین لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے مین پڑھا نہین گیا اور
تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۱۳۱ فیروز شاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الااون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
ہیرا راج عفیف
آرکیولوجیکل سوسیٹی بنگال جمس پرنسپ صاحب نے اس کتبے کو پڑھا وہ کہتے ہین کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چند کتبہ
کتاب نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰۱ کا اور صوبہ دار اراوجین کا تیس سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اوسنے
سوسیٹی کی کتاب ۱۸۳۷ صفحہ ۲۶۹ سنہ ۲۷ جلوس مطابق دو سو اٹھانوے سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی تاریخون
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندوستان مین مع قنوج
آئین اکبری تاریخ کشمیر اوسکا عمل تھا اوسکے وقت مین مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
سے تمام رعایا ناراض ہوگئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھون
پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوکا جسکی دارالسلطنت
کشمیر تھی انھین فارسی تاریخون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ راجہ اشوکا تخمیناً
ایک ہزار تین سو ستھر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
دیکھو کتبہ نمبر ۲ کو صحیح جانتے ہین دوسرا کتبہ اس لاٹھ پر بلدیو چوہان کے نام کا ہی پہلے

بلدیو سانبھر کا راجہ تھا جہان سے چوہانون کا نکاس ہوا اوسنے فوج کشی کرکے تنور کے
پرجو دلی کے راجہ تھے فتح پائی راے پتھورا نے اپنی زمانۂ ریاست یعنی سنہ ۱۲
مطابق سنہ ۱۱۶۳ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پُرکھا کا فتح نامہ لکھوا دیا اس کتبے
کے ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہی اسکے اشلوک بخوبی پڑھے جاتے ہین
اس کتبے مین بلدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیون کا بیان اور یہ بات کہ اوسنے
فتح کرکے ہندوستان مین دھرم قائم کردیا لکھا ہوا ہی جس زمانے مین کہ فیروز شاہ بعد
بنانے کوٹلہ کے متھنہ کیطرف آیا اور پھر وہان سے پھر کر دلی مین آیا یعنی قریب
سنہ ۷ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۸ عیسوی کے تو اوس زمانے مین یہ لاٹھ موضع توہرہ
پرگنہ سلورہ ضلع خضر آباد مین نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کیطرف نوے کوس کے
فاصلے پر ہی اور اوس زمانے مین مشہور تھا کہ بھیم کی گوین چرانے کی یہ لاٹھی ہی
فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو یہان سے اوکھاڑ کر دلی مین لیجانا چاہیے کہ
مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گرد نواح کے قصبات اور دیہات کے
بہت سے آدمی جمع کیے اور روئی کے بورے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چُن دیے
اور اوسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہوکر اون
روئی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روئی کا سمیت سمیت نکالتے گئے اور
لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جسمین یہ لاٹھ کھڑی
کی تھی اوس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

۱ تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بانس باندھے اور کچے چمڑے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ سیطرح حکا صدمہ پونہچے اور
اوسکے لادنے کو ایک چھکڑہ بیالیس پہیے کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندھکر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اوسکے ہر ایک پہیے مین
بہت مضبوط رسیان باندھین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کھینچتے تھے جب
چھکڑا چلتا تھا اسطرح بہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع نوہر کے
نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندھکر اس لاٹھ کو کشتیون پر چڑھایا
اور دریا دریا شہر فیروز آباد مین لائے اور کوٹلہ فیروز شاہ مین مسجد کے پاس اس
لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہوجاتا تب
لاٹھ کو اوٹھاکر اوسپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتے جب وہ بھی تیار
ہوجاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھاکر اوس درجے پر رکھتے اسیطرح تینون درجے بن گئے جب
لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بناکر ایک سرا اون کا لاٹھ مین باندھا
اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگاکر دوسرا سرا رسون کا اون مین باندھا
اور بہت آدمی ملکر اون چرخیون کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اوسوقت اوسکے نیچے بڑے بڑے لکڑ
اور روئی کے بورے رکھ دیتے تھے تاکہ سیطرح حکا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونہچے
اسیطرح بہت دنون مین یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اوسکے نیچے
وہی مربع پتھر بدستور رکھدیا اور پھر چونے اور پتھر سے بھرواکر مضبوط کردیا اور

اوسکے سر پر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور تانبے کا کلس سنہری ملمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے منارۂ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا بلکہ لاٹھ کے سر یکا کونہ بھی جھڑ گیا بعضے کہتے ہین کہ بجلی کے صدمے سے گرا اور بعضے کہتے ہین کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا بتیس ۳۲ گز کا ہی آٹھ گز اوسمین سے عمارت مین گڑی ہوئی ہی اور چوبیس ۲۴ گز بلند عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہی۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارۂ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہی راجہ اشوکا کی جو میان دواب مین میرٹھ کے پاس تھی اوسی زمانے مین جبکہ فیروز شاہ نے منارۂ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہی تو بھی اس لاٹھ کے لانے مین بھی وہی دقتین اور مشکلین اوٹھائین جو پہلی لاٹھ مین اوٹھائین تھین جبکہ یہ لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہوچکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینے کو رکھوادی تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میکھ زین اوڑنے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے ہوئے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑون کو ملائین تو پورے تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

موٹی ہی قطر سب سے موٹے ٹکڑیکا تین فٹ دو انچھ اور سب سے پتلے ٹکڑیکا ڈھائی فٹ ہی اور وزن تمام ٹکڑون کا تین سو بہتر من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہوگئے ہین اور اونکی پچرین اوکھڑجانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہین رہے۔

انیکپور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل ہے راجہ بلم گڈھ کی عملداری مین یہ گانون ہی جبکہ سمت ۳۳ بکرماجیت مطابق ۱۷۶ عیسوی اور ۱۱۵۰ ہجری راجہ انیکپال تنوردلی کا راجہ ہوا اوسنے سیر وشکار کیواسطے پہاڑون کے بیچ مین ایک بہت تحفہ بند بنا کر پانی کو روکا ہی اس بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چھوٹی سی گھاٹی ہی اوس گھاٹی کو بند سے بند کردیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر زمانے کے قائم ہی بیچ اس بند کا دو سو پندرہ فٹ اور دونون بازو سینتیس سینتیس فٹ لنبے ہین جسکا کل طول ایک سو نواسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع پچاس پچاس فٹ کے ہین اور آثار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہی اس بند کی دیوار مین سیڑھیان بنائی ہین چنانچہ اب بھی سترہ سیڑھیان زمین کے اوپر موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتے ہین کہ ہمارے ہوش مین قد آدم سے سوا اور نیچا تھا اور کئی سیڑھیان اور نکلی ہوئین تھین اب مٹی سے دب گئی ہین مہری اس بند کی اتنی بڑی ہی کہ کھڑا آدمی اوسمین سے چلا جاتا ہی اگرچہ اس بند مین اب پانی نہین ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ مین سے بارہ مہینے پانی رستا ہی اوسی زمانے مین راجہ

انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا مشہور ہی کہ
اوس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بنے نہین پایا اب وہ چار دیواری بھی
قائم نہین رہی کہین کہین سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہی کنور بھوپال جو
انیکپال کا بارھوان بیٹا تھا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس گانون مین اوسکی اولاد
بستی ہی اور یہی لوگ وہان کے زمیندار ہین لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت مین
مسمی ساکرانی گوجری گھر مین ڈال لی تھی اور اوس سے اولاد چلی اسواسطے یہ لوگ
تنورون مین سے خارج ہوکر گوجرون مین مل گئے اب یہان کے زمیندار گوجر کہلاتے
ہین متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہی اوسمین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور نکلتا
ہی کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کردیا ہی۔

پوتھی بھاٹ

انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زمانہ حکومت مین یعنی تخمیناً سمت ۳۳ بکرماجیت مطابق ۶۷۶ عیسوی
موافق ۵۵ ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب
اب بالکل منہدم ہوگیا ہی الا قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال اب تک
ایک عمیق گڑھا موجود ہی اور انیک تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
۱۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاءالدین
نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب مین سے اپنی
مسجد مین پانی لایا تھا چنانچہ ابتک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہی۔

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرجیو متصل موضع انیک پور سرحد موضع لکڑپور عملداری سرکار انگریزی مین غالب ہی کہ ایسا خوبصورت تالاب اور کہین نہو چارون طرف اس تالاب کے مدور سیڑھیان بنائی ہین اور ایک طرف جانورون کے پانی پینے کا گئو گھاٹ بنایا ہی اور ایک طرف آدمیون کی آمدورفت کی سیڑھیان رکھین ہین اور ایک طرف پہاڑون کا پانی آنے کا راستہ رکھا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت بنائی تھی اور تالاب مین سے اوس محل مین جانے کی نہایت خوبصورتی سے سیڑھیان بنائی ہین اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر وہ سیڑھیان ابتک باقی ہین اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کے پانچوین بیٹے نے تخمیناً ۶۶۸ سنہ پرتھی بھاٹ مطابق ۶۷۸ سنہ ہجری مین بنایا ہی بھادون سُدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب مین نہان ہوتا ہی اور اس تالاب کے کنارے پر سیڑھیون کے اوپر پیپل کا ایک درخت ہی اوسپر پوجا کے بعد ناریل چڑھتے ہین اور وہان کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑپور کے برہمن لیتے ہین مگر بہت بڑا میلہ نہین ہوتا۔

بت خانہ رائے پتھورا

قلعہ رائے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چارون طرف اس بت خانے کے دو گے اور سہ گے اور چوگے دالان بنے ہوئے تھے اور بیچ مین تو

صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعون مین دروازے تھے اور غربی
ضلع مین مورت تھی اسیطرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
پرکھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت ۱۲ بکر باجیت مطابق ۱۱۴۳ سنہ ۱۱ع خلاصۃ التواریخ
موافق ۵۳۸ سنہ ہجری مین بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے اوستاد
سنگ تراشون کا کام بنایا ہوا ہی کہ اوس سے بہتر بنانا خیال مین نہین آتا ہر ایک پتھر پر
منبت کاری مین ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہی اور ایسے اچھے اچھے بیل
بوٹے کھودے ہین کہ بیان سے باہر ہی ہر ایک جگہ در و دیوار اور ستون پر بتون کی
مورتین بنی ہوئی تھین اور زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ ابتک
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہی اس مندر مین لوہے کی لاٹھ
کو جو بیشنوی مذہب کی ہی بدستور قائم رکھنے اور در و دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
گنیش اور ہنومان کی مورتین کھودنے سے یقین ہوتا ہی کہ یہ مندر بیشنوی مذہب
کا تھا اگرچہ مسلمانون کے وقت مین سب مورتین توڑ ڈالی گئین ہین لااون ٹوٹی
مورتون مین بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ فلانی مورت تھی ہماری رائے
مین اس بت خانے مین ان دالانون کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ
بھی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کے پرانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہین۔

مسجد آدینۂ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

جبکہ ۵۸۷ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت قطب الدین ایبک تاج المآثر

نقشہ مسجد و مینار قطب الدین ایبک بنا کردہ در دہلی قدیم پایتخت اسلام

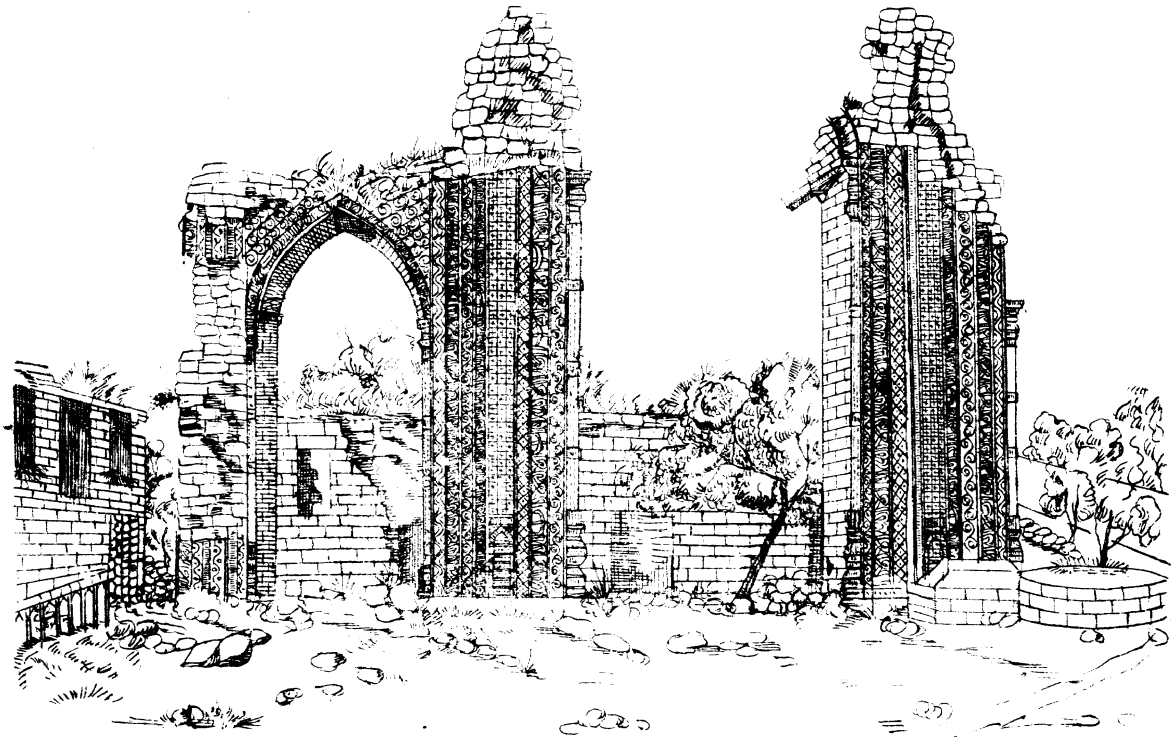

نقشه درجه سوم مسجد قوة الاسلام

نقشه‌برداری از مسجد جامع اصفهان

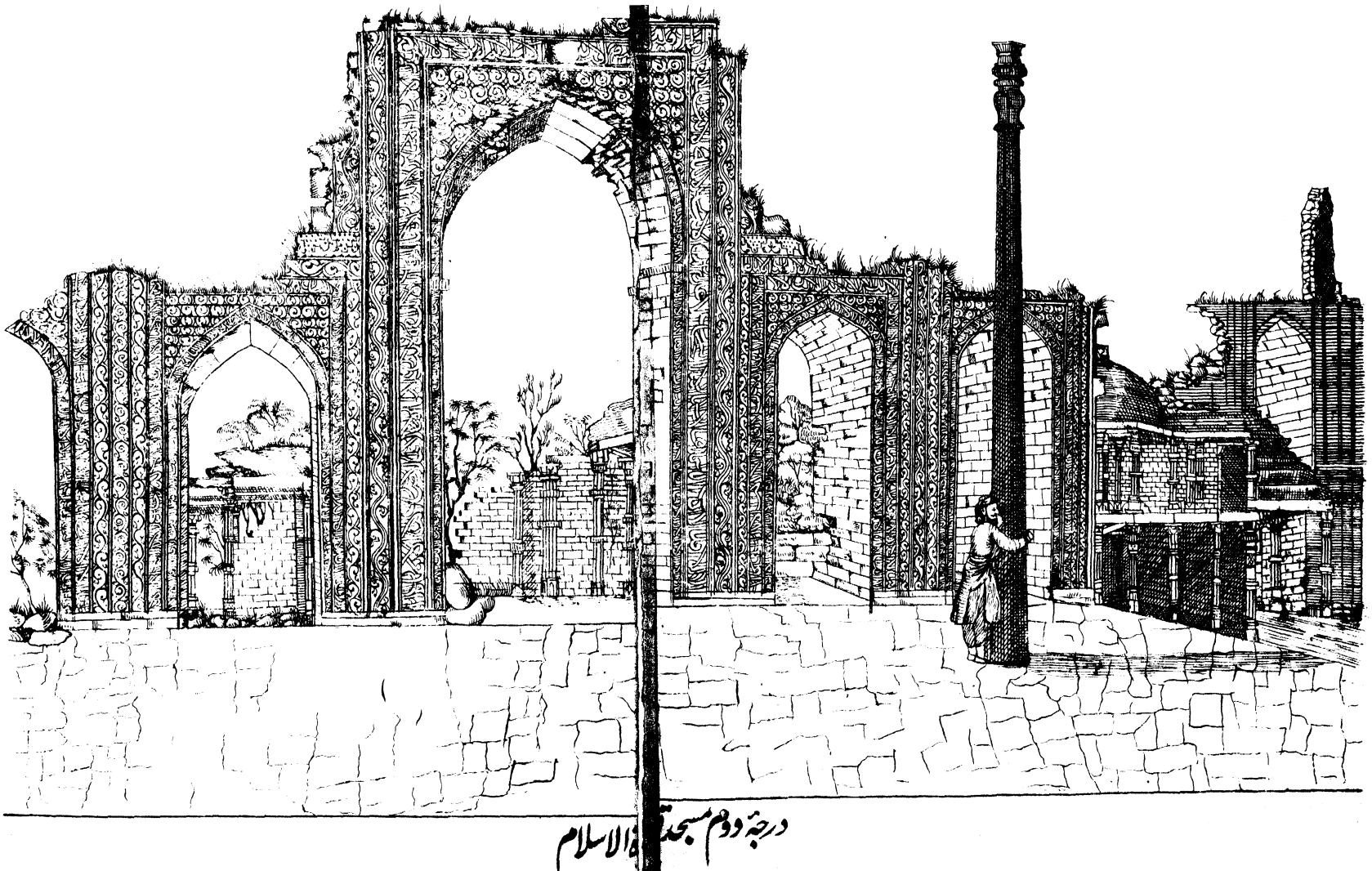

درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنا دیا اور مورت مندر مین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیوارون مین اور دروازون مین اور ستون مین بتون کی مورتین بنی ہوئی تھین اونمین سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانون کا اسباب جو پانچ کرور اور چالیس لاکھ دیوال کا تھا اس مسجد مین چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

دیوال ایک سکہ اوس زمانے کا تھا جسکا نخچہ پیچھے آوے اور سلطان معزالدین کو سلطان شمس الدین کیوقت تک کے دلی والے ایک مورچہ مین قرار لگا کر آرکیولوجیکل سوسیٹی بنگال کتابہ نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۰ و ۳۱ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ وغیرہ مین مندرج ہے ۱۲ منہ

تعمیر سلطان معزالدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہروالے گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معزالدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے مین مسجد کی عمارت بھی بنائی جائے غزنین سے مراجعت کر کر ۵۹۲ ہجری مطابق ۱۱۹۵ عیسوی مین بادشاہ کے حکم موجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کر کر لگا دی ۵۹۴ ہجری مطابق ۱۱۹۷ عیسوی کے یہ عمارت بنکر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائین بازو پر یہ تاریخ کندہ ہے ان پانچون درون مین سے بغلی دونون در تخمیناً اٹھائیس ۲۸ فٹ اونچے ہین اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس ۴۸ فٹ کے قریب اونچا اور اکیس ۲۱ فٹ چوڑا ہے ان درون پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

دیکھو کتبہ نمبر ۵

دیکھو کتبہ نمبر ۶

طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
درون پر کلام اللہ کی آیتین اور حدیثین کھدی ہوئی ہین جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سُنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان
درون مین بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہین چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہی جسمین بتون کی مورتین کھدی ہوئی ہین
دوربین سے وہ مورت بخوبی دکھائی دیتی ہی غرض اسقدر مسجد کا جو سلطان
معزالدین اور قطب الدین ایبک کے وقت مین تھی پچاس گز اور طول ۱۰۰ گز گز سے فٹی
گز سے ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابوالمعالی مقرر ہوا چنانچہ غربی الان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور ۶۲۷ھ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے اس مسجد کے دونون طرف جنوبًا اور شمالًا تین تین در
اور بنائے اور رائے پتھورا کے بت خانے کے باہر کے والان تک مسجد بڑھادی یہ درجی
سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہین اور اون پر نسخ اور کوفی خطمین آیات قرآنی
کندہ ہین اور بہت تحفہ بیل بوٹے پھول پتی منبت کاری کے بنے ہوئے ہین جنوبی
درون کے بیچ کے در کے بائین بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہی ان درون کی اکثر دیکھو کتبہ نمبر ۳
محرابین ٹوٹ گئی ہین بلکہ شمالی درون مین کا ایک دسارے کا سارا سڑک مین آگیا ہی

تاج المآثر

تاریخ فرشتہ

جبکہ سنہ ۶۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۳ عیسوی مین سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اسوقت بتخانۂ مہاکال کو توڑکر وہان کی مورتین راجہ بکرماجیت کی تصویر سمیت دِلی مین لاکر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈالدین تھین یہ تین تین درضلع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے ۳۵ سینتیس سینتیس گز اور ایک ایک فٹ لنبے ہین اور بیچ کا در آٹھ گز کا چوڑا ہی اور جنوبی ضلع اسکا بت خانے کے قدیم دالان ہین جو پرکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو ۱۳۲ بتیس گز سہ فٹی گز سے ہی۔

قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار یا ماذنہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جا سکتا حقیقت مین یہ عمارت ایسی ہی کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی نقل مشہور ہی کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہوکر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہی اس لاٹھ پر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اسیطرح نیچے والون کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا فرشتے آسمان سے اوترتے ہین غرضکہ یہ لاٹھ عجائب روزگار سے ہی باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہی اس لاٹھ کے نیچے

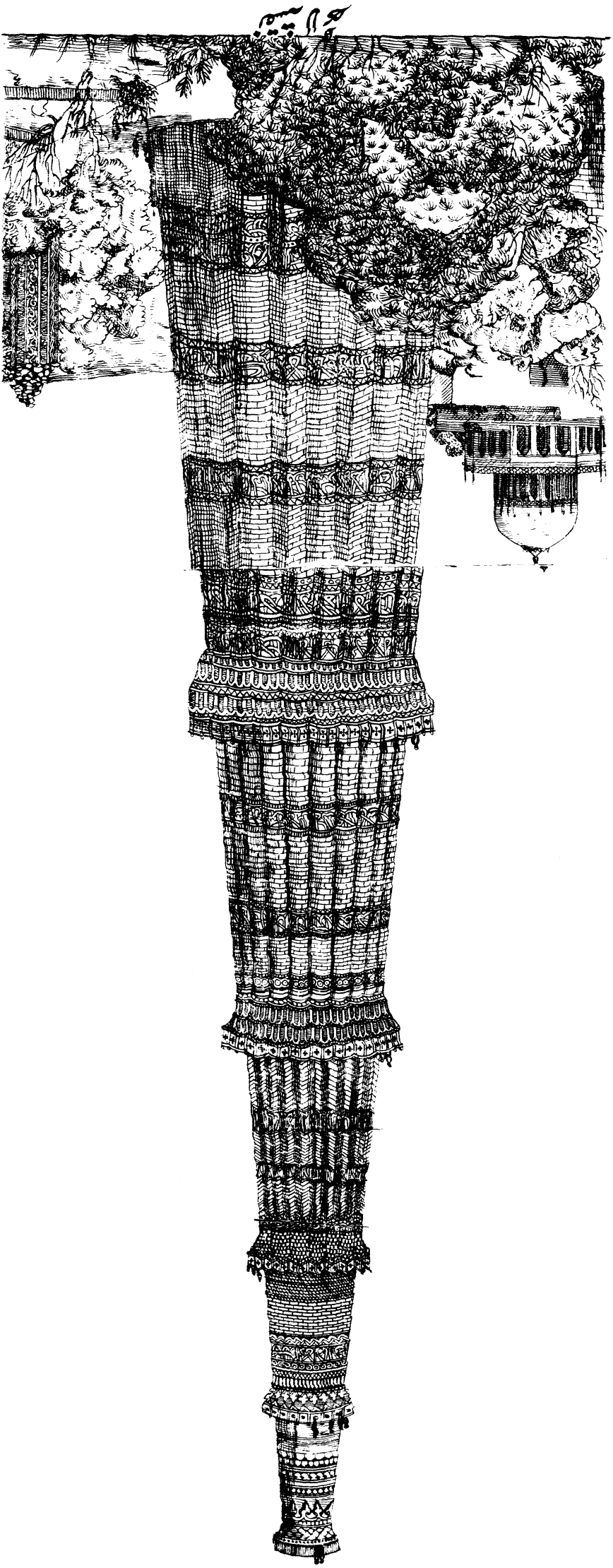

کے درجے کی ایک پنج مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے درجے کی سب
پنجین مدور ہین اور تیسرے درجے کی سب پنجین کمر کی ہین اور اوپر کے دونون درجے
گول ہین اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہی مگر چوتھے درجے مین سنگ مرمر بھی ہی
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہی کہ اوسکی ہر ایک
بیل مسلسل پر ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہی اور اوسکے ادنے سے
ادنے پھول پنکھڑی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر اس لاٹھ
کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہی کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ[۱] کی کتابون مین اور کتبۂ عہد سکندر بہلول
مین اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہی اور بعضی تاریخون
مین اس لاٹھ کو مسجد کا مأذنہ[۲] لکھا ہی اور بعضی کتابون[۳] مین اس لاٹھ کو سلطان
معز الدین کی لاٹھ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال رویہ
ہی اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہی برخلاف
مأذنون کے کہ اونکے دروازے ہمیشہ شرق رویہ ہوتے ہین چنانچہ سلطان علاء الدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا شرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہی کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہین جیسے
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندوون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہین جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہی اور نیز

[۱] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
[۲] تقویم البلدان
[۳] فتوحات فیروز شاہی

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبون کے مقام سے ایسے
معلوم ہوتے ہین جیسے پیچھے کر لگائے ہین اور نیز اس وجہ سے کہ جسطرح اصل بت خانے
مین زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھرون پر کھودے ہین اوسیطرح اس پہلے گھنڈ
پر زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہین اور نیز اس دلیل سے کہ جسطرح
کتبہ فتح نامے کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
اصل بت خانے پر ہی اوسیطرح اس لاٹھ پر ہی غالب ہی کہ پہلا گھنڈ اس لاٹھ کا ہندوون
کے وقت کا ہی کچھ عجب نہین کہ اس پہلے گھنڈ مین جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہی وہان
پہلے بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبہ جنمین بادشاہون کے
نام اور قرآن کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہی جو بات کہ مدت
سے مشہور چلی آتی ہی کہ یہ لاٹھ راے پتھورا نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
یعنی سمت ۱۲۲۰ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۶۳ عیسوی موافق سنہ ۵۵۸ ہجری کے بنائی صحیح
معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکی بیٹی سورج مکھی مذہب کی تھی اور ہندو جمنا کو سورج
کی بیٹری اعتقاد کرتے ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا درشن کرنا بھی بڑا
دھرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا گھنڈ بنا سنہ ۵۸۳
ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی مین جب یہ بت خانہ مسلمانون نے فتح کیا تو اسپر اپنے
نام کے کتبے لگائے اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا اور اوسکا نام پتھر
پر کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے مین سلطان شمس الدین التمش نے

اس مسجد کے ادھر اودھر تین تین در بڑھائے یعنی ۶۲۷ھ ہجری مطابق ۱۲۲۹ عیسوی
کے اوسی زمانے مین اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروازے پر اسکا
حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام مازنہ رکھا اور ہر درجے پر اسی نام کا کتبہ اور
جمعے کی نماز کی آیت کو کھدوایا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
ہین لیکن اسمین بھی کچھ شک نہین کہ جسطرح مشہور ہی پہلے اس لاٹھ کے سات
کھنڈ تھے اور منارۂ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہی اور جہان اب
کٹہرا لگا ہوا ہی وہان ایسے کنگورے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلون کے ہوتے ہین
اور پانچوین درجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چارون طرف دروازے تھے اور اسکے
اوپر بطور لبنی برجی کے مثل راس مخروط الداؤ تھا کہ ساتوان درجہ شمار مین
آتا تھا یہ ساتوان درجہ ۷۷۰ھ ہجری مطابق ۱۳۶۸ عیسوی مین فیروز شاہ نے بنایا تھا
کیونکہ وہ لکھتا ہی کہ مرمت کے وقت مین نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروازے پر کھدوا دیا بعد اوسکے
پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۹۰۹ھ ہجری مطابق ۱۵۰۳ عیسوی مین فتح خان نے
سلطان سکندر بہلول کے وقت مین مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے
کی پیشانی پر لکھوا دیا مشہور ہی کہ تخمیناً ۹۷۱ھ ہجری مطابق ۱۵۷۳ عیسوی کے
کالی آندھی اور بھونچال کے صدمے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
بسبب پرانے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

شکستہ ہو گئے تھے سنہ ۱۸۲۹ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۵ ہجری کے سرکار دولتمدار انگریزی
کے حکم سے مسٹر اسمٹ صاحب گڈھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک
مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورے تھے وہان سنگین کٹہرا بہت مستحکم لگا دیا اور پانچوین
درجے پر برجی کٹہرا بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ دری برجی
نہایت خوبصورت اور ساتوین کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوسپر
پھریرا کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہی کہ وہ دونون برجیان قائم نرہ سکین اس سبب سے
سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہی اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی
مگر نہایت افسوس ہی کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبون کے حرف جو گر پڑے
تھے بالکل غلط بنائے ہین اکثر جگہ صورت لفظون کی بنا دی ہی جب غور کر کر دیکھو
تو وہ لفظ نہین ہی صرف نقش ہین اور بعضے غلط لفظ بنا دیے ہین اور بعضی
جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہی کہ اصلی کتبے کے مضمون سے
بالکل علاقہ نہین رکھتی آجتک اس لاٹھ کے کتبے نہین پڑھے گئے تھے ہمنے
سارے کتبے دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز کئی
انچھ اور دوسرا کھنڈ سترہ گز کئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز
اور پانچوان کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹہرے کے اندر ہی
سوا آٹھ گز اونچا ہی اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈون
کی جواب موجود ہین قریب اسّی گز کے ہوتی ہی اور سنگین برجی کی اونچائی جو

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھدی ہی چھ گز ہی کہ چوبی برجی اور پھریرے کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہی اور مشہور بھی یہی ہی کہ جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ کی جڑ کا پچاس گز محیط ہی اور سرے پر کا دس گز کا ہی یہ لاٹھ اندر سے بالکل خالی ہی اور اوسمین چکردار سیڑھیان بنی ہوئی ہین پہلے درجے مین ایکسو چھپن[۱۵۶] اور دوسرے درجے مین اٹھتر[۷۸] اور تیسرے درجے مین باسٹھ[۶۲] اور چوتھے مین اکتالیس[۴۱] اور پانچوین مین بھی اکتالیس[۴۱] ہین کہ کل سیڑھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر[۳۷۸] ہوئین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے بھی اسیقدر سیڑھیان ہونگی کیونکہ اوپر کے دونون درجون مین چڑھنے کا راستہ نتھا۔

تعمیر سلطان علاء الدین
لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکے دلمین عمارت کا شوق آیا اوسنے ۷۱۰ ہجری مطابق ۱۳۱۰ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ کے پاس بنوایا یہ دروازہ[۱] بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اسکے چارون طرف چار دروانے بنائے ہین اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا لداؤ لادا ہی ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہی اور حدیثین اور قرآن کی آیتین کھدوادی ہین اور غربی[۲] اور جنوبی[۳] اور شرقی[۴] دروانے پر اپنے

[۱] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۱
[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۲
[۳] دیکھو کتبہ نمبر ۳

خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

نام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہین اور بعضے حرفون کو شور بھی
لگا گیا ہی اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد مین جو تھا
دروجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معزالدین کا بنایا ہوا تھا اور ادھر اودھر کے
دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کیطرف چوتھا درجہ
سلطان علاءالدین کے حکم سے بنا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس گز کا سہ فٹے
گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا در سولہ گز کا چوڑا رکھا تھا
سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ عیسوی مین یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی
عمر نے وفا نکی کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۵ عیسوی کے مر گیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی
اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی غربی اسکا دو سو
اکتالیس گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بتیس گز کا لنبا ہوتا اس
جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا
ان ناتمام عمارتون مین بھی نہایت مبنت کاری کے پتھر لگائے تھے اور
کتبے اور حدیثین کھدوائین تھین معلوم نہین کہ یہ پتھر کون اوکھیڑ لے گیا
کیونکہ صاف پتھر اوکھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اب بجز چونے اور
پتھر کی چنائی کے اور کچھ نہین رہا اس مسجد کی تعریف قران السعدین
مین امیر خسرو نے لکھی ہی اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہی شعر

مسجد اوجامع فیض آلہ　　زمزمۂ خطبۂ او تا بماہ

ادھ بنی لاٹھ

اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اوسنے مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی ۱۱۹۰ ہجری مطابق ۱۷۷۶ عیسوی مین تو اوسکے ساتھ یہی حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن مین ایک مینار بھی بنائین کہ پہلے مینارے سے دوگنا ہو چنانچہ سوگز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ ارادہ کیا کہ دوسو گز اونچا بنایا جائے ہرچند اس مینار کی بہت پائداری کی مگر عمر کی کچھ مضبوطی نہوسکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہوگئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر سب اوکھڑ گیا ہی نراچونے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہی امیر خسرو قران السعدین مین اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہین اور یہ اوسمین کے دو شعر ہین شعر

شکل منارہ چو ستونی زسنگ ❊ از پی سقف فلک شیشہ رنگ

سقف سما گر کہنگی شد نگون ❊ در تہ او داشتہ سنگین ستون

تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینۂ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کر لکھا ہی مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہ نام کب رکھا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اسوقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکھا ہوا الا ایسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہین ہوتین بلکہ

فرد اس الفتوح یعنی تاریخ علائی

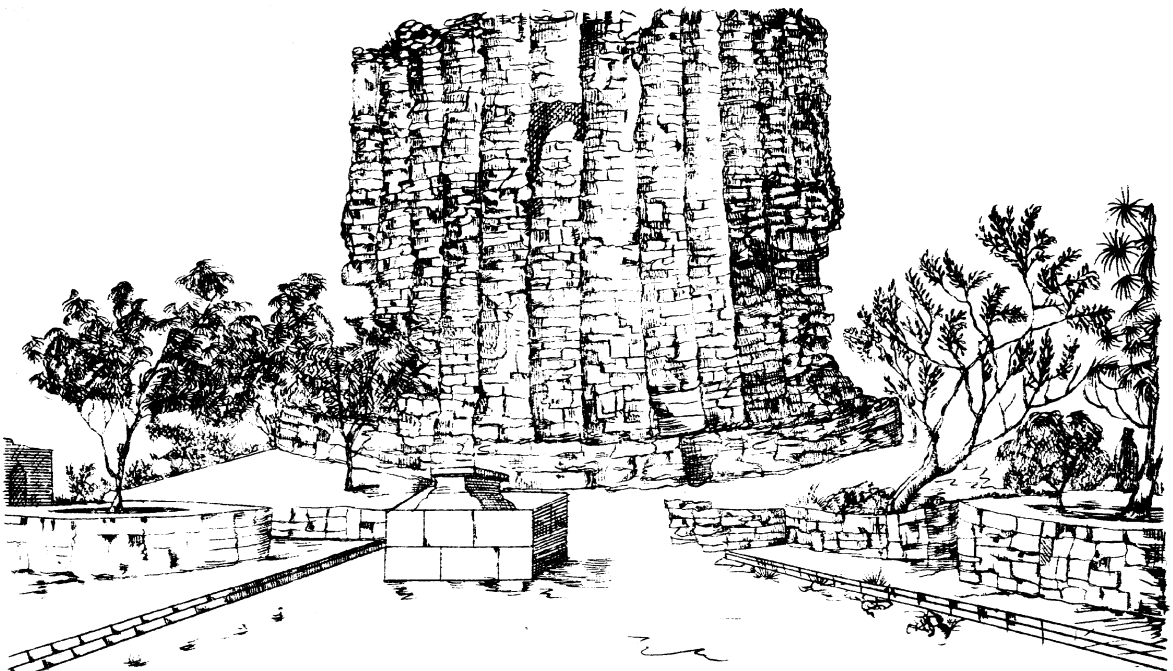

نقشہ ٹوٹی لاٹھہ کا

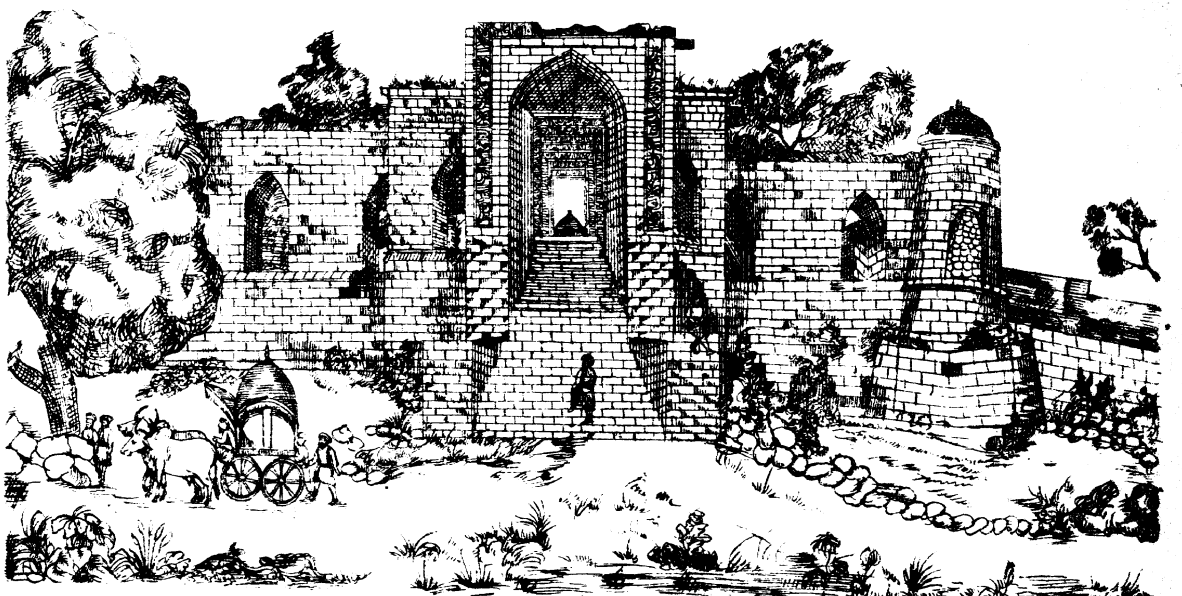

نقشۂ دروازۂ درگاہ سلطان محمود غوری غازی

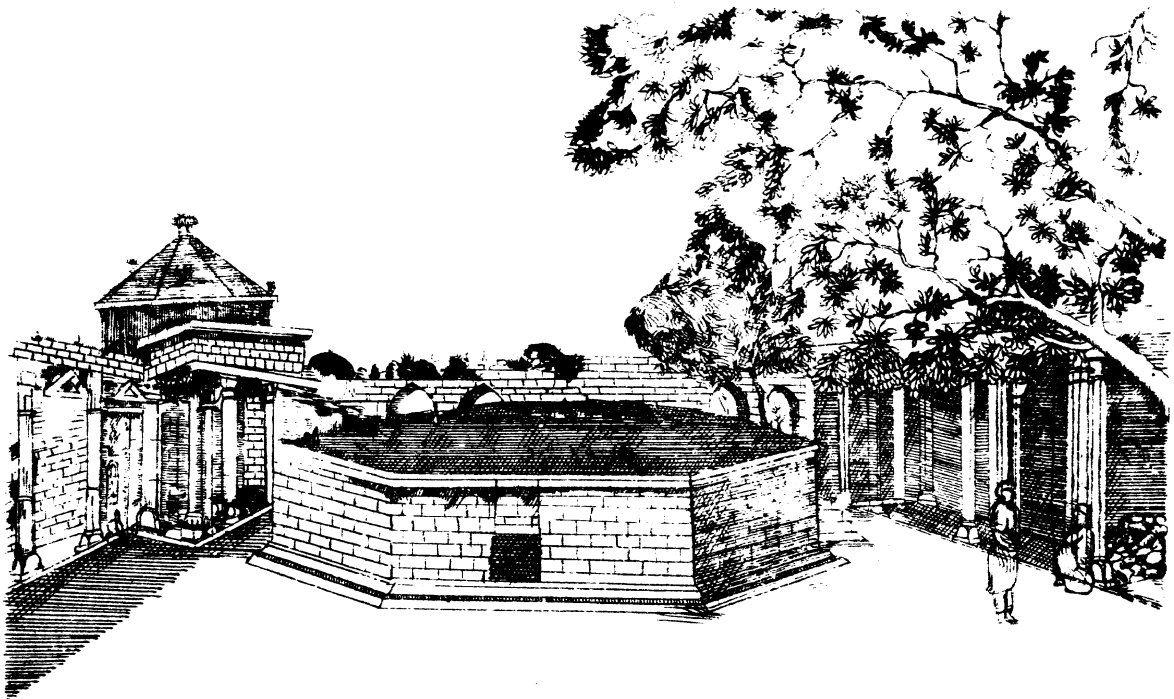

نقشہ درگاہ حضرت سلطان غازی

حوض شمسی ضلع شرقی

جامع مسجد کرکر مشہور ہوجاتی ہین جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کرکر مشہور ہی۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح مین سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۶۲۷ھ ہجری مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہی کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہ تالاب ۲۰۰ سو چھتر بیگھہ پختہ کا ہی جب یہ حوض بنا ہوا تیار رہوگا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہوگا سلطان علاء الدین نے قریب ۷۱۰ھ ہجری مطابق ۱۳۱۰ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ نیچے سے خالی بنا کر اوسپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ ابتک وہ برجی موجود ہی فیروز شاہ نے بھی اپنے زمانۂ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے کے رستے صاف کرائے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہی اور تین چار مہینے سے سوا اسمین پانی نہین ٹھہرتا۔

مقبرۂ سلطان غاری

قطب صاحب سے دو کوس پرے جانب غرب یہ مقبرہ ہی سلطان ناصر الدین محمود پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنوتی کا حکم تھا اور ۶۲۶ھ ہجری مطابق ۱۲۲۸ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مرگیا اوسکی لاش کو دلی مین لاکر یہان

دفن کیا اور سنہ ۶۲۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۱ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ
بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہی اسکے اندر چارون طرف مکان ہین اور جانب غرب
نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی اور بیچون بیچ مین ایک غار ہی کہ پندرہ
سیڑھیان اوترکر اوسمین جاتے ہین اور اوسمین یہ قبر ہی اور اوس غار مین ستون
کھڑے کرکر چھت پاٹ دی ہی اور چھت پر مثمن چبوترہ چار فٹ ساڑھے سات انچھ
کا اونچا بنایا ہی دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسپر آیات قرآنی
بخط نسخ وکوفی اور کتبہ کھدا ہوا ہی اور چار دیواری سنگ خارا سے بہت مستحکم
بنائی ہی چارون کونون پر چار برج ہین دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہی کہ بائیس
سیڑھیان چڑھکر اوسمین جاتے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مشہور مقبرہ ہی جبکہ سلطان شمس الدین التمش
سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ عیسوی مرا تو یہان دفن کیا غالب ہی کہ یہ مقبرہ رضیہ
سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خارا کی ہی
اور اندر سے سنگ سرخ کی ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہی تمام دیوارون
پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی
کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہی فیروز شاہ لکھتا ہی
کہ مین نے اس مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور اوسکے

مراۃ آفتاب نما

فتوحات فیروز شاہی

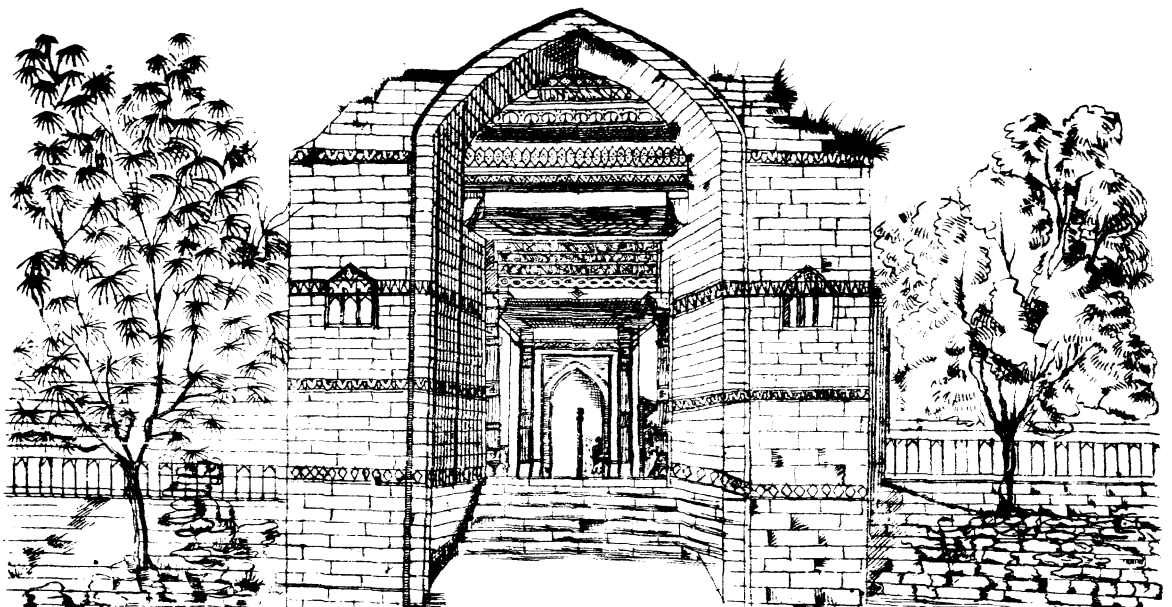

نقشہ مقبرہ سلطان شمس الدین التمیش

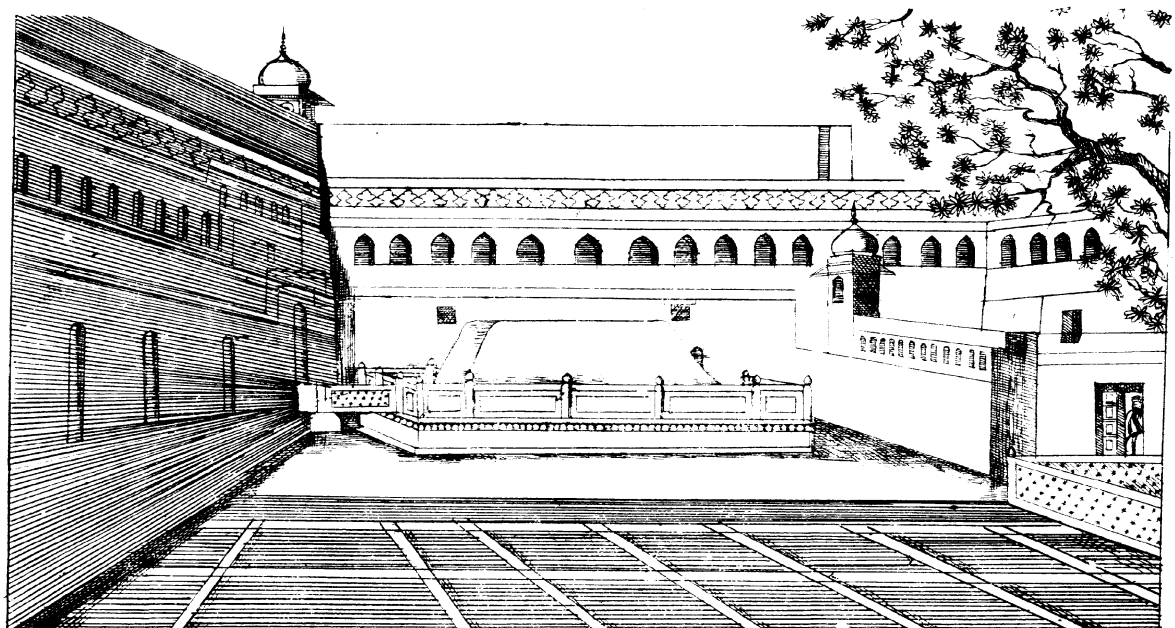

نقشۂ درگاہ حضرت شاہ ترکمان

گنبد مین پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزون کا پتہ نہین رہا۔

درگاہ شاہ ترکمان

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کے اندر ترکمان دروازے کے پاس واقع ہی شاہ ترکمان صاحب بڑے بزرگون مین سے ہین شمس العارفین آپ کا لقب ہی چوبیسوین رجب سنہ ۶۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی سے یہ مزار بنا مگر کچھ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا ہی اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہی سو وہ بھی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی ہر برس چوبیسوین رجب کو یہان عرس ہوتا ہی اور بہار کے موسم مین ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہی شہر کا ترکمان دروازہ آپ ہی کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہی۔

مرآۃ آفتاب نما واخبار الاخیار

مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ

زیر دیوار مقبرۂ سلطان غاری سوا دموضع ملک پور یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوپر برج بنا دیا ہی جبکہ سنہ ۶۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے اپنی سلطنت مین اس برج کی از سر نو مرمت کی۔

فتوحات فیروز شاہی

نمبر (۱۶) مقبرۂ رضیۂ سلطان بیگم

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانے کے محلے مین ترکمان دروازے کے پاس ایک

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

ٹوٹی سی چار دیواری اور چھوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین التمش کی ہی جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی ۶۳۸ھ ہجری مطابق ۱۲۴۰ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا مگر اب بجز نشان کے اور کچھ نہین۔

مقبرۂ معزالدین بہرام شاہ

فتوحات فیروز شاہی

مقبرۂ سلطان غاری کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور مین یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوسپر برج بنایا ہی جبکہ ۶۳۹ھ ہجری مطابق ۱۲۴۱ عیسوی کے امرانے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاءالدین کو تخت پر بٹھایا تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت مین اس مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر ہین وہان یہ مقبرہ ہی جبکہ ۶۸۵ھ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی کے یہ بادشاہ مرا تو یہان دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہین چونے کا ڈھیم رہ گیا ہی اسی مقبرے کی بغل مین ایک اور قبر ہی مشہور ہی کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہی جو ۶۸۳ھ ہجری مطابق ۱۲۸۴ع کے لاہور کی طرف لڑائی مین مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مرا تو وہ بھی یہان دفن ہوا۔

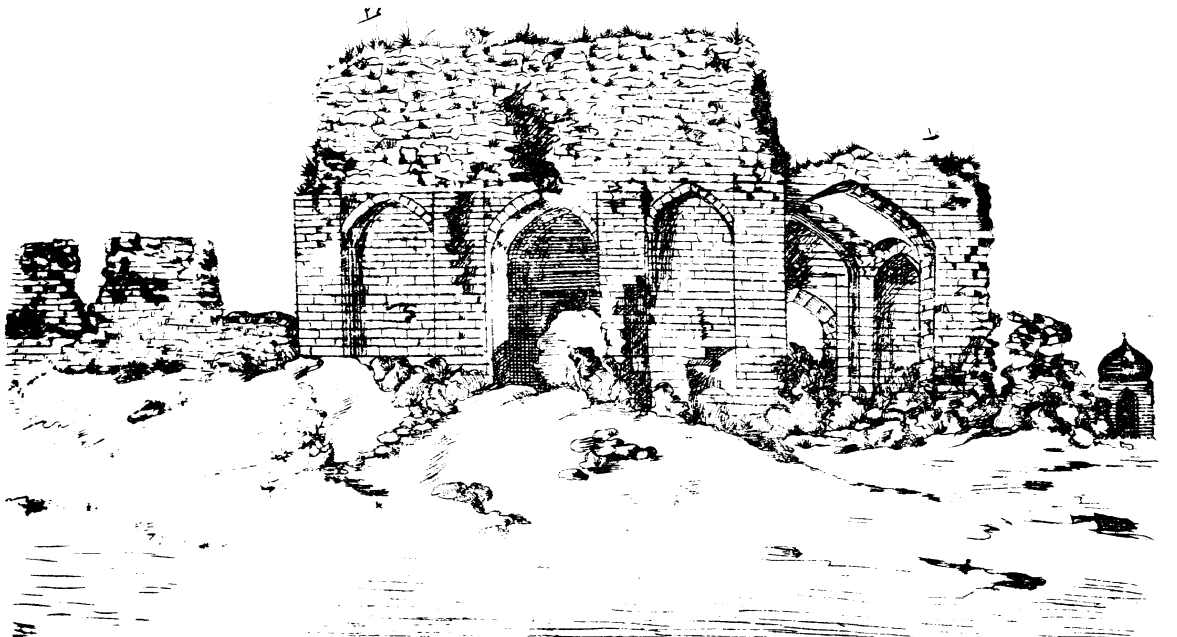

نقشہ مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شہید

ع سلطان غیاث الدین بلبن

ع خان شہید

نقشہ مقبرہ سلطان علاؤالدین خلجی

حوض علائی یا حوض خاص

[1] فتوحات فیروز شاہی واخبار الاخیار

یہ حوض درحقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہی جسنے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی کے یعنی قریب ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بیگہ پختہ مین ہی چارون طرف اسکے پختہ دیوارین بنی ہوئی ہین فیروز شاہ کے وقت مین یہ

[2] فتوحات فیروز شاہی

حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہین رہا تھا اوسنے تخمیناً ۷۵۵ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے اس حوض کو نئے سر سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تھا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے

[3] اخبار الاخیار

اور مدرس نوکر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہوگیا بڑے مدرس اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۹۰۷ ہجری مطابق ۱۵۰۱ عیسوی مین ہوا اور اسی مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے اور مقبرۂ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہی۔

مقبرۂ سلطان علاء الدین خلجی

[4] مرآت آفتاب نما

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوۃ الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا ایک کھنڈر کھڑا ہی یہ مقبرہ ہی سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۷۱۵ ہجری مطابق ۱۳۱۵ عیسوی کے مرا لیکن غالب ہی کہ یہ مقبرہ ۷۱۷ ہجری مطابق ۱۳۱۷ عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہوگیا ہی کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہین

فیروزشاہ نے اپنے عہد مین اس مقبرے اور مدرسے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا تھا مگر اب یہ مقبرہ بالکل چونے کا ڈھیم ہی سب پتھر اوکھڑ گئے ہین اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہی۔

باؤلی حضرت نظام الدین

مشہور ہی کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ عیسوی۔ کے بنائی ہی اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہی اور جن اوترنے اور بھوت بھاگنے اور پیٹ رہنے کی منت سے اسمین نہایا جاتا ہی یہ باؤلی بہت خوب اور نہایت روشن ہی پانی کے اندر تہ تلک اسمین گول سیڑھیان بہت خوشنمائی سے بنی ہوئی ہین ۷۸۱ھ ہجری مطابق ۱۳۷۹ عیسوی کے محمد معروف ابن وحیدالدین نے اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروزشاہ کے عہد مین کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خط زشت ابتک قائم ہی اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزارون آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جگہ سے تیرنے والے باؤلی مین کودتے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہی کہ تماشائی اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کودنے والے اوسکے ساتھ کودتے ہین اور رستے مین پیسہ لپک لیتے ہین اس درگاہ کی چار دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور نے بنوادی ہی اور دروازے پر یہ مصرع لکھوادیا ہی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

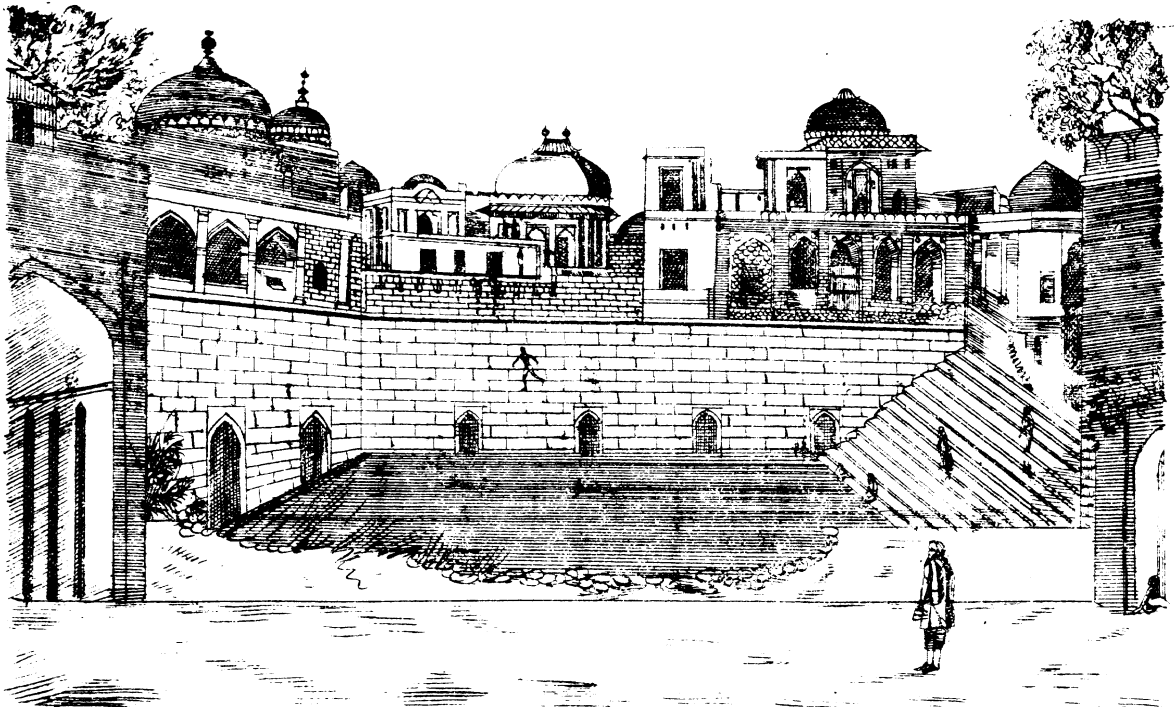

مقبرۂ قدیم

نقشۂ باؤلی درگاہ حضرت نظام الدین

برج بانی گوکلدی

۱۰ ج صورة ضريح السلطان حسن بالقاهرة

نقشه مقبره انور روان احاطه

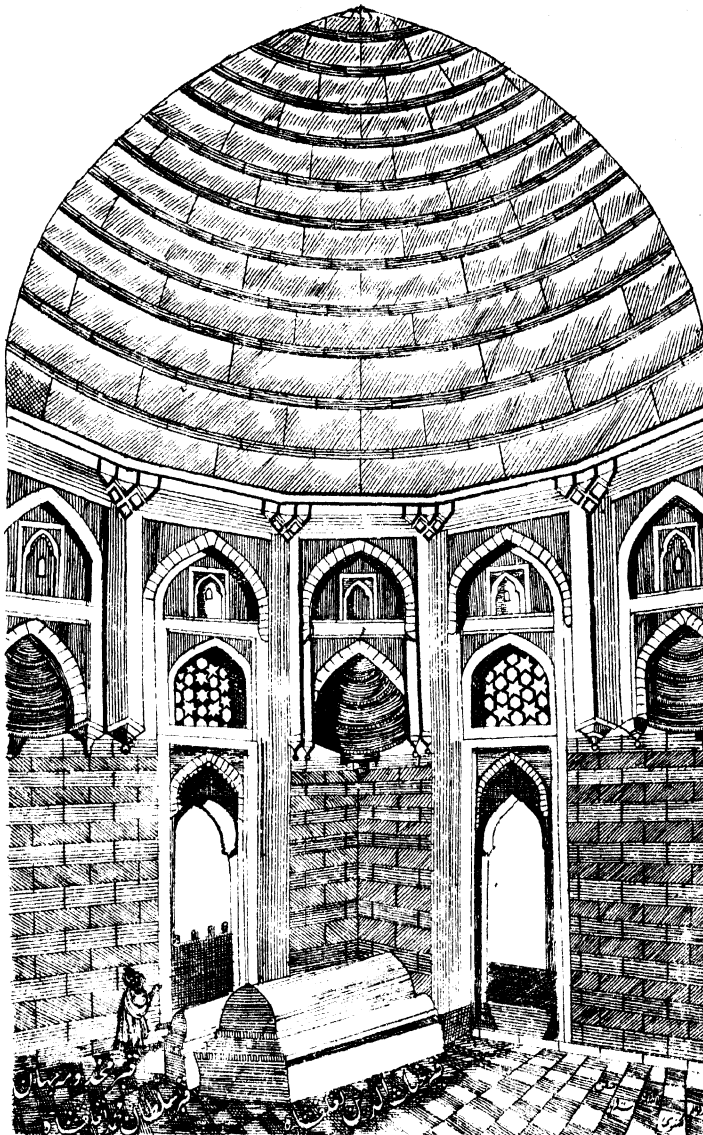

مقبرہ کی بیچ کا اندرونی حصہ

نقشہ مقبرہ خیابات الدین تغلق شاہ

مقبرۂ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہی غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق شاہ بھی کہتے ہین یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہی برج کی چار دیواری بالکل سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ مین جا بجا سنگ مرمر کی دھاریان لگی ہوئی ہین اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہی اسکے برج کا لداؤ بہت بلند ہی پتھر ایسے خوب وصل کیے ہین کہ اب تک ذرا نقصان نہین آیا گرد اس مقبرے کے چونے اور پتھر کی تکونیہ فصیل اور اوسکی دیوار مین اندر کے رخ حجرے بنے ہوئے ہین جسمین زمیندار بستے ہین فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اوسمین بتیس ۳۲ سیڑھیان ہین اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنایا ہی تاکہ قلعہ مین سے مقبرے مین آنے کا رہتہ ہو کیونکہ اسکے چارون طرف جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے مین ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہی دوسری مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ عیسوی کے رود سندھ کے کنارے پر مرا تھا دروازے کے پاس جو فصیل کا برج ہی اوسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہی معلوم نہین کہ اوسمین کسکی قبر ہی فیروز شاہ کے وقت مین یہ مقبرہ دار الامان کہلاتا تھا اور فیروز شاہ نے ان قبرون پر صندل کا چھپر کھٹ اور خانۂ کعبہ کے پردے

فتوحات فیروز شاہی

چڑھائے تھے اور جن جن لوگون کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پانوں ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثون کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جرائم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کر کر قبر کے سرھانے رکھوا دیا تھا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

یہ درگاہ پرانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی کے انتقال ہوا تو آپکے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھین فیروز شاہ نے اپنے وقت مین اوسپر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چارون کونون مین سونے کے کٹورے سونے کی زنجیرون مین لٹکائے ۹۷۰ھ ہجری مطابق ۱۵۶۲ عیسوی کے سید فرید خان نے بڑے اکبر کے عہد مین گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لگائے کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص و عام ہی۔ بعد اسکے نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نے ۱۰۱۷ھ ہجری مطابق ۱۶۰۸ عیسوی کے آپکے مزار پر سیپ کی پچیکاری کا بہت تختہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت مین اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس پچی کاری مین چند اشعار تاریخ کندہ ہین کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ شیخ ہی۔ بعد اسکے ۱۰۷۳ھ ہجری مطابق ۱۶۶۲ع کے شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

فتوحات فیروز شاہی

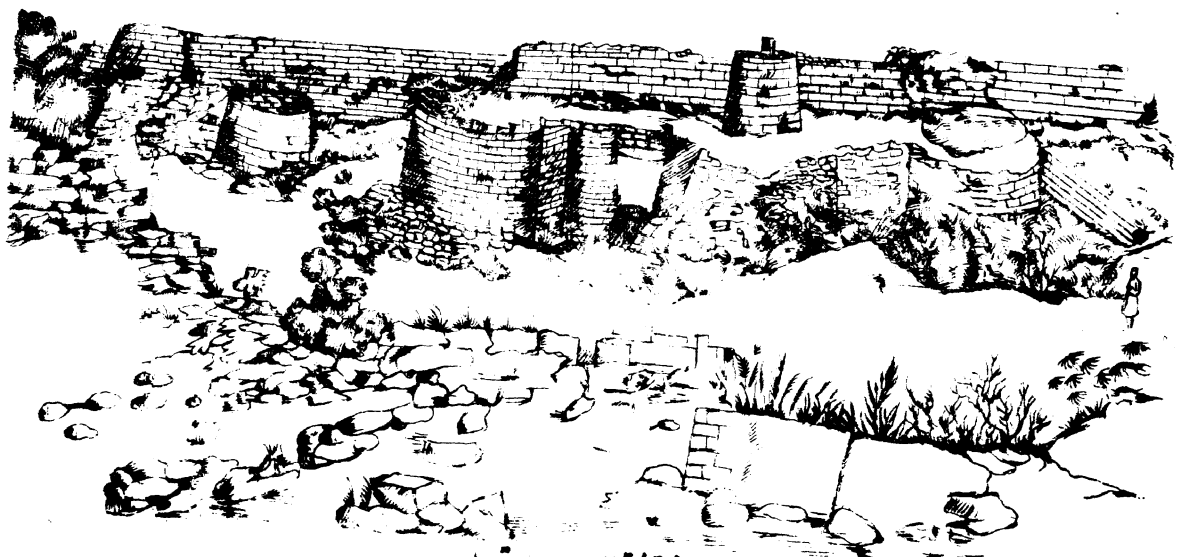

نقشہ قلعۂ راے پتھورا

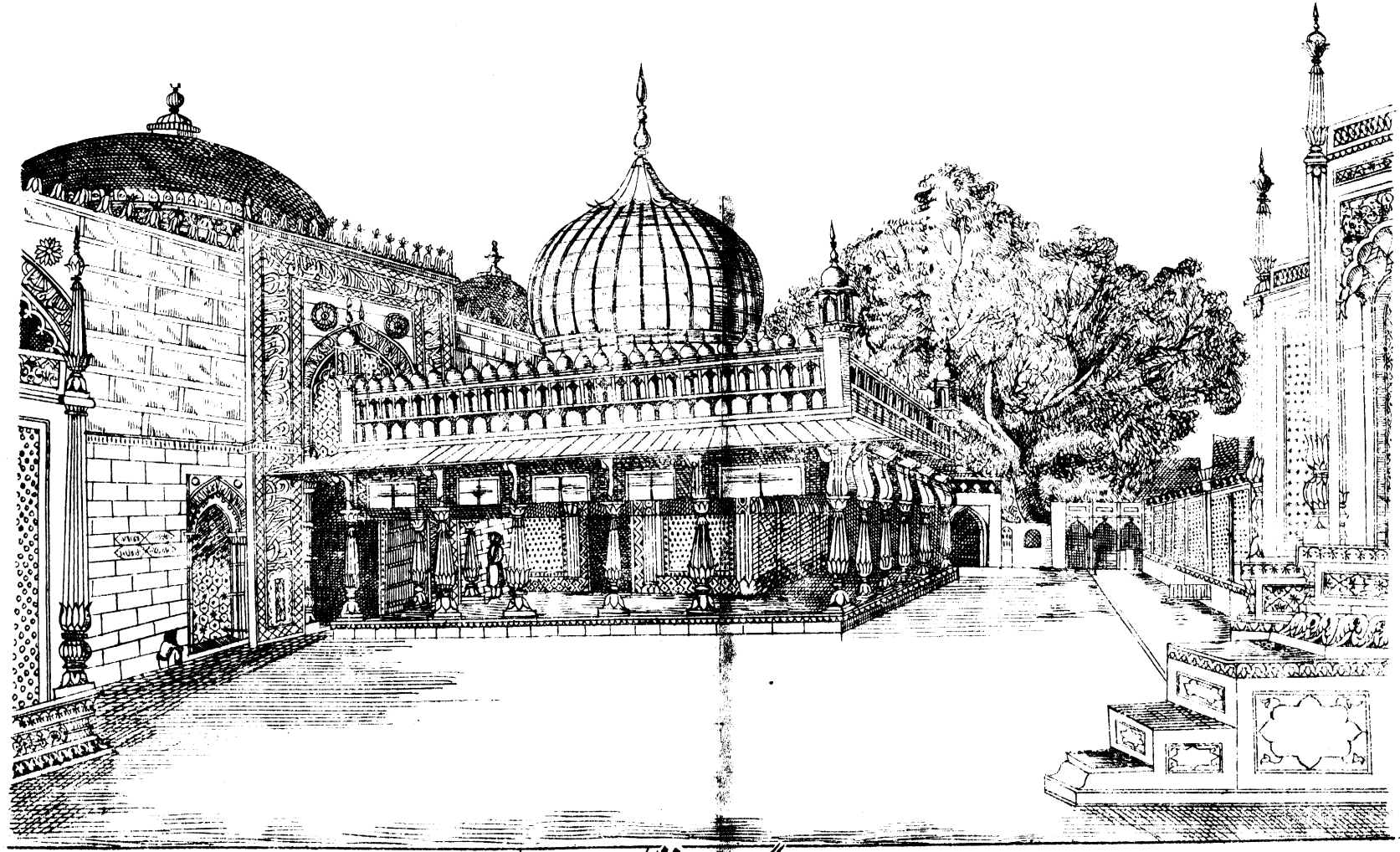

درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء

دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

سنگ سرخ کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھدوایا ۱۰۶۹ ہجری مطابق ۱۶۵۸ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک پتھر پر کھدوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے ۱۲۳۳ ہجری مطابق ۱۸۱۸ عیسوی کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت لگا دیے ۱۲۳۶ ہجری مطابق ۱۸۲۰ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ مینا کاری کروا دی بعد اسکے ۱۲۳۹ ہجری مطابق ۱۸۲۳ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہرا کلس لگوا دیا اب یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی ستر ۷۰ ربیع الثانی کو ہر برس بڑی دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی

ست پلہ

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی ۷۲۷ ہجری مطابق ۱۳۲۶ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی درحقیقت یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گھیرا ہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

اخبار الاخیار

دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

سنگ سرخ کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھدوایا
۱۰۶۹ ہجری مطابق ۱۶۵۸ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک
پتھر پر کھدوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے ۱۲۲۳ ہجری مطابق ۱۸۰۸ عیسوی
کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ
کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تختہ اور خوبصورت
لگا دیے ۱۲۳۶ ہجری مطابق ۱۸۲۰ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے
غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ
مینا کاری کروا دی بعد اسکے ۱۲۳۹ ہجری مطابق ۱۸۲۳ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی
نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہرا کلس لگوا دیا اب
یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی ستر ھوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی
دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے
ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی۔

ست پلہ

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی ۷۲۷ ہجری
مطابق ۱۳۲۶ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی درحقیقت
یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گھیرا ہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور
پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

اخبار الاخیار

بنے ہوئے ہین اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہین ایک جگہ سے یہ
پل ٹوٹ گیا تھا وہان کچا بند بنا دیا ہی اس پل کے درون کے پاس ایک کنوان
تھا اگرچہ وہ کنوان اب نہین رہا مگر نالے مین ایک گڑھا کر کر پانی جمع کرتے ہین
اور اوسکو تبرک سمجھتے ہین بیمارون کو نہلاتے ہین اور بچون کے لیے ٹھلیون مین
پانی بھر کر اور سرس کی پتی رکھ کر دو دو روز لیجاتے ہین کاتک کے مہینے مین دیوالی
کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن و مرد اور
بچے نہانے کو آتے ہین تاکہ آسیب جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہین
کہتے ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا اوسکے سبب
یہان کے پانی کو بزرگ جانتے ہین دیوالی کے دنون مین یہان کے پانی
کی چھوٹی سی ٹھلیا چھ ٹکے کو بکتی ہی۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت مین تھے اور
آپ مرید ہین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے
جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہی کہ ۷۵۳ھ ہجری
مطابق ۱۳۵۲ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت مین یہ درگاہ بنی آپکے مزار پر ایک
گنبد ہی اور اوسکے چارون طرف جالیان ہین اوسکے پاس بہت بڑی
مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہی اوسکے پاس مجلس خانے کا

ما ثبت بالاخبار

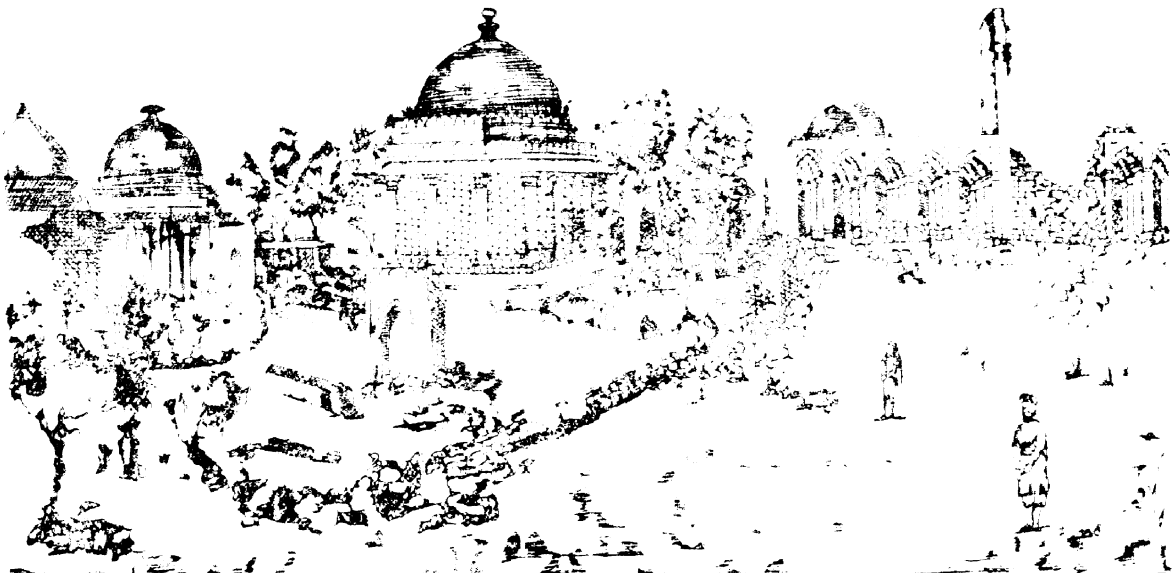

درگاہ شیخ صلاح الدین

نقشہ مسجد درگاہ میاں بابا ولی

دالان ہی ایک اور چھوٹے سے گنبد مین اور قبرین ہین اٹھائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہوگیا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہ مسجد جو کتابون مین جماعت خانہ کر کر لکھا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہی اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۴ھ ہجری مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے بنایا ہی خود فیروز شاہ لکھتا ہی کہ یہ جماعت خانہ نئے سر سے مینے بنایا پہلے یہان تھا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خادمون مین جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہی غلط ہی یہ مسجد بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچ کا درجہ نرا سنگ سرخ کا ہی اور چودہ گز کے قطر کا گنبد ہی اوسکے بیچ مین سونے کا کٹورہ لٹکتا ہی جاٹون نے اسمین گولیان ماریں تھین مگر ٹوٹا نہین دو درجے اس بڑے درجے کے ادھر اودھر ہین اور اونکی چھت پر دو دو برج ہین کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی جگہ نسخ خط اور بعضی جگہ کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہی باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھودی ہی مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہین ہی

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ما وطین — سراج دو عالم شدہ یقین
چو تاریخ فوتش بجستم زغیب — ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

خواجہ فخر الدین بتاتا ہی شیخ علی متوفی ۹۲۵ھ شیخ عبد الرسول اور دین نے کل ذکر کیا ہی خواجہ حسن لکھتا ہی کہ یہ مسجد شادی خان اور خضر خان سلطان علاء الدین کے بیٹون نے بنائی ہی یعنی جنھون نے ۷۱۸ ہجری مطابق ۱۳۱۸ عیسوی مین اسکے صحن مین یہ جماعت خانہ فیروز شاہ کا ہوا ہوگا جس نظام کے نام سے مشہور ہی ۱۲ منہ

مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ مین قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ ابتک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہی اس مسجد کا گنبد ہشت پہلو تھا اور اوسکے آٹھون طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات مین تصنیف کی تھی پتھر مین کھدوا کر لگا دیا تھا اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور درباب حکمرانی سیاست بدنی اور لینے خراج اور آسایش رعایا مین جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہین رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کہین نہین ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہین کہ کس زمانے مین ۸۰۱ھ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی مین جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

تاریخ فرشتہ

تزک تیموری

کوشک انور یا مہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہی کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے جیلخانے کے پاس اگرچہ اسکا حال کچھ معلوم نہین مگر کتابون مین اسکا نام کوشک انور لکھا ہی اسکے نام سے یقین پڑتا ہی کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہی کیونکہ اسطرح کے نام اوس زمانے مین بادشاہی عمارتون کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہی اس قرینے سے متصور ہوتا ہی کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی پھر کچھ

اخبار الاخیار

عجب نہین کہ قریب ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ عیسوی کے بنی ہو ہندوستان مین
رواج ہوگیا ہی کہ برسون دن ۹ پیر کی نیا زمین کاغذ کی برجی جسکو مہندی
کہتے ہین بنا کر اوسکے چارون طرف روشنی کرتے ہین یا تو اس سبب سے کہ
اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن
کی روشنی کو بنی تھی ہندیان اسکا نام مشہور ہوگیا ہی بہرحال اسکے دونون
نامون سے ثابت ہی کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہی یہ مکان
نئے قطع کا ہی اسکے نیچے درہ لاد کر کرسی دی ہی اور پھر اوسکے اوپر پانچ برج
بنائے ہین چار چارون کونون پر اور ایک بیچ مین برجون کی قطع بھی
بہت خوبصورت ہی مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہوگیا ہی اور جو کنگرے چونے
اور پتھر سے بنا ہوا تھا اسواسطے بالکل گر پڑا ہی دو ایک برجیان باقی رہ گئی ہین۔

بولی بھٹیاری کا محل

یہ ایک بند ہی شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوڑے فاصلے پر درگاہ سید حسن رسول نما
کے پاس غالب ہی کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے
مین کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی قریب ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ عیسوی
کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہی اوس مکان کا یہ
نام ہی مشہور ہی کہ کسی زمانے مین بوعلی خان بھٹی اس مکان مین رہتے تھے
جب سے بولی بھٹیاری کا محل مشہور ہوگیا ہی یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہی

اور ابتک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پرچھیا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جاکر اس میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کرکر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکٹھا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروزشاہی کی بنائی ہوئی ہی اوسنے ۷۸۵ ہجری مطابق ۱۳۸۳ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیرالدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین رمضان ۷۵۷ ہجری مطابق ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت فیروزشاہ بادشاہ نے ۷۷۳ ہجری مطابق ۱۳۷۲ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے گنبد کے بارہ درین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک درمین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر سے بنا ہی اور اوسپر سنہرا کلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا لٹکتا ہی سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوادیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے

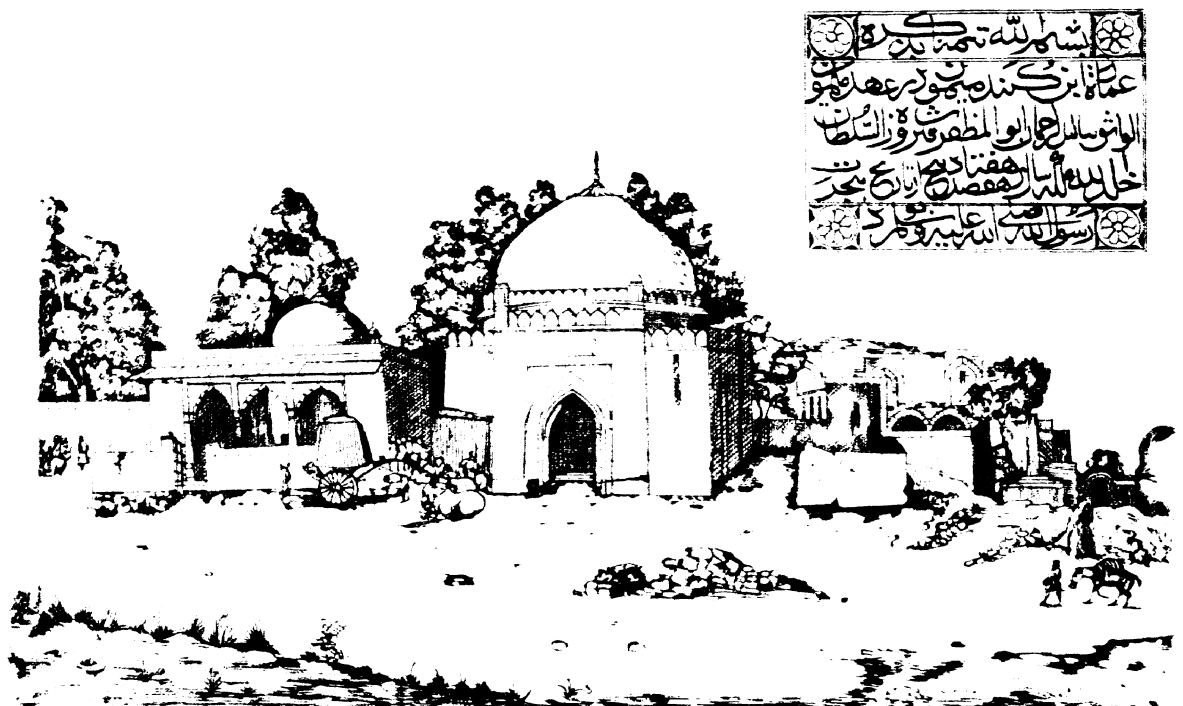

نقشه دروازه روشن مع نقل قبه

اور ابتک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پر چھپیا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جاکر اس میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کرکر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکٹھا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروزشاہی کی بنائی ہوئی ہی اوسنے ۷۸۵ھ ہجری مطابق ۱۳۸۳ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیرالدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین رمضان ۷۵۷ھ ہجری مطابق ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت فیروزشاہ بادشاہ نے ۷۷۵ھ ہجری مطابق ۱۳۷۳ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے گنبد کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر سے بنا ہی اور اوپر سنہرا کلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا الٹکتا ہی سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوادیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے

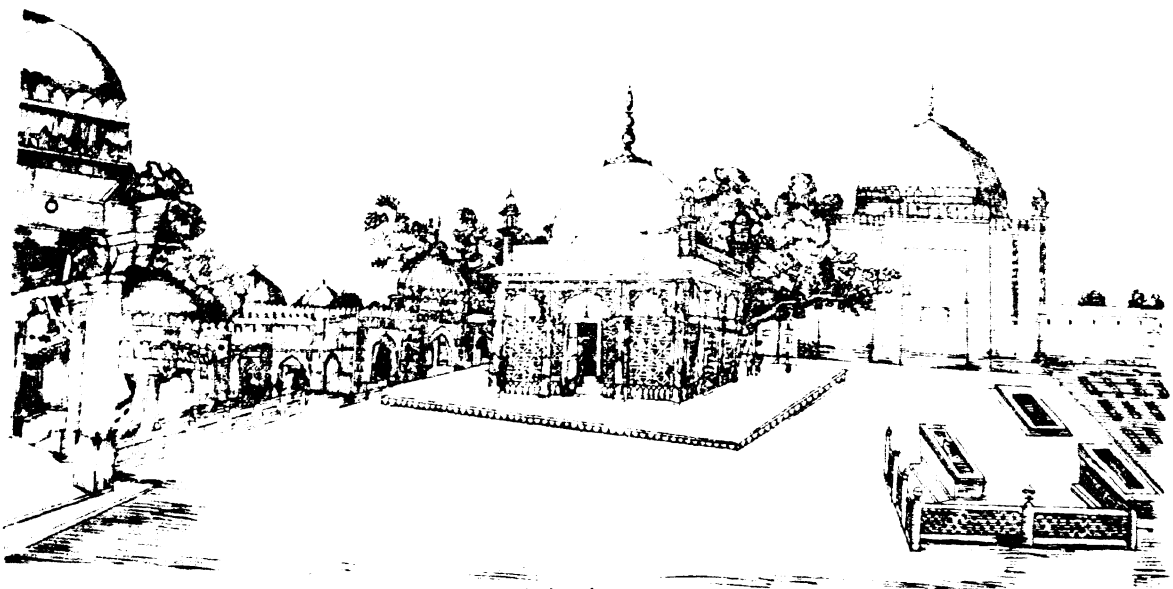

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گر پڑی درگاہ کے صحن مین دو گنبد اور ہین
ایک مین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم
زین الدین کی قبر ہی جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیرون مین ہین اور اسی
مقام پر نواب فیض طلب خان بنگش کی قبر ہی درگاہ کے پاس ایک مسجد ہی
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہی اور اوسپر فیروز شاہ
کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہی ۷۶۲ھ ۱۱۴۲ ہجری مطابق ۱۷۲۹ء عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کرکر شہر پناہ بنوادی ہی اور
اوسمین چار دروازے اور ایک کھڑکی ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۱

نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرۂ فتح خان

یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہی شاہزادۂ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ ۷۶۰ھ ہجری مطابق ۱۳۵۸ء عیسوی کے شاہزادۂ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب پتھر
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابون مین یہ مذکور ہی مشہور ہی کہ انھین
نقش قدم کے پتھرون مین کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد مین آیا اور اوسنے وہ پتھر

بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام سے مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنا دیا ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہی واسمین پانی بھرتے ہین اور نقش قدم کو دھوکر پانی کا تبرک لے جاتے ہین اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہین **شعر** ای خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہی
پانی قدم شریف کا آب حیات ہی بارھوین ربیع الاول کو ہر سال یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہی تمام خلقت جمع ہوتی ہی اور ہزارون ملنگ آتے ہین اور دروازے کے آگے دھمال کرتے ہین۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہی اور قطع اسکی ایسی ہی ہی جیسے خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہ آتا ہی کہ جب فیروز شاہ نے یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۶۰ھ ہجری مطابق ۱۳۵۸ عیسوی کے تب اوسنے آپ یہ مسجد بھی بنائی یہ مسجد چونے اور پتھر سے برجیون دار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہی اور چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہی۔

درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت نہین مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہی حضرت سید محمود بحار بڑے عالم اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین ہین

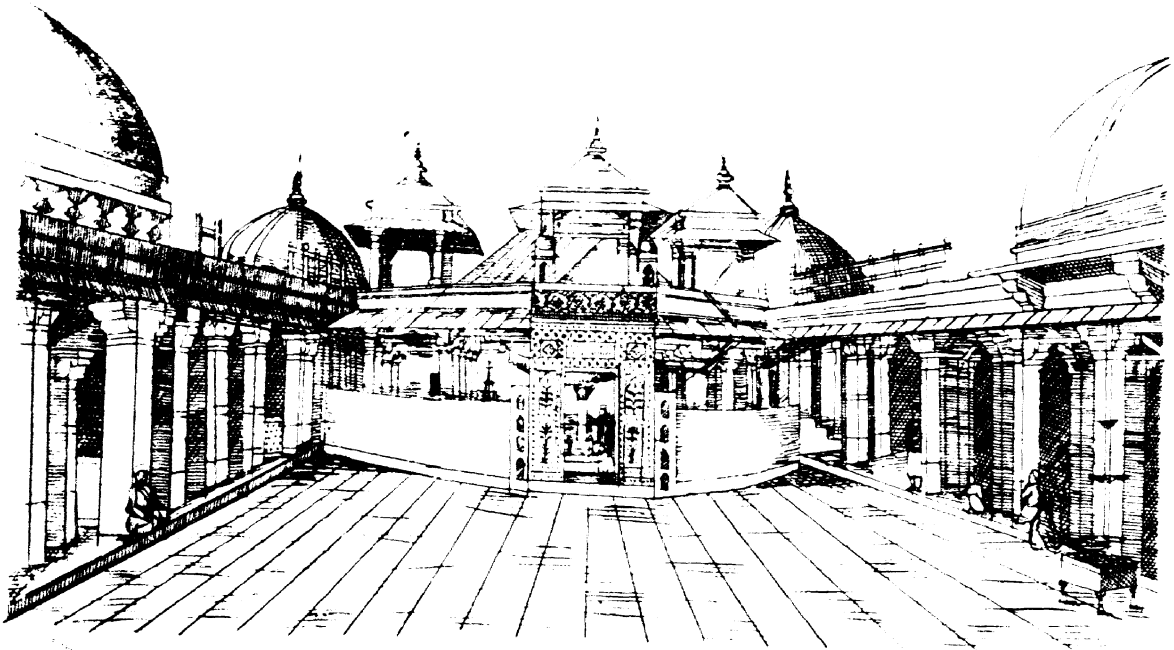

نقشہ درگاہ قدم شریف

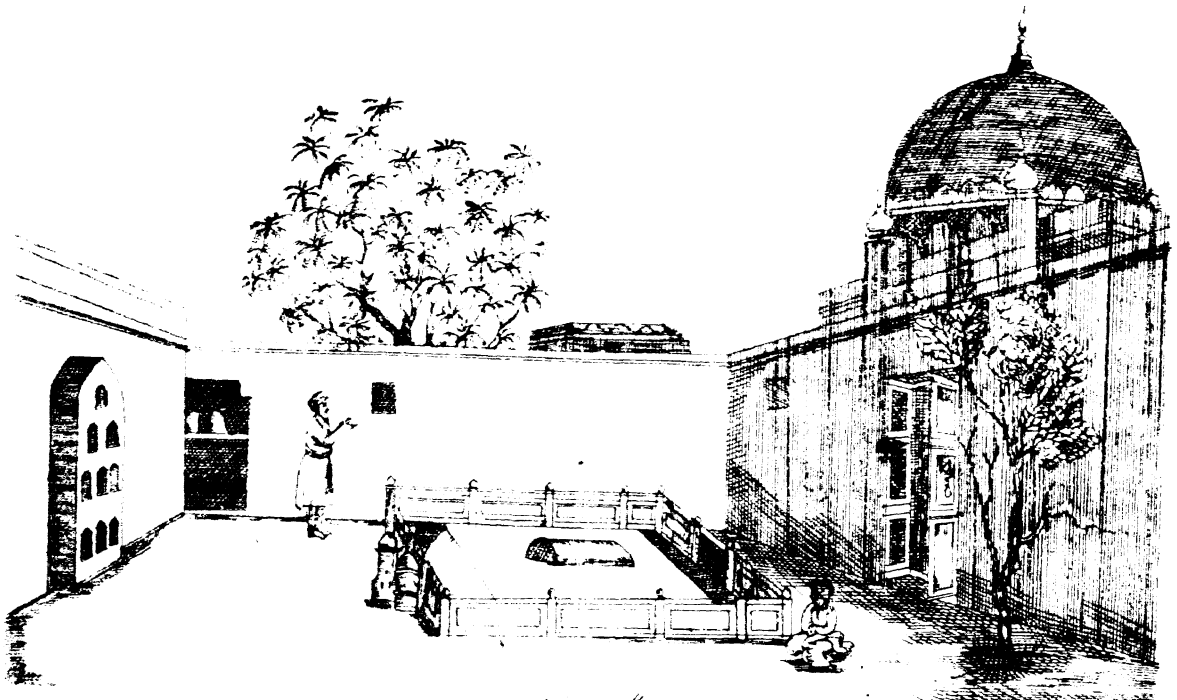

درگاه سید محمود بجا.

نخ ۱۹۲

۷۰۸ ہجری مطابق ۱۳۰۸ عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ آپکی دعا سے ایک مردہ جی اوٹھا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہاڑکو ڑ آپ کا لقب ہوگیا ہی ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہی۔

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت مین جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اوسکے ایک محلے مین خانجہان نے ۷۷۹ ہجری مطابق ۱۳۷۷ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب وہ شہر ویران ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دیکر بنایا ہی کہ بتیس سیڑھیان چڑھکر مسجد مین جاتے ہین اندر سے مسجد کوسہ گھا بنایا ہی اور ہر گہہ مین پانچ پانچ درہین اور اوسکی چھت پر لداؤ کے چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے ہین اور اوسکے دروازے پر کتبہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

مسجد بیگم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھین مسجدون کے ہی جنکو خانجہان فیروز شاہی نے ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چونے اور پتھر کی ہی قطع اسکی نری بھدی بالکل پٹھانون کے وقت کی ہی مگر البتہ مستحکم خوب ہی اسکی قطع اور کھڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہی۔

مسجد کالوسرا

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہی خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

یہ مسجد بھی چونے اور پتھر سے برجیون دار بنی ہوئی ہی اور جب کہ یہ سب مسجدین خانجہان نے قریب قریب زمانے مین بنائی ہین اسواسطے اسکی سال بنا بھی قریب ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی تصور کی جاتی ہی اس مسجد کے ضلع شمالی وجنوبی منہدم ہوگئے ہین اور اب زمیندار اسمین بستے ہین۔

مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی مین ست پلے کے پاس یہ مسجد ہی قریب ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی فیروز شاہ کے وقت مین خانجہان نے یہ مسجد بنائی ہی اب اس مسجد مین زمیندار بستے ہین یہ مسجد چوکھونٹی ہی اور چارون طرف مربع کے ضلعون کے بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہی تین طرف تو دروازے ہین اور قبلے کی طرف سے بند ہی تمام مسجد مین بہت سے ستون لگائے ہین ایک ایک برج چارون تاج کے مربعون پر ہی اور مسجد کی چھت پر نو جگہ ملے ہوئے نو برج ہین ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین مسجد کے صحن مین چار چوک چھوڑے ہین اس قطع کی مسجد اس نواح مین کہین نہین ہی بلاد روم کی مسجدون کی قطع معلوم ہوتی ہی۔

مقبرۂ فیروز شاہ

یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہی جبکہ ۷۹۰ ہجری مطابق ۱۳۸۸ عیسوی کے فیروز شاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری رائے مین یہ مقبرہ

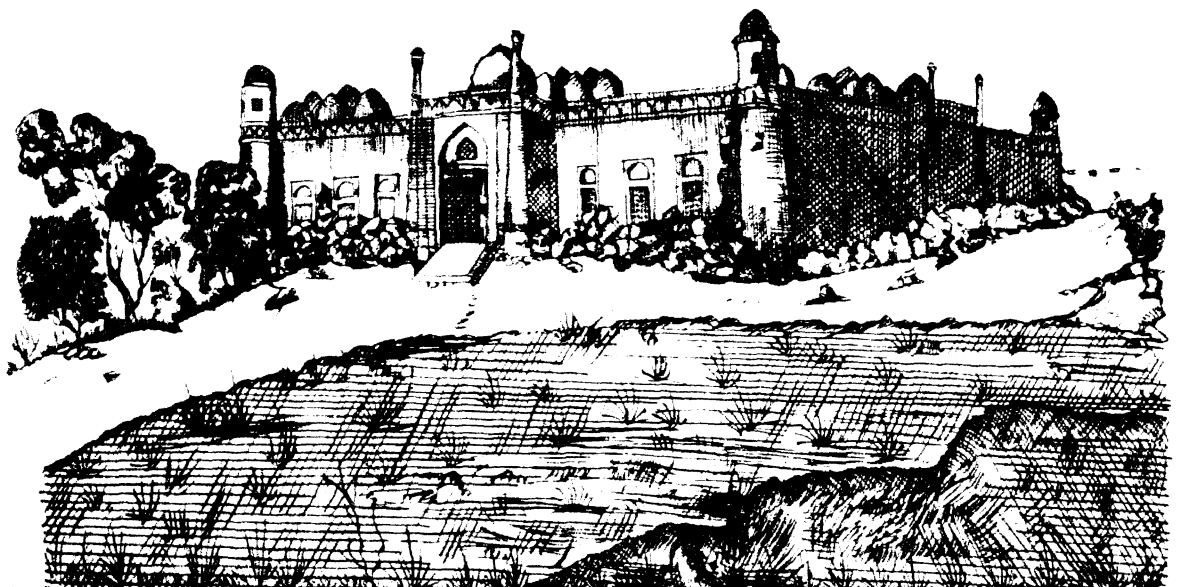

مسجد غزالی کا نقشہ

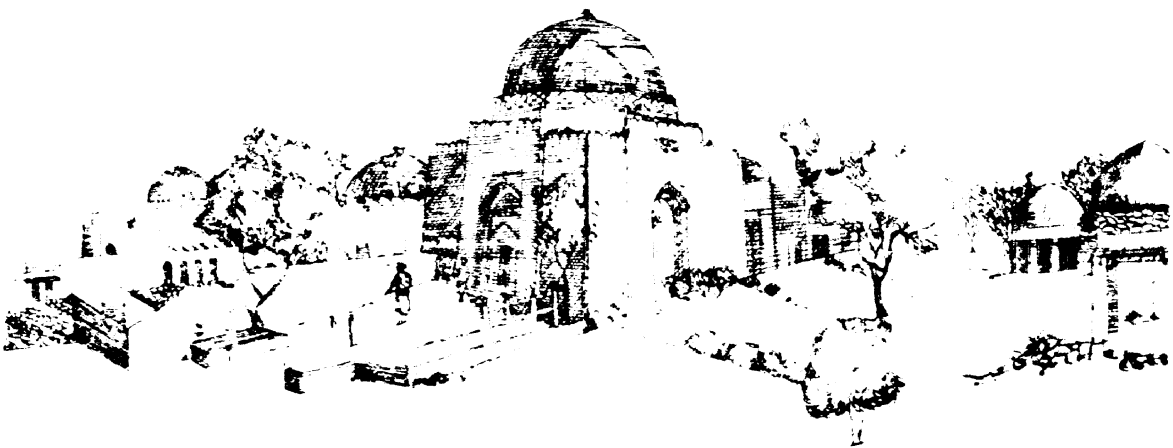

نقشہ مقبرۂ فیروز شاہ بالائے حوض خاص

نقشہ بقعہ مبارک از کوٹلہ

ناصرالدین محمد شاہ کے وقت مین ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۲۰ عیسوی کے بناہی یہ مقبرہ بالکل چونے اور پتھر سے بناہوا ہی اسکی پیشانی پر چونے کے حرفون سے کتبہ بھی ہی مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہین اسی جگہ اور بھی چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہین اور ناصرالدین محمد شاہ اور علاءالدین سکندر شاہ کی یہین قبر ہی اور ایک چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا ہی اور اوسپر کتبہ لگا ہوا ہی۔ (دیکھو کتبہ نمبر ۱۲)

(دیکھو کتبہ نمبر ۱۳)

خضر کی گنبٹی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہ مقبرہ ہی ۸۲۴ھ ہجری مطابق ۱۴۲۱ عیسوی مین ابوالفتح مبارک شاہ اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھ اچھا نہین ہی صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہی فصیل مین کا ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کے بہنے اور کشتیون کے چلنے کی ایک کیفیت ہی۔

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور مین شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کیطرف واقع ہی جبکہ معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ ۸۳۷ھ ہجری مطابق ۱۴۳۳ عیسوی مین مراتب یہ مقبرہ بنایہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع ہی سنگ خارا سے بناہوا ہی اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہی کہ دیکھنے سے

علاقہ رکھتا ہی بعضے لوگ یون خیال کرتے ہین کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہین بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی مین شہر مبارک آباد آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرۂ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سواد موضع کے خیر پور مین یہ مقبرہ ہی سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہ مقبرہ اوسکے بیٹے علاءالدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چونے اور پتھر کا بنا ہوا ہی لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوبصورتی سے بنائی ہین۔

مقبرۂ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بجھڑا ولی نواح سکیٹ مین ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء عیسوی کے مرا اوسکی نعش کو اس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہی نیچے تو بارہ در ہین اور اوپر پانچ برج ہیئات مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہی اس مقام پر اور بھی قبرستان

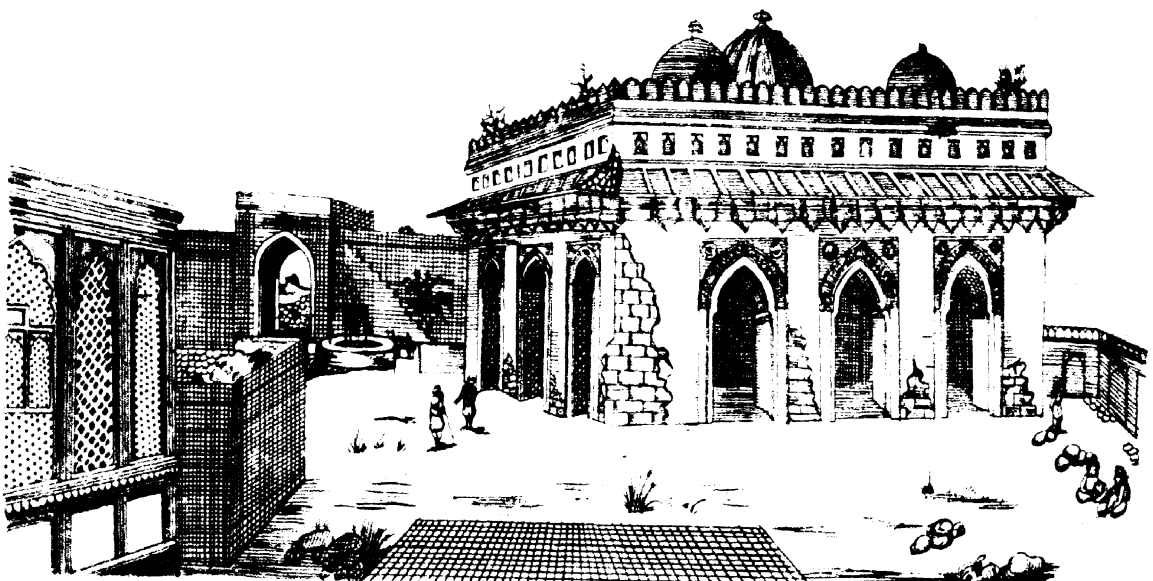

مقبرۂ سلطان بہلول لودھی

بن گیا ہی اور سنگ سرخ کے مجمر مین قبرین بنی ہوئی ہین یہان سے روشن چراغ دلی کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہی اور ایک دروازہ فصیل کا بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہی۔

پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک گانون ہی شاہجہان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گانون کا نام کنچن سرائے تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت مین زمرد خان کی جاگیر مین ملا جب سے زمرد پور نام پڑا اس گانون مین زمرد خان کا قبرستان ہی اور قبرون پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے ہوئے ہین عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہین رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے وقت کی ہی اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھوین صدی یعنی قریب ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے خیال کی گئی ہی۔

بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت مین بستی خواجہ سرا تھا اوسنے اپنا مقبرہ قریب ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے بنایا اس مقام پر ایک باؤلی بہت نفیس ہی اوسمین نیچے اوپر دالان بنے ہوئے تھے جانب غرب باؤلی کے ایک مسجد ہی اور اوسپر چونے کی منبت کاری مین آیات قرآنی کندہ ہین مسجد کی بغل مین بائین طرف دروازہ ہی اور اوسپر

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنمائی کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ کا دانا اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بویا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر سب کو بویا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپون کی موٹھ ہوگئی اوسکی یہ مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر کہ باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول کے وقت مین یعنی تخمیناً ۸۹۷ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے بنے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

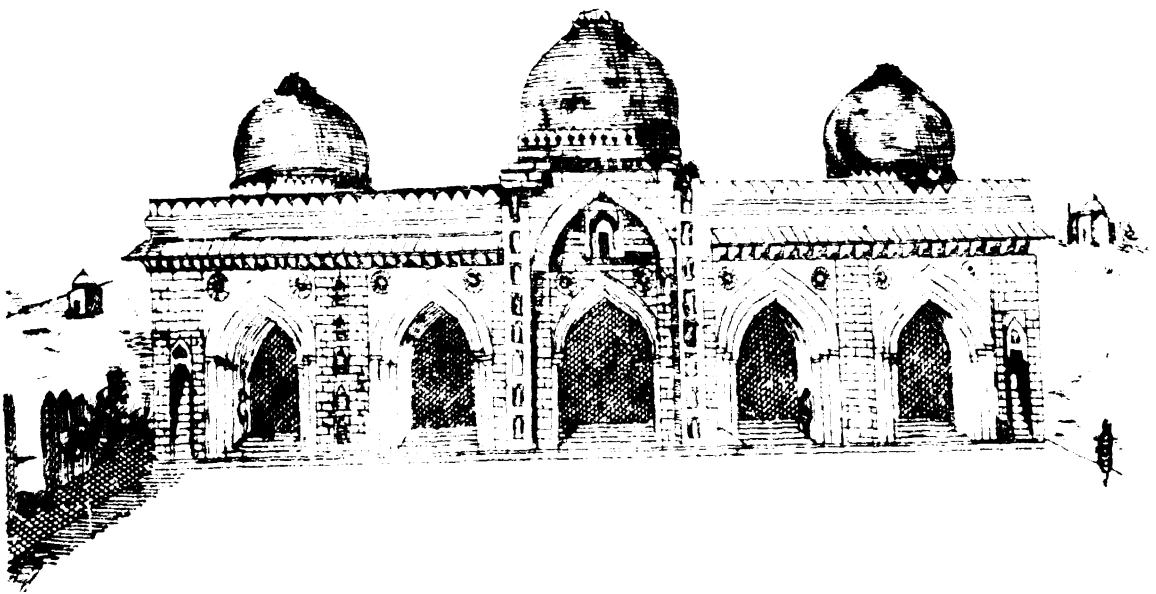

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنمائی کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ کا دانا اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بویا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر سب کو بویا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپون کی موٹھ ہوگئی اوسکی یہ مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر کہ باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول کے وقت مین یعنی تخمیناً ۸۹۴ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے بنے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

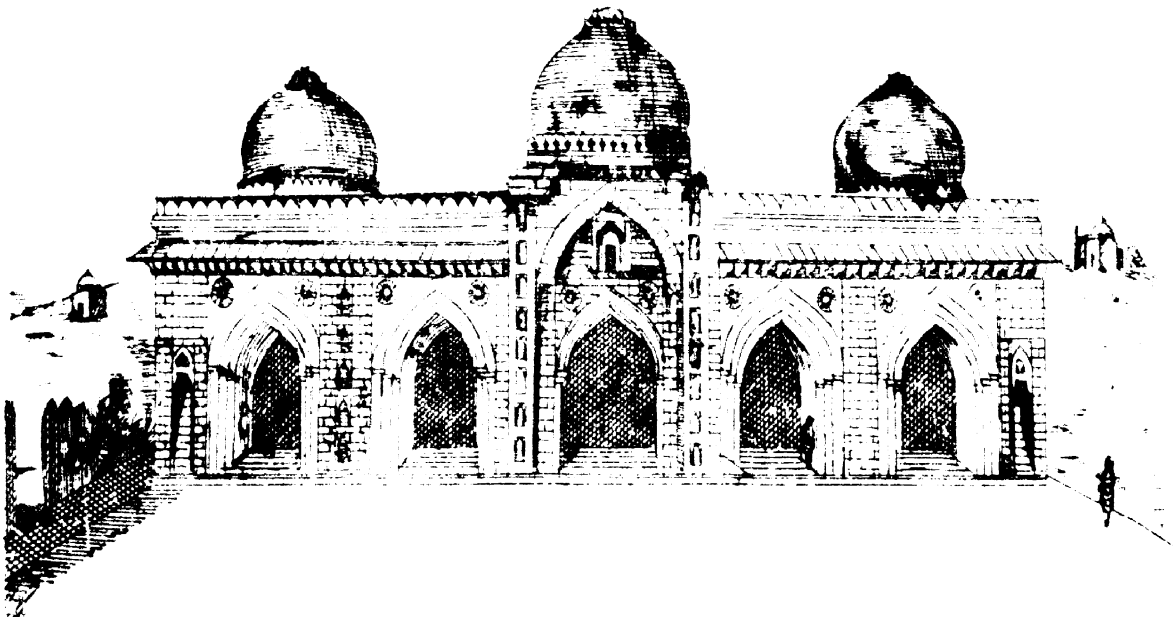

نقشہ راجون کی بائیں

مقبرۂ لنگر خان

موضع زمرد پور کے پاس رائے پور ایک گانوں ہی اوسکی سرحد مین یہ مقبرہ ہی لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون مین سے تھے اون کا یہ مقبرہ ہی اور اسی واسطے اسکی بنا تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ سنہ عیسوی کے خیال کی گئی ہی یہ مقبرہ نہایت بھدّا چونے پتھر کا بنا ہوا ہی مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہی کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیان قبر کے سرے تک نہین پہونچین اسی مقبرے کے پاس ایک چوکھنڈی کی برجی اور ہی اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہی شاید کہ انھین کے خاندان مین سے کسی کی ہوگی۔

تین برجہ

موٹھ کی مسجد کے پاس یہ تین برج برابر برابر ہین معلوم نہوئے کہ یہ کسکے مقبرے ہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلطان سکندر کے عہد کے یعنی تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ سنہ عیسوی کے بنے ہوئے ہین یہ تینون مقبرے چونے اور پتھر سے بنے ہوئے ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سے اچھا بنا ہوا ہی اور کہیں کہین اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

راجون کی بائین

نواح قطب صاحب مین کوٹھی دلکشا سے تھوڑی دور پر یہ باؤلی ہی

سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت مین دولت خان نے
اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پانوٗن تک چونے پتھر کی ہی
اور اب تک سب جگہ سے ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہی اور اوسکے صحن مین
گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کرکر اوسپر برجی بنائی ہی کسی زمانے مین اس باؤلی
کے مکانات مین راج آبسے تھے جب سے راجون کی بائین مشہور ہی اس
باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۶

مقبرۂ سلطان سکندر بہلول

موضع خیر پور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا یہ مقبرہ
سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ
یہ مقبرہ نرے چونے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی
برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہین۔

درگاہ شیخ یوسف قتال

کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہین قاضی اخبار الاخیار
جلال الدین لاہوری کے سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے آپ کا انتقال
ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نواسے نے یہ مکانات بنائے دیکھو کتبہ نمبر ۲۷
یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان بھی سنگین ہین برج
چونے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہی اوسکے پاس ایک

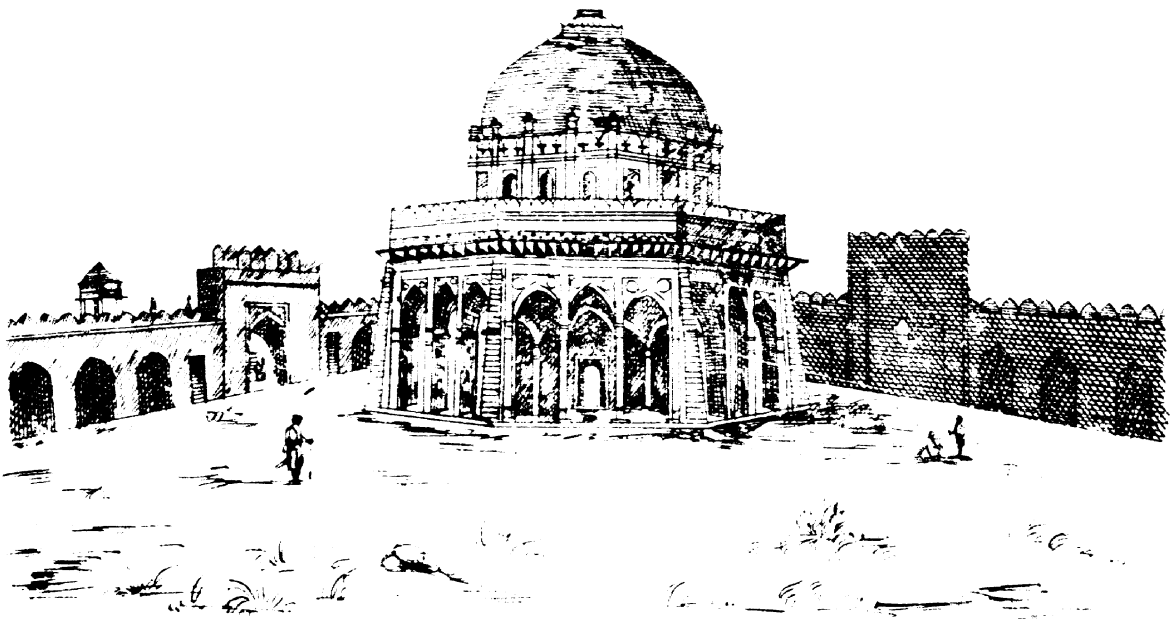

نقشہ مقبرۂ سلطان سکندر بہلول لودی

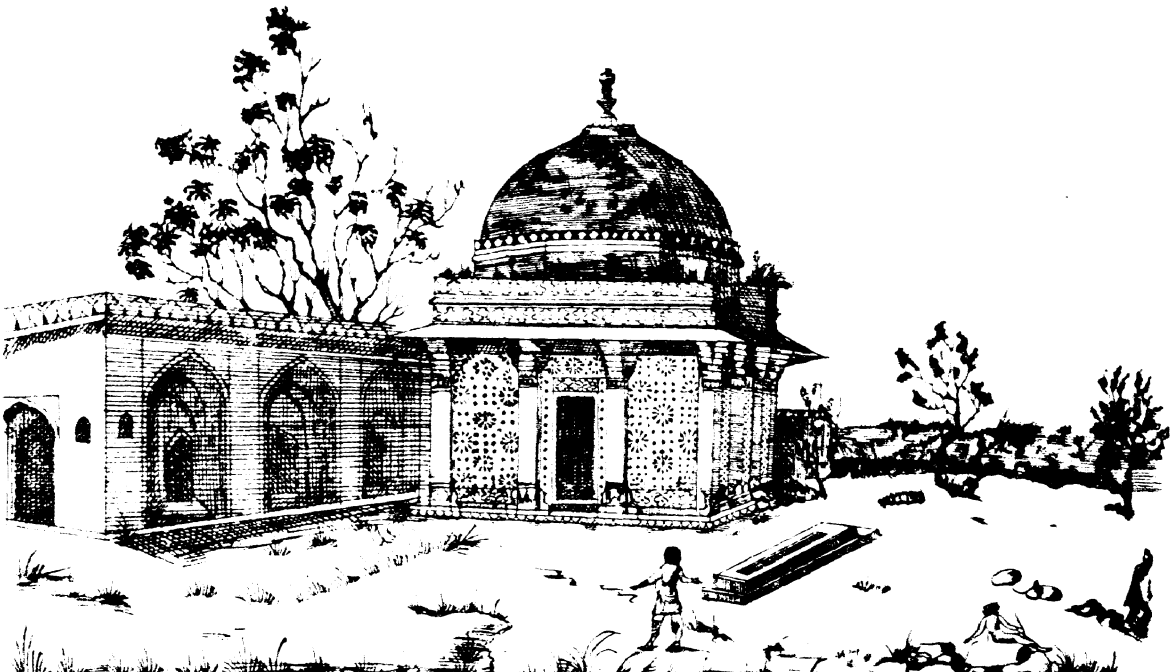

نقشه درگاه یوسف قتال

بقیہ دروازہ بیرون

نقشہ مسجد درگاہ مولانا جمال

مسجد بھی چونے پتھر سے بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہی۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہ بہت مشہور درگاہ ہی شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب سنہ ۹۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۸ عیسوی کے اپنے جیتے جی یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادون کی طرح اسمین رہتے تھے جب سنہ ۹۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۵ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اسی حجرے مین مدفون ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کے بڑے نامی شاعرون مین سے ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہی یہ حجرہ بہت اچھا چونے کا بنا ہوا ہی اور تھوڑی تھوڑی چینی کاری بھی کی ہوئی ہی حجرے کے اندر چونے کی نبت کاری مین دو غزلین انھین کی کہی ہوئی کھدی ہوئی ہین۔

اخبار الاخیار

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہی بہت بڑی اور نہایت شان دار چونے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی قریب سنہ ۹۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۸ عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہی پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر پڑے ہوئے ہین بلکہ جس زمانے مین پتھورا نے یہان قلعہ بنایا اوس زمانے مین بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔

اخبار الاخیار

نیلی چھتری

سلیم گڈھ کے نیچے دریا کے کنارے نکمبوڈ کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہی بنگلے نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلے رنگ مین کام کیا ہوا ہی اس سبب سے اوسکو نیلی چھتری کہتے ہین ۹۳۹ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون[1] بادشاہ نے دریا کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے ہین اور گو یہ بات صحیح نہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹین لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندؤن کی جگہ سے اوکھاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ اون اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتون کے ناقص ہوجانے سے کہ کسی کا سر ہی رہ گیا ہی کسی کا دھڑ ہی باقی ہی اور بیل بتون کے انتظام کے اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ اینٹین اور جگہ سے اوکھاڑ کر یہان لگائی ہین ہندؤن کی تاریخ بموجب[2] راجہ جدہشٹر نے اس گھاٹ پر جگ کیا تھا کچھ عجب نہین کہ ہندوون کے عہد مین اس گھاٹ پر کسی مقام کو اوس جگ کی جگہ تصور کرکر چھتری بنادی ہو اور ہمایون کے عہد مین وہی چھتری ٹوٹ کر یہ چھتری بنی ہو ۱۰۲۸ ہجری مطابق ۱۶۱۸ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ[3] ارادہ جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ[4] اسمین لگادیا اور جب ۱۰۳۰ ہجری مطابق ۱۶۲۰ عیسوی وہان سے پھر اتو دوسرا کتبہ[5] لگادیا۔

[1] توزک جہانگیری

[2] اندرپرست مہام

[3] دیکھو کتبہ نمبر ۲

[4] دیکھو کتبہ نمبر ۱

درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسین پاپی منار

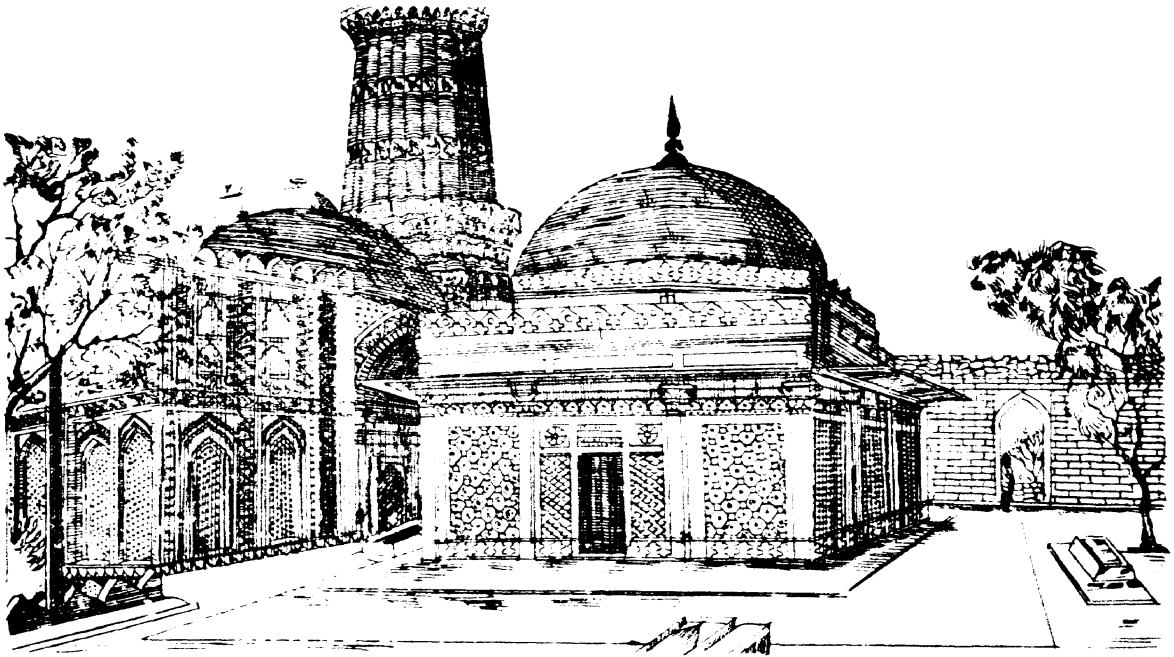

۱ درگاہ

نقشۂ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹھ

۲ دروازہ

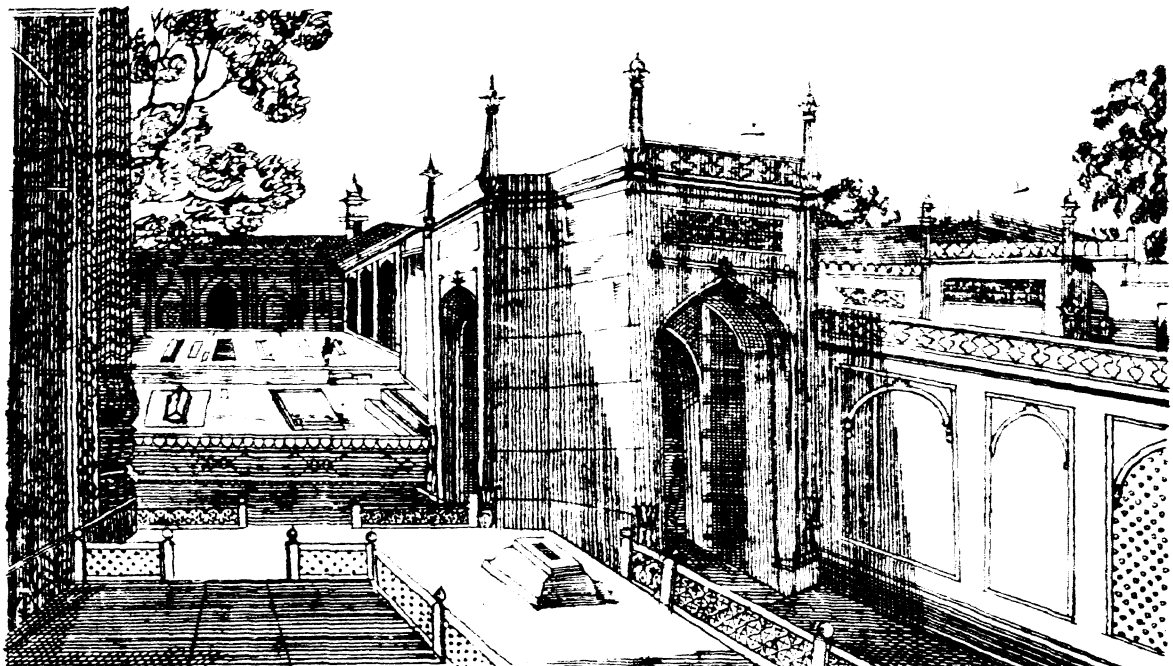

نقشہ دروازہائے درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب مع مزار مولانا فخرالدین

۱ دروازۂ اندرون ۲ دروازۂ بیرون ۳ مزار مولانا فخرالدین

نقشہ قطب الاقطاب علیہ الرحمت

لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہی امام محمد علی مشہدی کا
جنکو سید حسین پائے منار بھی کہتے ہین یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان
سکندر کے وقت مین دلی مین آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ
اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ ۹۴۴ھ ہجری مطابق ۱۵۳۷ عیسوی مین انکا
انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے مین دفن ہوئے قطع اس مقبرے
کی بہت اچھی ہی برج بھی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہی اور دروازے
پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی
آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول ۶۳۳ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶
عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہان کچھ عمارت نہ تھی ۹۴۸ھ
ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین خلیل اللہ خان نے
ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی ۹۵۸ھ ہجری
مطابق ۱۵۵۱ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین یوسف خان نے بھی ایک
دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہی۔ بعد اسکے
۱۱۷۱ھ ہجری مطابق ۱۷۵۷ عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے
وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہی اور ۱۲۳۱ھ ہجری

مطابق ۱۷۱۹ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی
بہت نفیس جالیان بنوا دین اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوائے
اور اون دروازون پر کتبے لگائے [1] دیکھو کتبہ نمبر ۳۱ و ۳۲

مسجد قلعۂ کہنہ

جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے اس مسجد کو [2] تاریخ مرزا بیگ مغل خان
پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اوس زمانے کی عمارتون مین یہ مسجد
بہت خوبصورت عمارت ہی اندر سے اور ساری روکار سنگ سرخ کی بنی ہوئی
اور کہین کہین نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہی ہر جگہ قرآن کی
آیتین نسخ اور کوفی خط مین کندہ ہین ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت
تحفہ منبت کاری اور بہت خوب پچیکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل
دیکھنے کے ہی لداؤ اس مسجد کا نہایت عمدہ ہی سنگ سرخ کے پتھرون کو
چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سے ایسا
خوبصورت اور مضبوط لداؤ لادا ہی کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی اوس لداؤ مین
ہر جگہ بہت تحفہ منبت کاری بنائی ہی اسکے صحن مین ایک بہت خوبصورت
سولہ پہلو کا حوض ہی مگر اب بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہوگیا ہی
اس مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین اور آثارون مین چھت پر
چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہین اس مسجد کی چھت پر ایک

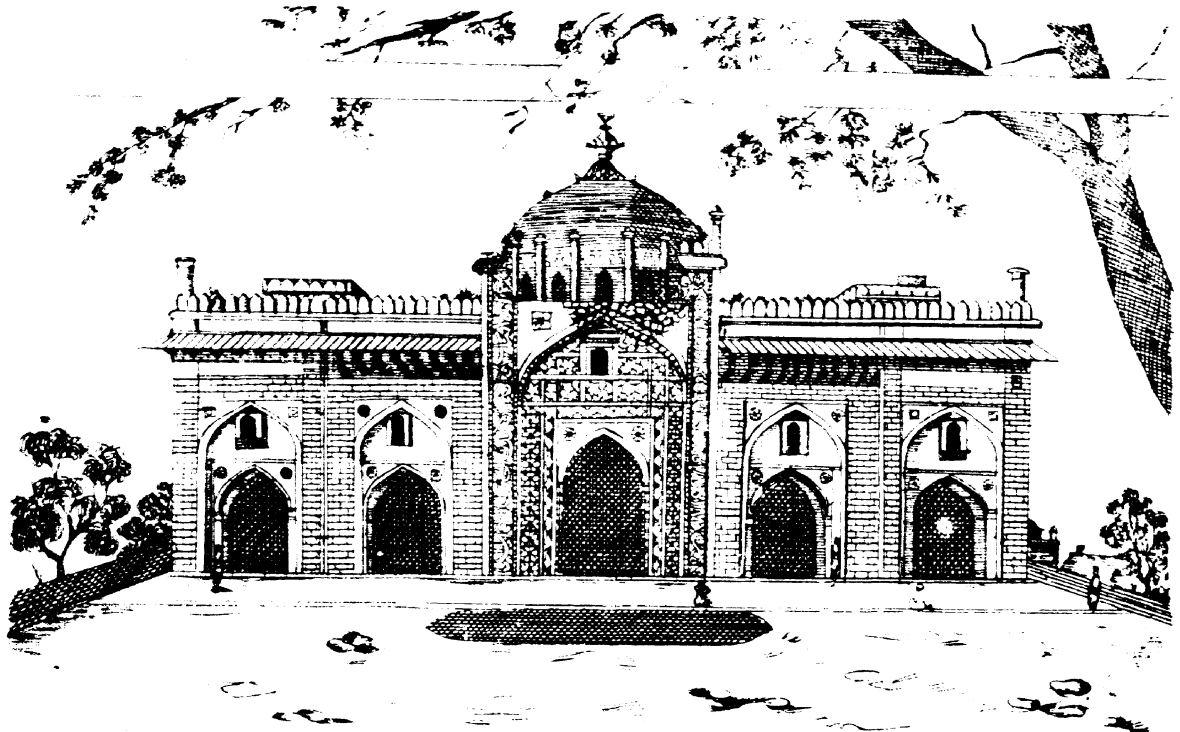

نقشهٔ مسجد قلعهٔ کهنه

نقشه شیر منزل

گنبد اب تک موجود ہی اور ادھر اور ادھر گنبد کے دو چھتریان تھین کہ اب ٹوٹ گئین ہین اس مسجد کو اکبرنامے مین جامع مسجد کر کر لکھا ہی شاید ہمایون کے وقت مین یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہی الا مسجد کی آگے پیش طاق کے دائین بائین طاقون مین چند شعر کندہ ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۳

شیر منڈل

اسی پرانے قلعہ مین شیر شاہ نے ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے مسجد کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اوسکا نام رکھا کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہی یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ مین ایک کمرہ بنایا ہی اور چارون طرف بہت پتلی غلام گردش ہی اور دیوارین سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہی اور تیسرے درجے پر ایک برجی بنائی ہی بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوئے تو اس مکان مین کتب خانہ رکھا تھا ۹۶۳ ہجری مطابق ۱۵۵۵ عیسوی شام کے وقت ہمایون بادشاہ اس کتب خانے مین آئے اور اوسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے اوسکو دیکھنا چاہا جب وہان سے اوترنے لگے تو زینے پر سے کہ نہایت پیچدار ہی پانون پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی مین بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے اکبرنامہ

اپنی تاریخ مین اس عمارت کو ہمایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہی یہ صحیح نہین ہی۔

مسجد و مقبرہ خیرپور

اسمین تو کچھ شک نہین کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانون کے وقت کی ہی اور تخمیناً سنہ ۹۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب قریب زمانہ شیرشاہ کے بنی ہوئی ہی اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہین ہوا لیکن اسمین کچھ شک نہین رہا کہ پٹھانون کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گانون آباد ہی یہ مقبرہ ہی اور اوسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہی اگرچہ یہ مسجد چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی مگر اسکے خوش قطع ہونے مین کلام نہین اس مسجد مین چونے کاری کی بہت تحفہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور پیشانی مین چونے کاری سے آیات قرآنی کھدی ہوئین ہین ایسی خوش قطع مسجد پٹھانون کے وقت کی بہت کم دیکھنے مین آئی ہی۔

کھاری باؤلی

پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت مین سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۵ عیسوی کے ایک کنوان بنایا تھا چھ برس بعد یعنی سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اوس کنوئین کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر مین آگئی اب یہان بہت لوگون نے مکان

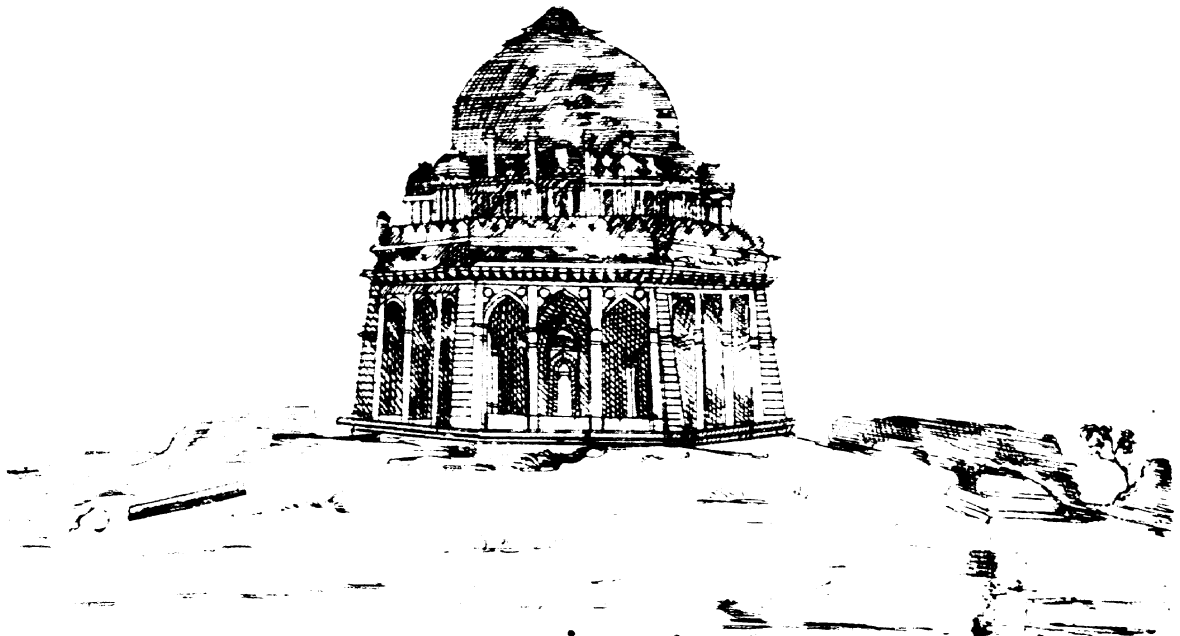

نقشۂ مقبرۂ خیرپور

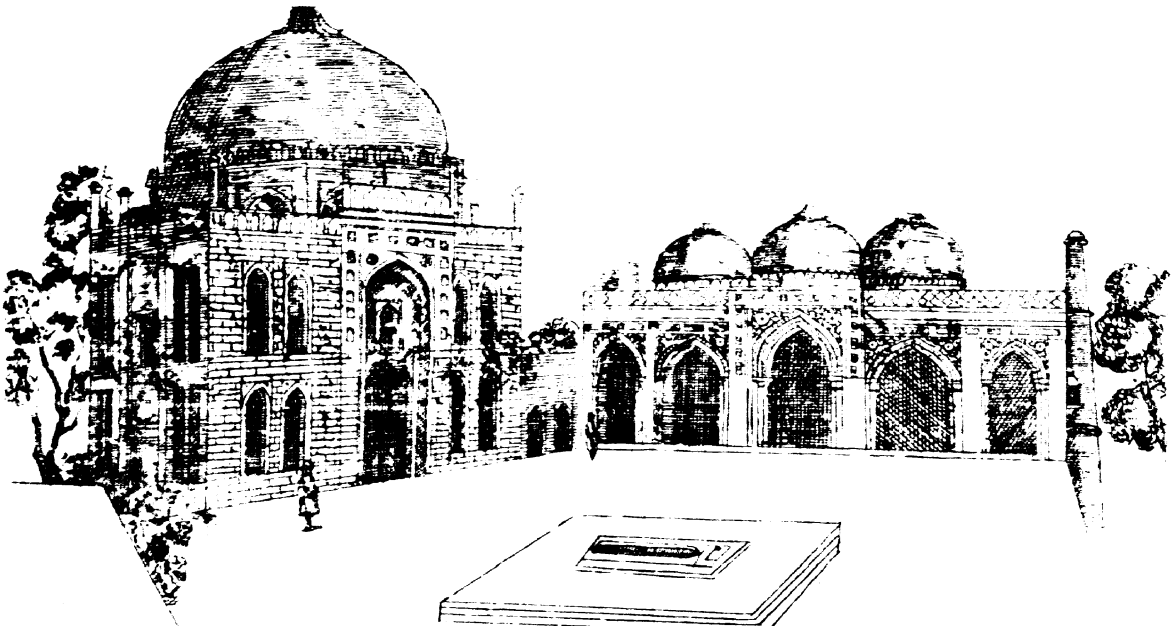

نقشہ مسجد و مقبرہ

نقشہ مقبرہ عیسیٰ خان

بقیہ مسجد عیسیٰ خان

بنا لیے ہین اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہی اور یہ کتبے اس باؤلی کے ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۱

مقبرۂ عیسی خان

عرب سرائے کے پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اوس کوٹلے مین یہ مقبرہ ہی اس مقبرے کو عیسی خان نے جو اسلام کے عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہی پٹھانون کے وقت کی عمارتون مین یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی بیچ مین برج ہی اور چارون طرف غلام گردش سنگ خارا اور چونے سے بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرے مین گنوار بستے ہین اوس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۵

مسجد عیسی خان

یہ مسجد عیسی خان کے مقبرے کے پاس ہی اور اس مسجد کو بھی عیسی خان نے ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین مقبرے کے ساتھ بنایا ہی یہ مسجد نرے چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہی اس مسجد کے تین درجے ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہی صرف مٹی کا اس درجے کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی سلیم شاہ کے وقت مین اوس پہ درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے سنہ ۱۰۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی فرخ سیر نے اوسکے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکی پیشانی پر تاریخ لگائی جسکا مادۂ تاریخ۔ بیت ربی مستجاب ہی۔

عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہی اور اس سرا کو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے سنہ ۶ جلوس اکبری مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری موافق سنہ ۱۵۶۰ عیسوی کے بنایا ہی اس سرا مین تین سو عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب سرا کے نام سے مشہور ہی اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہی الا قدیم دروازہ جو بہت خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہی اب بھی موجود ہی۔

خیر المنازل

یہ مدرسہ ہی ماہم بیگم کا جنھون نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پرانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت بالکل چونے اور پتھر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہی مسجد کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳

بھول بھلیان

قطب صاحب کے نواح مین لاٹھ کے قریب ادہم خان ماہم انکہ کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے

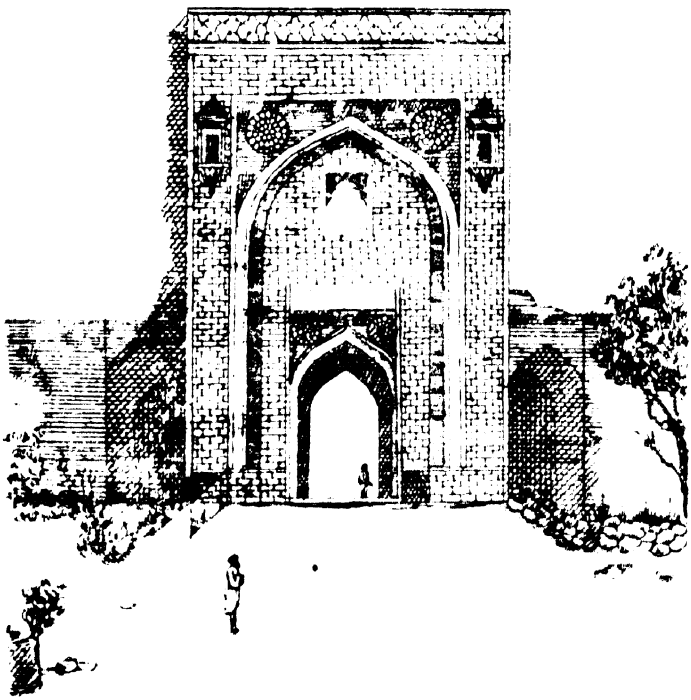

دروازۂ عرب سرا

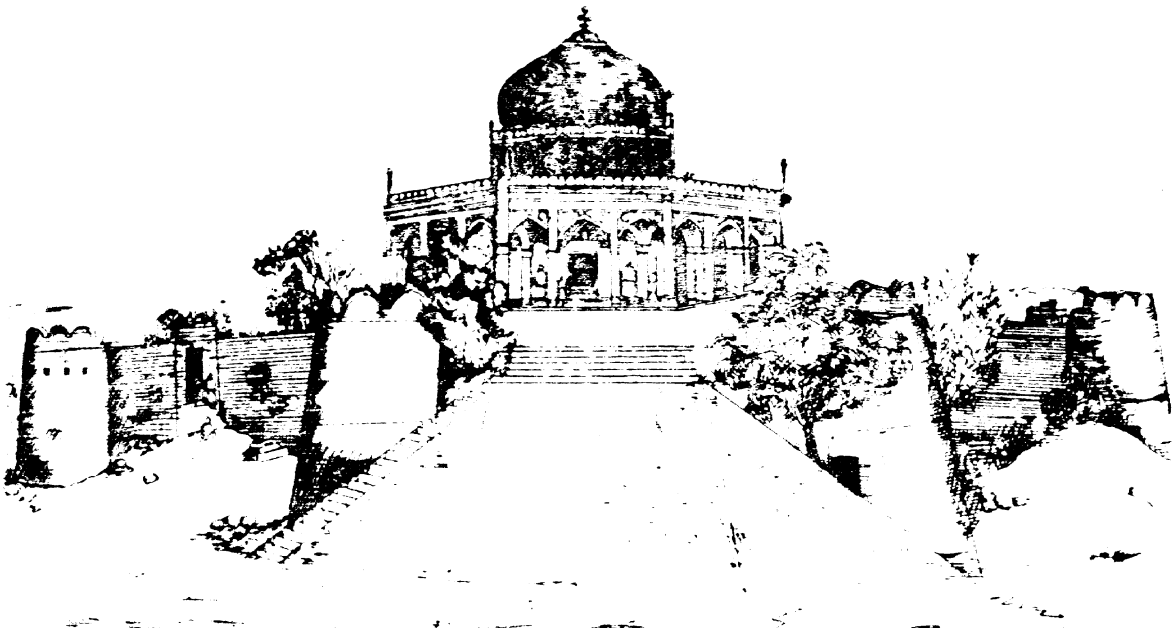

نقشہ مقبرہ ادہم خان عرف بہول جلیان

بقیہ مقبرہ جہانگیر

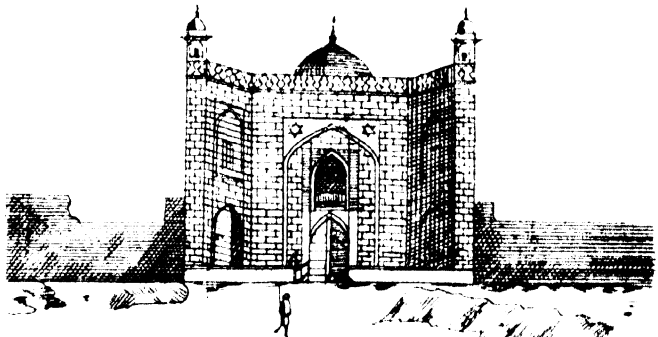

دروازہ غربی

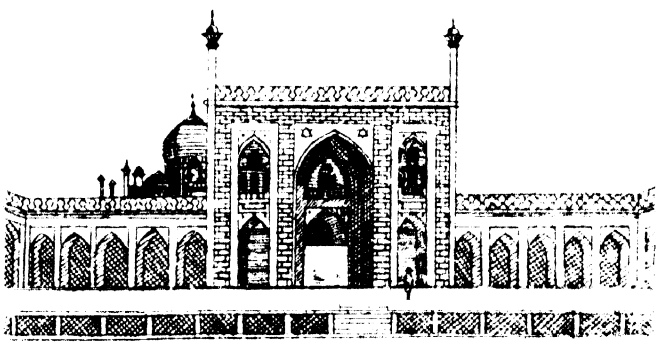

دروازۂ جنوبی

کوکہ کا یہ مقبرہ ہی سنہ جلوس اکبری موافق سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے
ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتکہ کو مارڈالا اوسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو
قلعہ پر سے گراکر مارڈالا ماہم اکہ بھی اوسی زمانے مین مرگئی اور دونون لاشین اکبرآباد
سے یہان لاکر دفن کین اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنایہ مقبرہ نرا چونے آخر الامر
اور پتھر کا ہی اسکی ایک دیوار مین زینہ بنایا ہی اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی
ہی کہ اوسکے گرد پھر آسکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہی کہ
آدمی یہ خیال کرتا ہی کہ جس راستے کو مین جاتا ہون اسی راستے سے نیچے اترونگا
حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہی اور پھر جب نیچے اوترنے کا
ارادہ کرتا ہی تو بسبب اسکے کہ نیچے اوترنے کا راستہ ایک کونے مین نظر سے
پوشیدہ ہی اوسی راستے پر آن پڑتا ہی اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہی اور اسی سبب سے
بھول بھلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہوگیا ہی۔

مقبرۂ ہمایون

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کیطرف معزالدین کیقباد کی
گیلوکھڑی مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرے کی
عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے
ملاکر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اوس کے آگے

دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہی اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھریون پر
شرف لیجاتا ہی برج اسکا نرا سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک
موتی ہی قطع اسکی ایسی خوبصورت ہی کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
ہی چوڑان چکلان اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہی باوصف اسقدر بڑائی
کے بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت
دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی زمانے مین یہ باغ
بھی بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جابجا حوض بنے ہوئے
تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چہچہاتین
تھین مگر اب سب ویران ہوگیا وہ سرو جو قدیار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول
جو لب دلبرون پر ہنستے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہوگئے
فوارے چپ ہورہے کنوئین اندھے ہوگئے آبشارون کا نام نرہا کہین کہین
ٹوٹا پھوٹا ان باتون کا نشان پایا جاتا ہی ۹۷۳ھ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے
نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے ۱۴ جلوس اکبری مین اس مقبرے کے
بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے مین پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوکر تیار
ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہی۔

مراۃ الخیال

نیلی چھتری یا مقبرۂ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونھون نے

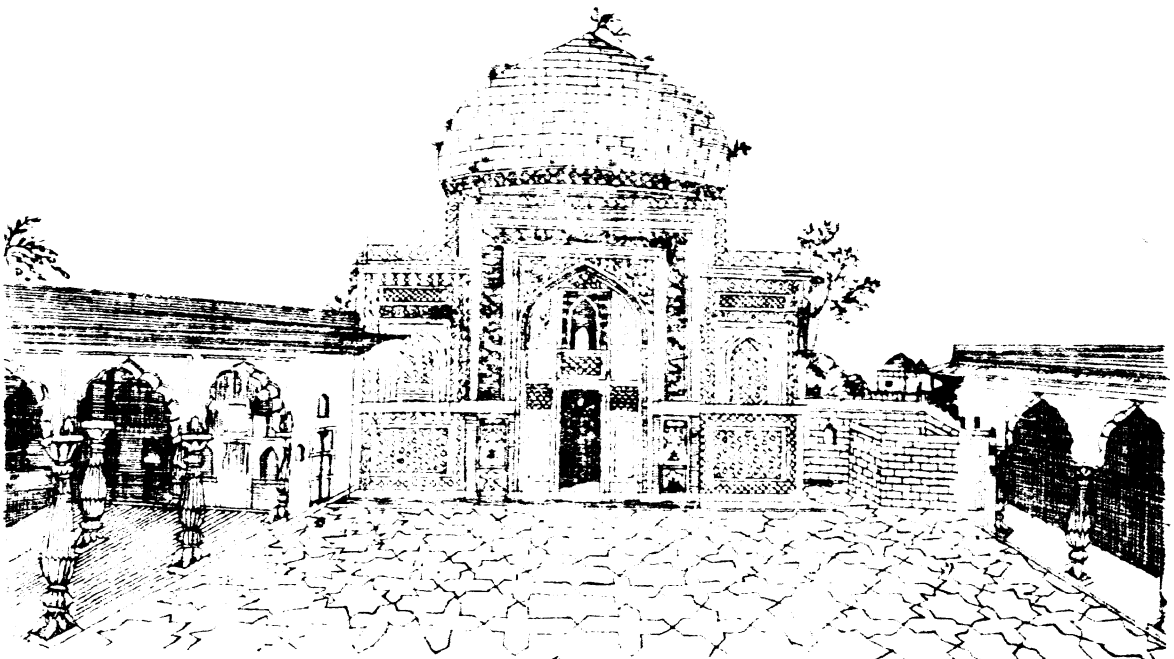

نقشہ مقبرۂ تگہ خان

سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا برج چینی کاریکا نیلہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کرکر مشہور ہی اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی برج بھی گر پڑا ہی مقبرے کی نمایش بھی خراب ہوگئی ہی۔

مقبرۂ تکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبری اُمرا کے خاوند تھے سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے ادہم خان نے اونکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے اوسکے بدلے ادہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بزیادتی ایک کے اسکی تاریخ ہی اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہی۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہی قطعہ

خان اعظم سپاہ اعظم خان — کہ چو او کس درین زمانہ ندید
بشہادت رسید ماہ صیام — شربت موت روزہ دار چشید
کاش سال دگر شہید شدے — کہ شدی سال فوت خان شہید

غرضکہ انکے مارے جانے کے بعد انکی لاش دلی مین لائے اور حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس دفن کیا سنہ ۹۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۶ عیسوی کے کوکلتاش خان انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہین دروازے کی پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد سے تھوڑی دور فراش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہی
حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہی سنہ ۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶
عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی
بن گئی اور بہت قبرین ہوگئین آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہی کہ اوسمین
طاق طاق بنے ہوئے ہین اوسمین چراغان روشن ہوتے ہین۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہی
اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام [1] اخبار الاخیار
پر جو یارانی چبوترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرہانے لوح پر تاریخ انتقال
کندہ ہی جسکا پہلا مادہ۔ عدیم المثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہی سنہ ۹۷۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۸۶ عیسوی سید مہدی نے صرف مجرہ بنا کر یہ عمارت جواب موجود ہی
سنہ ۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر
کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر [2] دیکھو کتبہ نمبر ۳۰
برس کی سترھوین شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار
مین بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہی۔

جیل خانہ یا سرائے فرید خان

درحقیقت یہ سرائے ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بہ مرتضی خان کی بنائی ہوئی

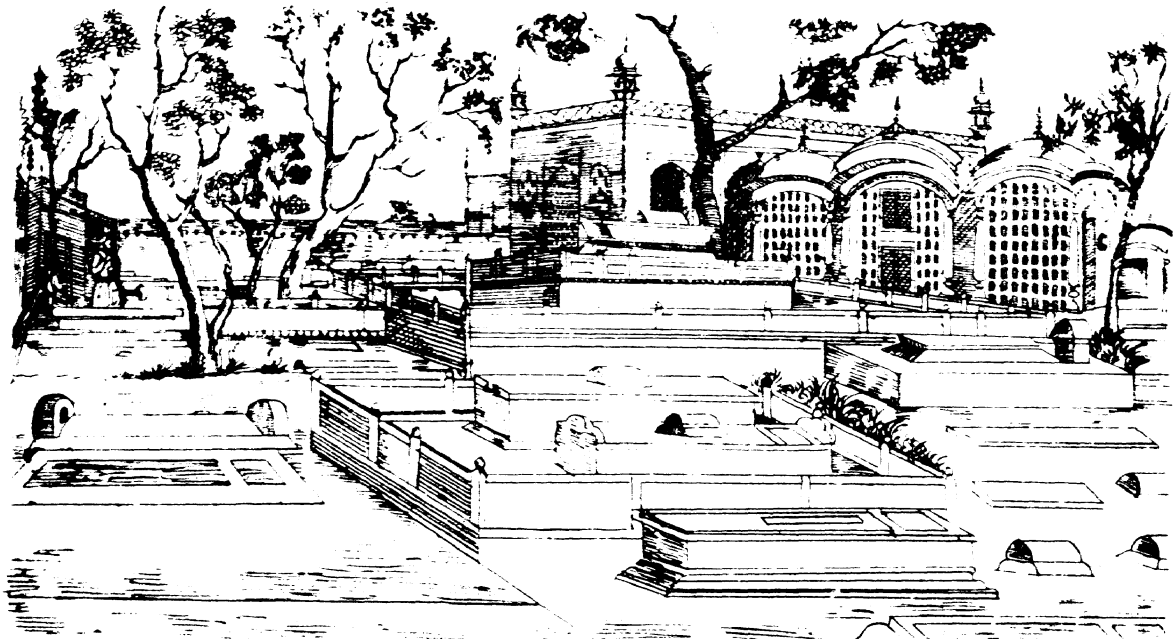

نقشهٔ درگاه حضرت خواجه باقی بالله

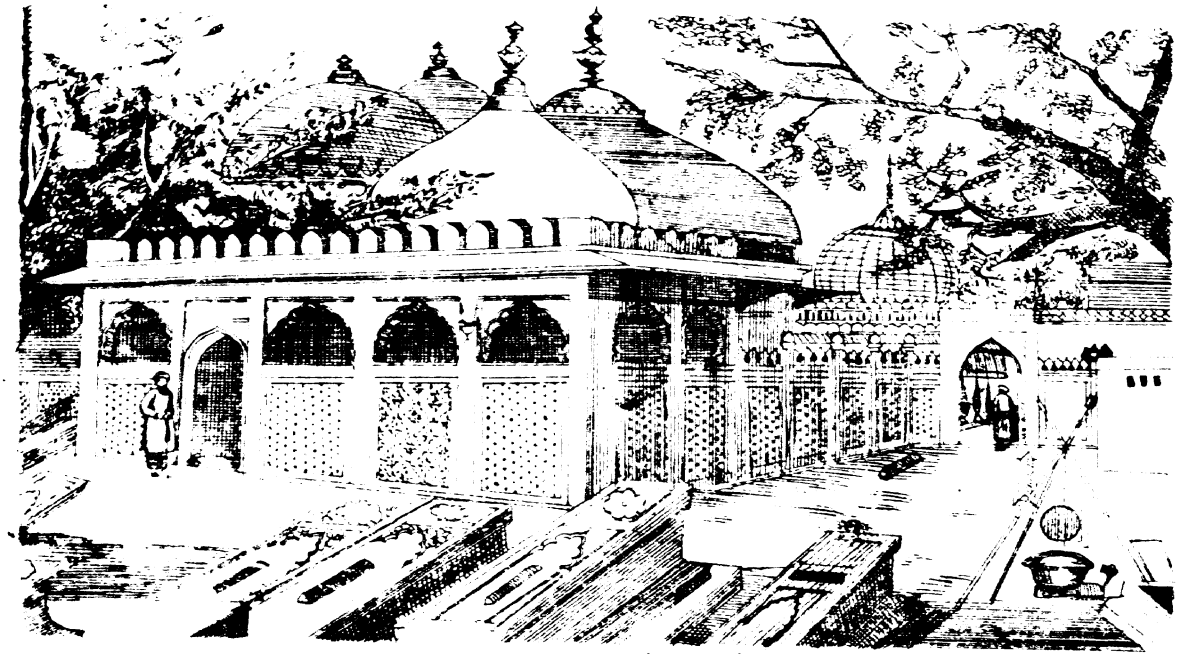

نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو

صورة رقم ٥٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ | اللہ | مہر بانو قدیمی جہانگیر شاہ

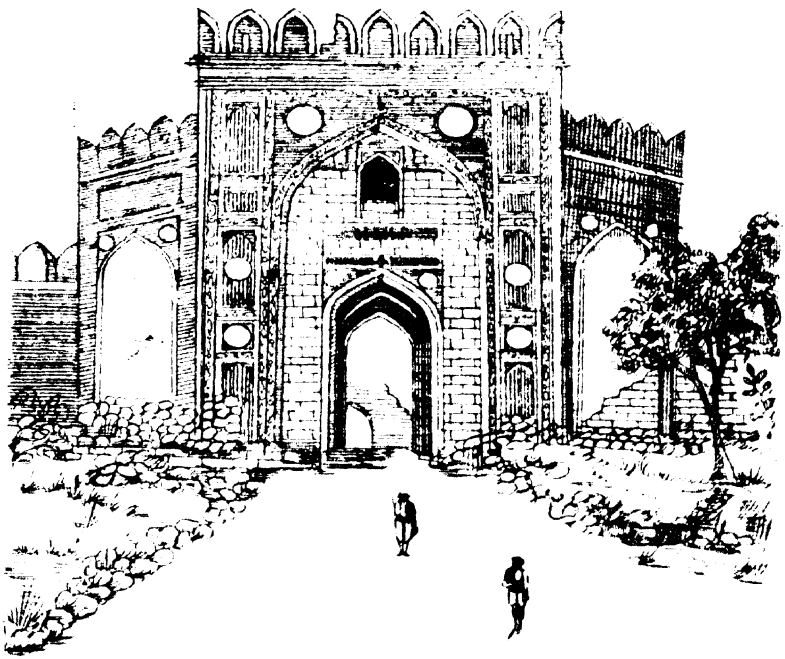

دروازۂ منڈی

تخمیناً ۱۰۱۸ سنہ ہجری مطابق ۱۶۰۸ سنہ عیسوی کے اونھون نے یہ سرا بنائی تھی جب پُرانی دلی ویران ہوگئی یہ سرا بھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت کی اور اوسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہی اور اور اوسکے اوپر بھی مکانات ہین کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین بفراغت رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کانجی حوض اور پاگل خانے کے بن گئے ہین۔

بارہ پلہ

یہ پُل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پُل اسطرف نہین ہی اس پُل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد مین ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے مہربان آغا عرف آغامان المخاطب بہ آغائے آغایان خواجہ سرا نے بنایا ہی یہ آغا اکبری اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہین اور یہ پُل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چونے سے بنا ہوا ہی اوسکے سر پر ایک پتھر پر چند شعر پُل بننے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف مین کندہ ہین۔

تزک جہانگیری

دیکھو کتبہ نمبر ۲

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانے مین کہ اوسنے بارہ پلہ بنایا یعنی ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے اوسی زمانے مین منڈی

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہی اور اوسپر بانی کا نام کھدا ہوا ہی
منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑھیون دار اب تک
موجود ہی اور بائین کے نام سے مشہور ہی اس قسم کے کنوئین مالوے کیطرف بہت
ہین مگر اسطرف ایسا کنوان عجائبات سے ہی۔

کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد مین بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریاے اٹک تک
سڑک بنوا کر دو طرفہ درخت لگائے تھے سنہ ۱۴ جلوسی مطابق سنہ ۲۸ ہجری موافق سنہ ۱۶
عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوا دیا
جاوے اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہ منارہ چونے اور پتھر کے بہت مستحکم اور بلند
ابتک بنے ہوئے موجود ہین اکثر منارون مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے لیے پتھر
لگانے کو خانہ چھوڑا ہی مگر کسی مین پتھر لگا ہوا نہین ہی۔

توزک جہانگیری

پل سلیم گڈھ

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڈھ بنایا تھا تو اوسوقت دریا اسکے
نیچے بہتا تھا اور جنوب کیطرف پانی نہ تھا اور اوسی طرف کے دروازے سے اس
قلعہ مین جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کے کنارے پر تھا شاید
ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکر سے جنوب کیطرف کا کرار دریا کا کٹ گیا اور اس
قلعہ کے چارون طرف پانی ہوگیا اور قلعہ مین جانے کا راستہ نرہا تب

نقشہ برج نیلہ

نورالدین جہانگیر بادشاہ نے سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۳۱ ہجری موافق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی کے اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ دو حوضے اور پتھر کا پُل بنوایا ہی کہ وہ پُل اب تک موجود ہی اور اوسپر دو کتبے بھی لکھے ہوئے ہین جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ مین ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

دیکھو کتبہ نمبر ۴۰ و ۴۱

مقبرہ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے عہد مین مرتضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہین صرف دالان باقی رہ گیا ہی سنہ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۳۳ ہجری موافق سنہ ۱۶۲۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی قبر پر کندہ ہی اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہ مقبرہ ہی ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہی سنہ ۱۰۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۳ عیسوی کے جبکہ مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو خانخانان کے بڑے عزیز چیلون مین سے تھا پیغام سازش کا بھیجا اوسنے

نانا اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقون کے ساتھ لڑکر مارا گیا غالب ہی کہ جب خانخانان سنہ ۲۰ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۳۴ ہجری موافق سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے چھوٹا جب اوسنے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی برج اس مقبرے کا بالکل نیلے رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہی۔

آثر الامرا
تزک جہانگیری

چونسٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کوکلتاش خان بیٹے خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ سنہ ۱۰۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے احمد آباد گجرات مین جہانگیر کے عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہ مقبرہ اونکی قبر پر بنایا یہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا سر سے پانون تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین اسکی محرابون کا لداؤ اور ستونون کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی۔

مقبرۂ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان کا ہی سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بہتر برس کی عمر مین انکا انتقال ہو اور اسی مقبرے مین دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکے تاریخ ہی یہ مقبرہ بھی

آثر الامرا

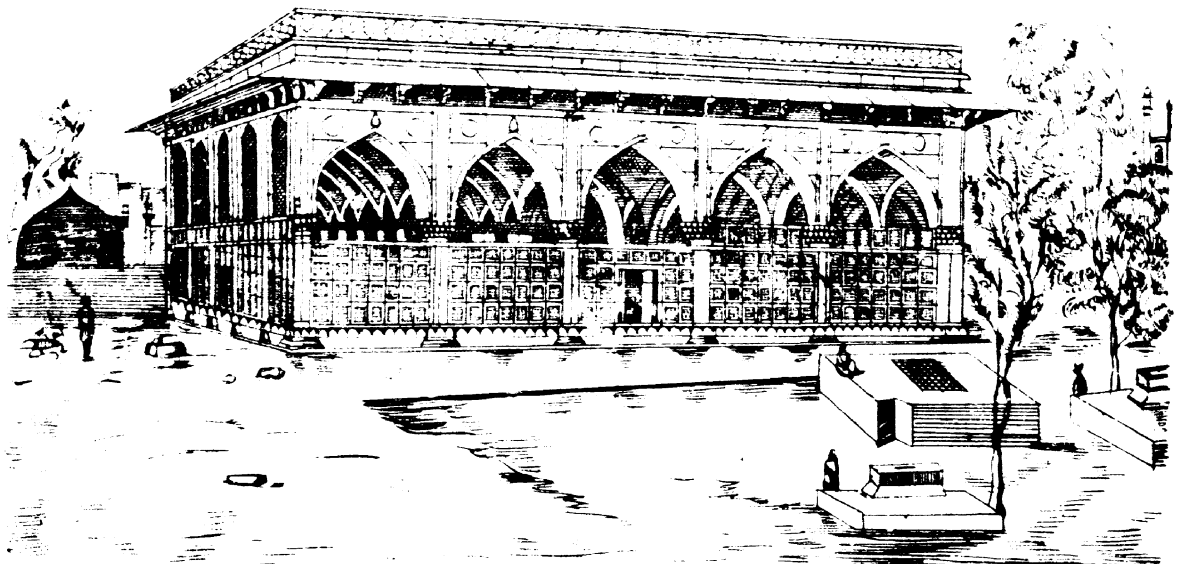

نقشۂ چونسٹھ کھنبہ

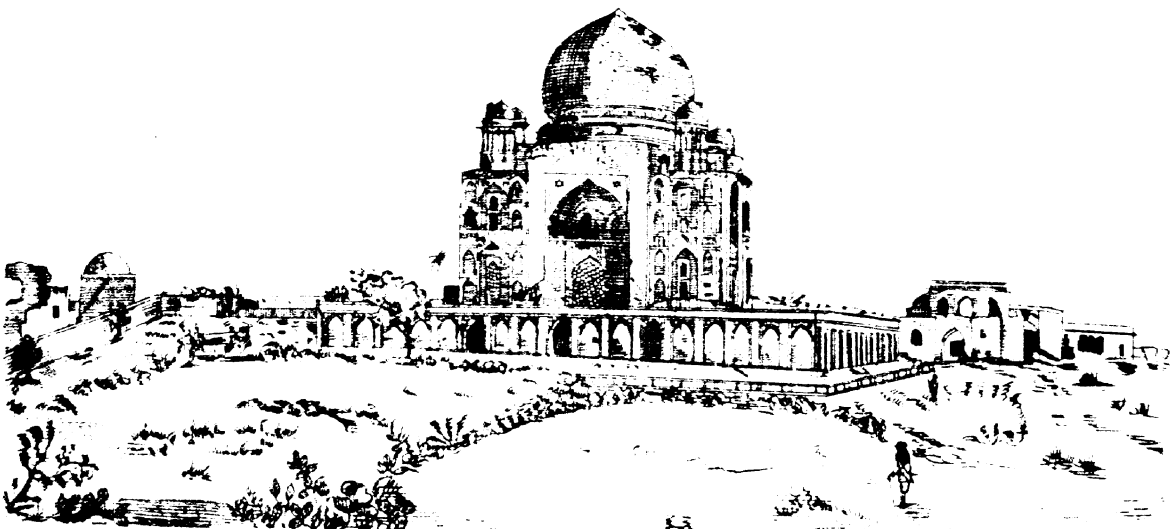

نقشہ مقبرۂ خانخانان

نقشه دیوان سلطنتی

کسی زمانے مین بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا سنگ مرمر کی پچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد مین اس مقبرے کا تمام پتھر اوکھڑ کر بیچا افسوس ہی کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہوگئی اب یہ مقبرہ نرا چونے کا بھنڈ اور بالکل لنڈ منڈ رہ گیا ہی یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین انکو سنسکرت مین بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

مقبرۂ سید عابد

سید عابد نواب خانجہان کے رفیقون مین سے تھے کسی لڑائی مین مارے گئے جب یہ مقبرہ تخمیناً ۱۰۳۶ ہجری مطابق ۱۶۲۶ عیسوی کے بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور ہی اوسیکے پاس یہ مقبرہ ہی ساخت اسکی بالکل چونے اور اینٹ کی ہی اور کہین کہین چینی کاری کا بھی کام ہی یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہی اسکے صحن مین حوض تھا چار دن طرف نہرین تھین مگر اب خراب ہوگئین ہین دروازہ بھی اسکا خوش قطع بنا ہوا ہی اور اوسپر ایک سہ دری معقول ہی۔

خاص محل

پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا ۱۰۴۲ ہجری مطابق ۱۶۳۲ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جنکا خاص محل خطاب تھا یہ محل بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہی دروازہ باقی ہی۔

مقبرۂ شیخ عبدالحق محدث

حوض شمسی کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہی جو اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی عالمون مین سے ہین ۱۰۵۲ھ ہجری مطابق ۱۶۴۲ عیسوی کے انکا انتقال ہوا اور اوسی زمانے مین یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پر انکا سارا حال لکھ رکھا ہی یہ مقبرہ نرے چونے پتھر کا ہی مگر تالاب کے کنارے پر واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہی۔

مسجد جہان نما یا مسجد جامع

شاہجہان بادشاہ کا مسجد بنانا

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلی ازرک شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ گئی ہی اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہی کہ لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہی آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کرسکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روے زمین پر نہین سر سے پائون تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہی اور اندر سے اجارے تک سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنی ہوئی ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال ۱۰۶۰ھ ہجری

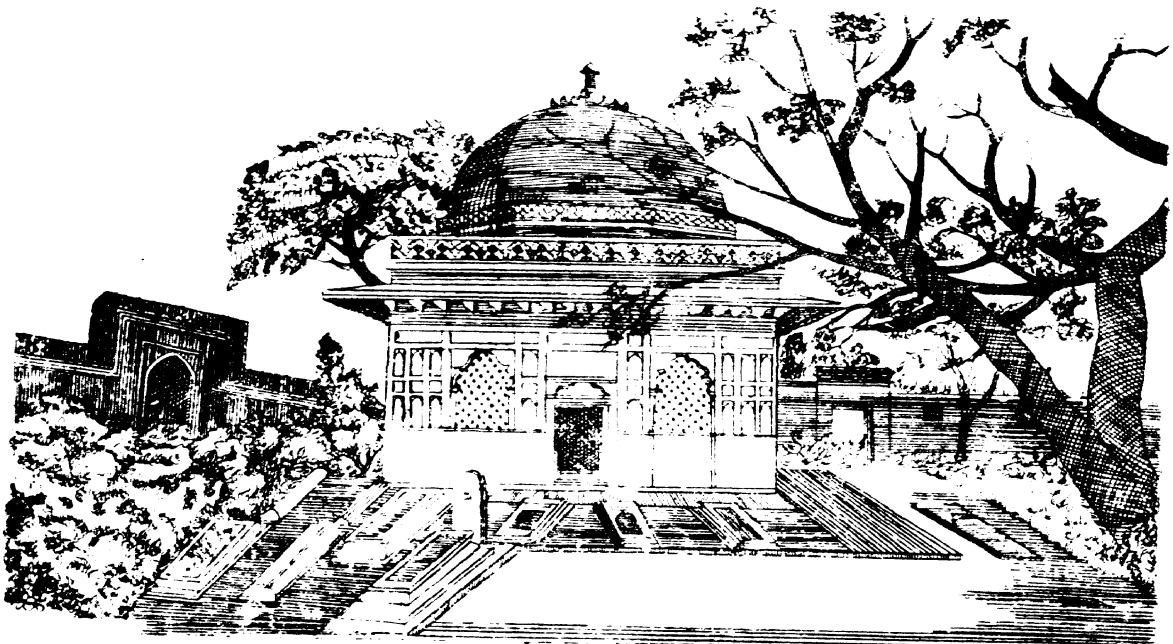

نقشہ درگاہ حضرت شیخ عبدالحق

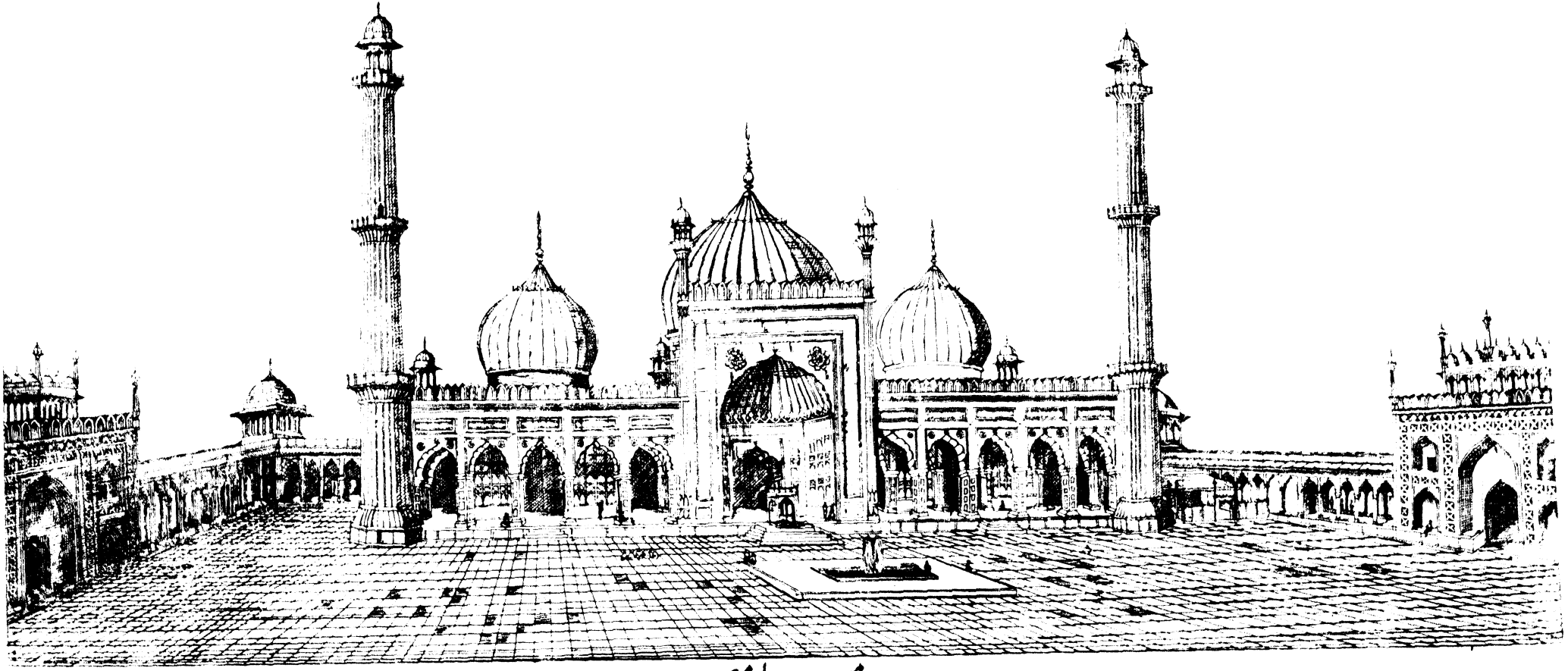

مسجد جامع

موافق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مطابق سال بست وچہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد بہتمام
سعداللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانسامان کے پڑنی شروع ہوئی
اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس
اہتمام کے چھ برس مین دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس
مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوّے گز کی طول اور بیس گز کے
عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کی طرف گیارہ درایک درتو
بہت بلند ہی اور پانچ پانچ دراوھر اوھر ہین بڑے درتو یا ہادی بطور طغرا
اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف
سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی ان درون کے دونون طرف
مینار ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمین زینے بنے ہوئے
ہین کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہین مینارون کے اوپر
پارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دل ربا بنی ہوئین ہین
ان مینارون پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت
سیر دکھائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا ہی اور درختون کی
رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہی شمالی منارہ
بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اوس عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام
سنگ سرخ کا ہی جابجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری

دیکھو کتبہ نمبر ۱

مطابق سنہ ۱۶۱۷ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین اس مینار کو بنوادیا
اور فرش بھی درست کروادیا کثرت نمازیون کی باشاءاللہ اس مسجد مین مور و ملخ
سے زیادہ ہوتی ہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی
اسو اسطے شاہزادۂ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۰۴۵
ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۹ عیسوی کے بڑے در کے بیچ مین ایک مکبر سنگ باسی کا
بہت خوشنما بنوادیا ہی کہ مکبرہ اوس مکبر پر کھڑے ہوکر آواز اللہ اکبر و ربنا لک الحمد
سب کے کان کا آویزہ کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی اور
اوسمین سنگ موسی کی پچیکاری سے مصلے بنادیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر
کا ہی اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین جانب شمال کے دالان مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے رکھے ہین اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہی
ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچون بیچ مین حوض ہی
فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نراسنگ مرمر
کا اور اوسکے بیچ مین فوارہ لگا ہوا ہی اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو
چھوٹا کرتا ہی اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
نے سنہ ۱۱۰۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۶۶ عیسوی مین یہ بات بیان کر کر کہ مین نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا ہی

نقشہ دروازہ جنوبی مسجد جامع

ایک چھوٹا سا کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہی اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوانہاے
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجرہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے
ہوئے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اوس سے
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہوگئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے
دائرۂ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہی اس مسجد کے تین دروازے بہت
عالی ہین تینون دروازون مین برنجی کواڑ چڑھے ہوئے ہین۔

دروازۂ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہی
دروازے پر رہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہین اس دروازے کی تینتیس سیڑھیان
ہین ان سیڑھیون پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہی اور بساطی اپنی اپنی دوکانین
لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودے والا اپنی دوکان
لگاتا ہی اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے
ہین کہ اوسکی بو پر عاشق برشتۂ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے
جانور اور اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز
مین انٹے لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک
کھاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین۔

نقشہ دروازہ شرقی مسجد جامع

نقشہ عقب مسجد جامع

اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایک طرف گھوڑے والے گھوڑے لیے کھڑے ہین خریدار جوق جوق پھرتے ہین اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین۔

دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرقی دونون کونون کی طرف دو حوض بڑے بڑے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہوگئے ہین اور اون پر مکانات بن گئے ہین اور غربی دونون کونون مین سے شمال کیطرف دار الشفا تھی اور بادشاہ کیطرف سے حکیم مقرر تھے اور بیمارون کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہین رہا بادشاہزادون نے اسپر مکان لیے ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف دار البقا یعنی مدرسہ ہی یہ مدرسہ بھی بالکل ویران ہوگیا تھا اور اکثر مکان گر پڑے تھے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہی اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہی اور بہت مستعد مستعد طالب علم بسائے ہین یہ دونون مکان بھی شاہجہانی ہین اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً ۱۰۶۰ھ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی مین بننے شروع ہوئے۔

بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہ باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہی اس باغ کو ملکہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۶۰ھ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی کے بنایا تھا

مرآت الاخبار

کسی زمانے مین یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جابجا
نہرین جاری تھین مگر اب بہت خراب ہوگیا ہی طول اس باغ کا نوسو ستر
گز کا ہی اور عرض دوسو چالیس گز کا۔

مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد مین اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھکر یہ مسجد ہی
نواب فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہ مسجد بھی ۱۰۶۵ھ ہجری مطابق
۱۶۵۵ عیسوی کے بنی ہی طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض بائیس
گز کا اور سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی ہی گنبد کے دونون طرف تین تین در
کے ایوان در ایوان ہین فرش سنگ مرمر کا ہی دونون کونون پر دو مینار ہین
پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہین اسکے آگے ایک
چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا اور پینتیس گز کا چوڑا اوس چبوترے
کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہی سولہ گز سے چودہ گز کا اور اوسکے آگے
صحن ہی سو گز سے سو گز کا صحن کے گرداگرد چھتر حجرے طالب علمون کے
رہنے کے لیے بنے ہوئے ہین۔

مسجد اکبرآبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار مین یہ مسجد واقع ہی نواب اعزاز النسا بیگم عرف
اکبرآبادی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۶۵ھ ہجری مطابق ۱۶۵۵ عیسوی کے

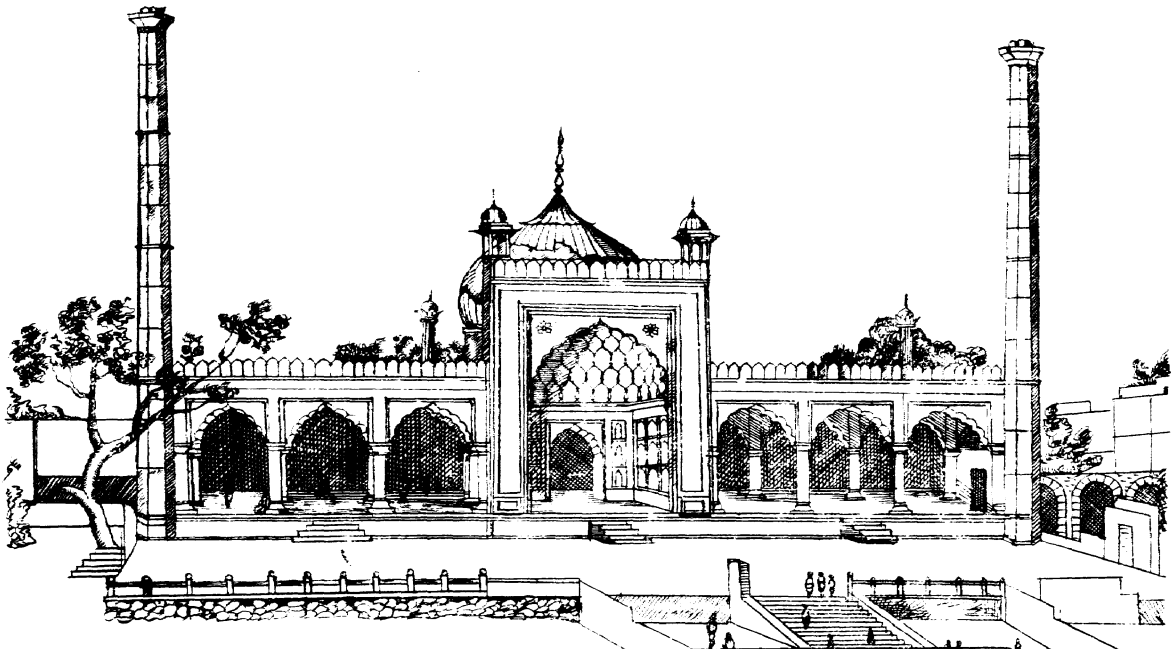

نقشهٔ مسجد فتحپوری

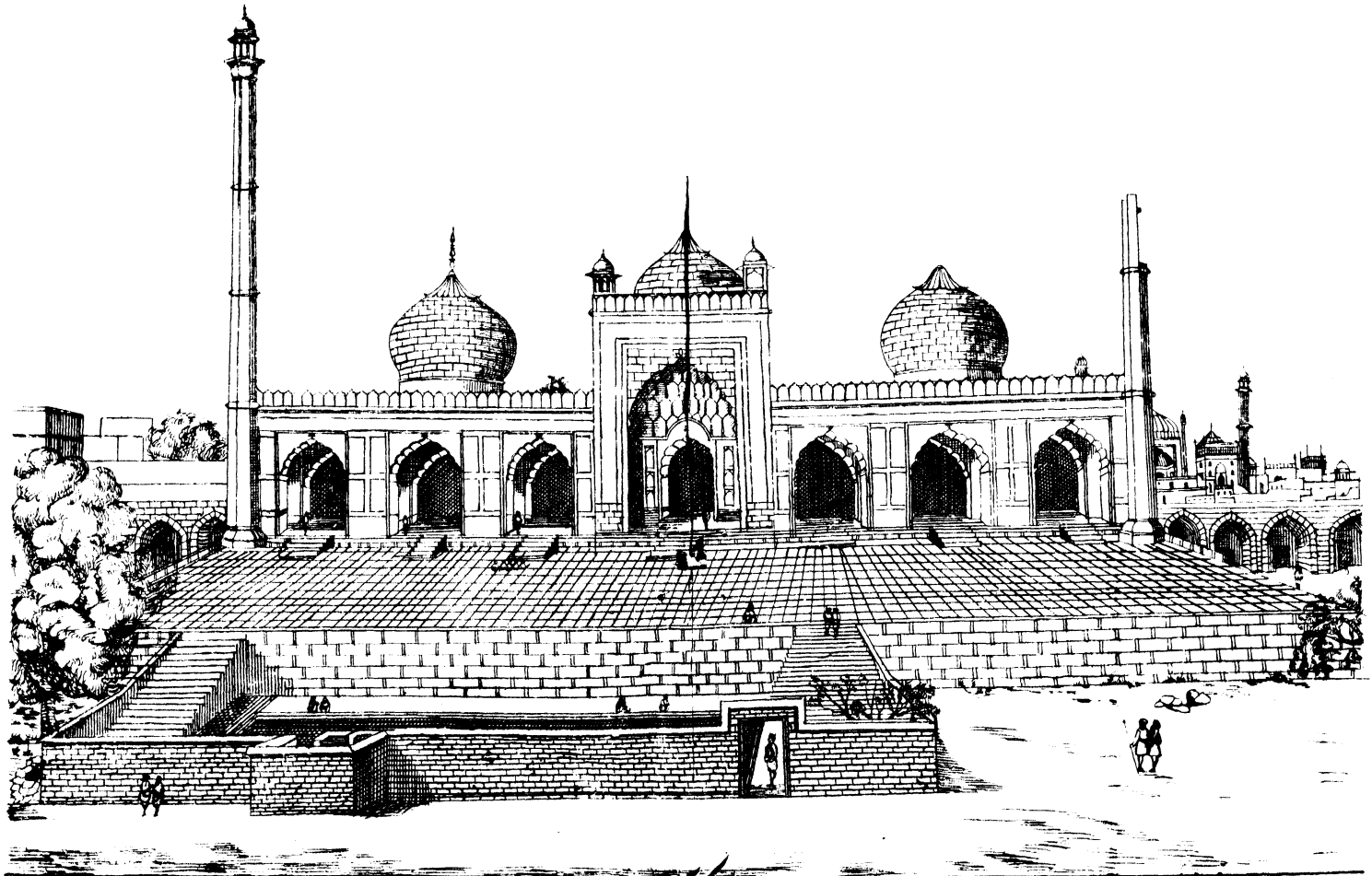

مسجد اکبرآبادی

مرآت آفتاب نما ۱

یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات درہین مسجد کی عمارت ترسیٹھ گز لنبی اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا پیش طاق نرا سنگ مرمر کا نہایت پرچین کار ہی اوسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا کٹہرے دار ترسیٹھ گز کا لنبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑھے تین گز کا اونچا اوسکے آگے سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن ایک سو چون گز لنبا اور ایک سو چار گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علمون کے رہنے کے لیے حجرے بنے ہوئے ہین مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۳

مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہی اگرچہ صحن مسجد کا اکثر خندق کے ملمے مین آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہی اس مسجد کو سرہندی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھین ۱۰۶۰ھ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانون تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر جگہ سے بسبب کہنہ ہونے کے شکستہ ہوگئی ہی۔

باغ شالہ مار

مرآت آفتاب نما ۳

یہ باغ ہی لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۰۶۴ ہجری مطابق ۱۶۵۳ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ مین بہت خوبصورتی

سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہین اور عجب عجب طرح کے درخت اس باغ مین تھے اب بھی تین چار درخت انبہ کے ایسے باقی ہین کہ اوس ضائقہ کا انبہ اور کہین نہین ہی یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہی یعنی خانۂ عیش وعشرت کیونکہ ہندی زبان مین شالہ کے معنی کھڑکی ہین اور مار کے معنی عیش اور خوشی کے۔ توزک جہانگیری

باغ روشن آرا

یہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہی اور تیرھوین سال جلوس عالمگیر مین انکا انتقال ہوا اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ تخمیناً ۱۰۶۴ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۳ سنہ عیسوی کے یعنی اوس زمانے مین جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کر سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا بنا ہی یہ باغ بھی بہت خوب ہی اسکے بیچ مین مقبرہ ہی اور نہرین ہین اور نہر کے پانی سے بھری جاتی ہین اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہی۔ مرآۃ الاقبال

باغ سرہندی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے مین بہت آراستہ ہوگا مگر اب بالکل خراب ہی کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہین

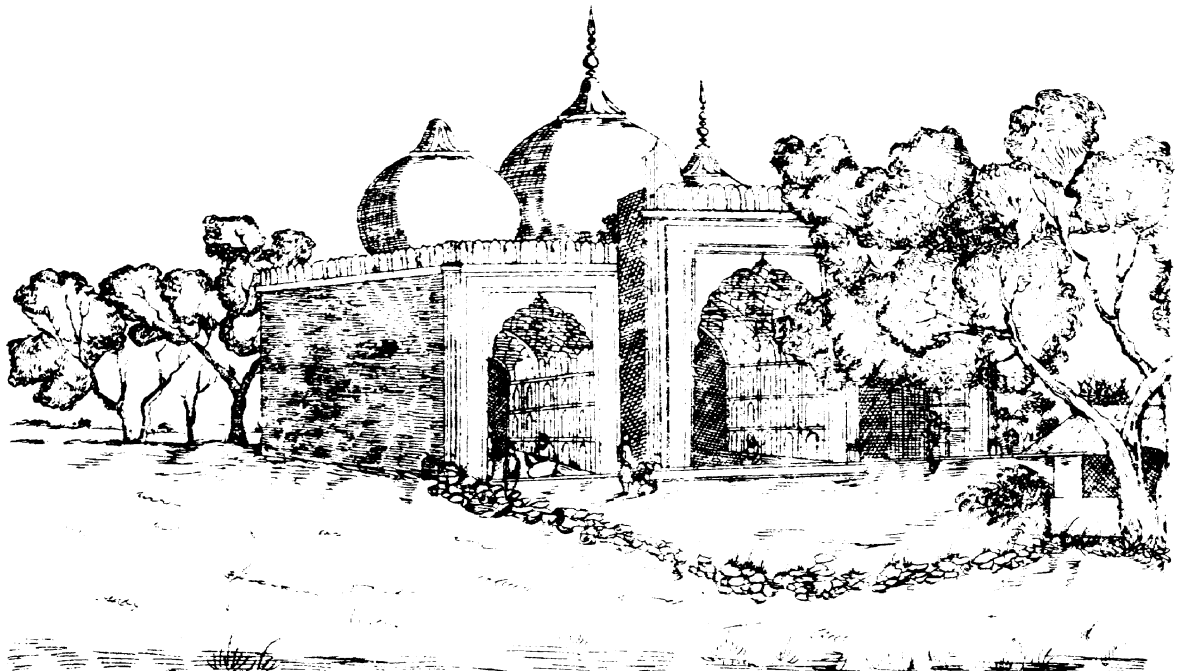

نقشهٔ مسجد سرهندی

نقشه نمونه مسجد

اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ مین ہی۔

موتی مسجد

تاثر عالمگیری

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سنہ ۲ جلوسی مطابق ۱۰۶۸ ہجری موافق ۱۶۵۹ عیسوی کے قلعۂ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہ مسجد سر سے پانؤن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اوسپر منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چھوٹا بھادون مین سے اس حوض مین پانی آتا ہی اور ابل کر ہر وقت بہتا ہی اس مسجد کے جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہی واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے اوسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوس کے گرد

مرآت آفتاب نما

آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپئے خرچ ہوئے ہین۔

مجر جہان آرا بیگم

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجہر ہی نر اسنگ مرمر کا چارون طرف سنگ مرمر کی جالیان ہین اس مجہر کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۹۲ھ ہجری مطابق ۱۶۸۱ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اوسی سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہی کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تین کرور روپیہ کا اسباب جو ہی وہ سب یہان کے خادمون کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کرور روپیہ کا اسباب دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ مین وصیت نہین ہوتی اس مجہر مین جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک پتھر پر کھدوا کر لگا دی ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۱

مقبرہ سرنالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہی اس مقبرے کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور اور بھی اکثر جگہ سنگ سرخ لگا ہوا ہی کچھ نہین معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے معلوم ہوتا ہی کہ سترھوین صدی سے بھی وریکا ہی یعنی تخمیناً ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی سے ہی وریکا بنا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان آباد آثار آفتاب نما

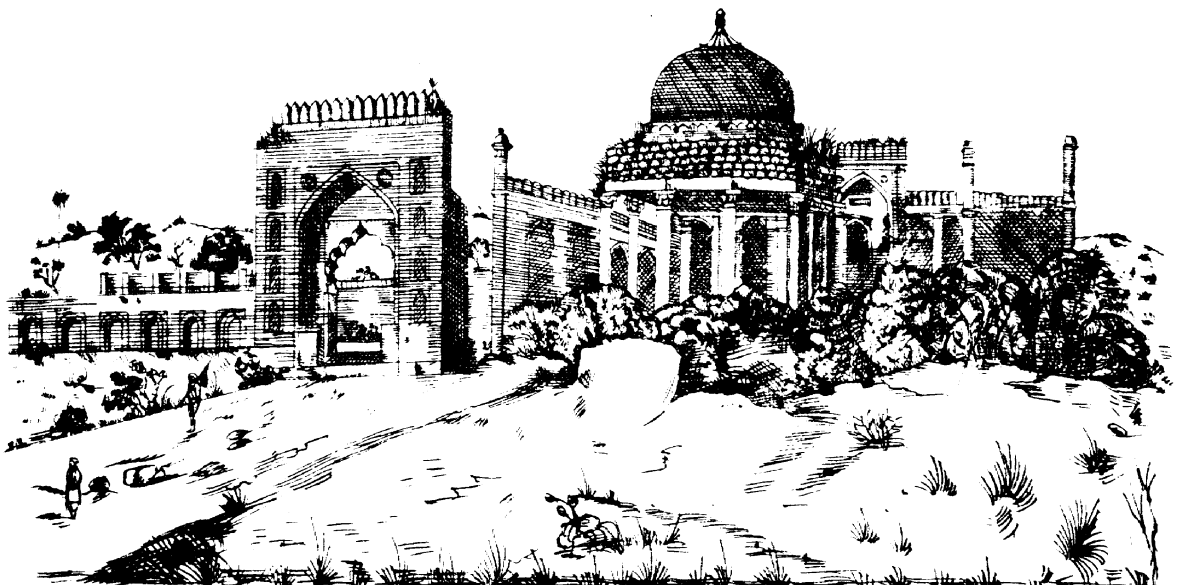

نقشه مزار سرنالہ

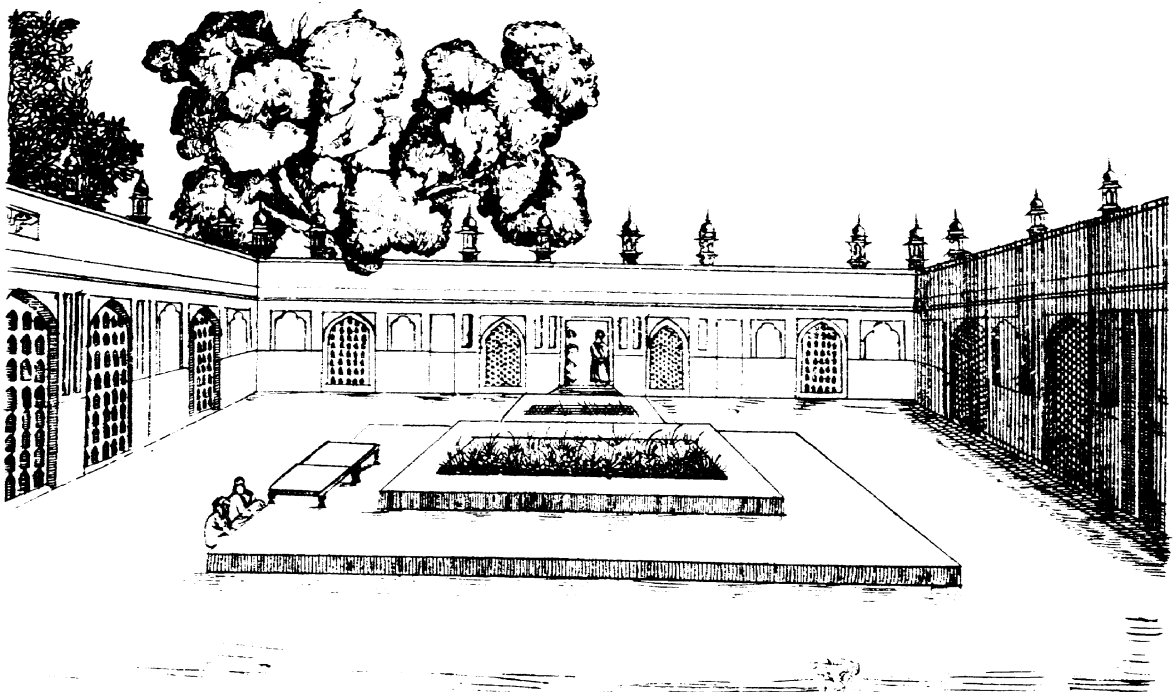

نقشۂ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

نقشہ جہازی

آپ کا مزار ہی وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہان آپ رہتے تھے سنہ ۱۰۱۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۹ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہی

تاریخ

حسن رسول نما بار سول باقی شد

سنہ ۱۰۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۲ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کے پاس ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہان موجود ہی سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد مین سے ہین نواب امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چاردیواری پختہ بطور فصیل کے بنائی ہی اور اوسکے دو دروازے بہت معقول بنائے ہین۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح مین حوض شمسی کے پاس یہ مکان ہی اس مقام پر ایک دیوار بند کی بہت قدیمی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حوض شمسی جب بنا تو اوسکے پانی کا زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار مین پانی نکلنے کا رستہ بھی تھا کہ جب پانی کا زور ہوتا تھا تو اوسمین سے نکل کر اور نو لکھے نالے مین ہو کر تغلق آباد اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ عیسوی کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

آگے دالان بنایا اور اوسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہی اس دالان مین شمسی
حوض کے پانی سے چادر چھوٹتی تھی اور چھت مین سے بھی فوارے چھوٹتے
تھے اور پانی مین پانی بھر کر آگے کی نہر مین ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارے
بند ہو گئے ہین الا حوض مین پانی آنے کا راستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی نے اسکے
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ مین
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساونن بھادون کے مہینے مین ہر سال بڑی دھوم
سے میلہ ہوتا ہی آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتے ہین اور بدھ سے جمعے تک تین
دن تو بہت ہجوم ہوتا ہی اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہی لاکھ ڈیڑھ لاکھ
آدمی سے کم اس میلے مین جمع نہین ہوتا ہی کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
لاکھ روپئے سے کم نہین ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام مین
پنکھا بناتے ہین اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ مین لیجا کر چڑھاتے ہین اسی
سبب سے اس میلے کا نام پھول والون کا میلہ ہی میلے کے دنون مین اس مقام پر بڑا
تماشا ہوتا ہی سیکڑون آدمی اس حوض مین نہاتے ہین اور دالانون کی چھت اور دیوارون
کی منڈیر اور درختون کے ٹہنون پر سے حوض مین کودتے ہین اور پھسلنے پتھر پر سے
جو اٹھارہ فٹ لنبا ہی اور ساڑھے سات فٹ چوڑا ہی پھسلتے ہین اور انبون کے
کے درختون مین جو امریان کہلاتی ہین رسہ ڈالکر جھولتے ہین افسوس ہی کہ اس
میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتون مین تعطیل نہین ہوتی۔

نقشہ موتی مسجد

مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد مین پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً ۱۱۴۷ھ ہجری مطابق ۱۷۳۵ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی سرسے پانون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اوسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگون نے اپنے گھرون مین ملا لیا ہی اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہین اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہوگیا ہی۔

مقبرۂ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہی نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھین ۱۱۱۴ھ ہجری مطابق ۱۷۰۲ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد مین یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱

موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار بیچ یہ مسجد ہی نرے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان لگائی ہین اس مسجد کے تین دراور تین گنبد ہین اور مسجد کے صحن کے کونون پر دو مینار سنگ مرمر کے ہین قریب ۱۱۲۱ھ ہجری مطابق ۱۷۰۹ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ نے

یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد بھوچال سے گر پڑا تھا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اسکی مرمت ہوگئی تھی۔

زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کے کنارے یہ مسجد ہی زینت النسا بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی اوسنے قریب ۱۱۲۲ھ ہجری مطابق ۱۷۱۰ عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے دفن ہونے کو مجرہ بنایا یہ مسجد سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنائی ہین و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہین اور دور دور سے دکھائی دیتے ہین اس مسجد کے سات در ہین ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوئین سے پانی آتا تھا اب وہ کنوان بند ہوگیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجرہ ہی سنگ مرمر کا اور دوسرا مجرہ سنگ باسی کا اندر کے مجرہ مین زینت النسا بیگم کی قبر ہی اور اوسکے سرہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳

مقبرۂ غازی الدین خان

اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا یہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین یہ مقبرہ اونھون نے اپنے جیتے جی آپ بنوایا تھا مآثر الامرا

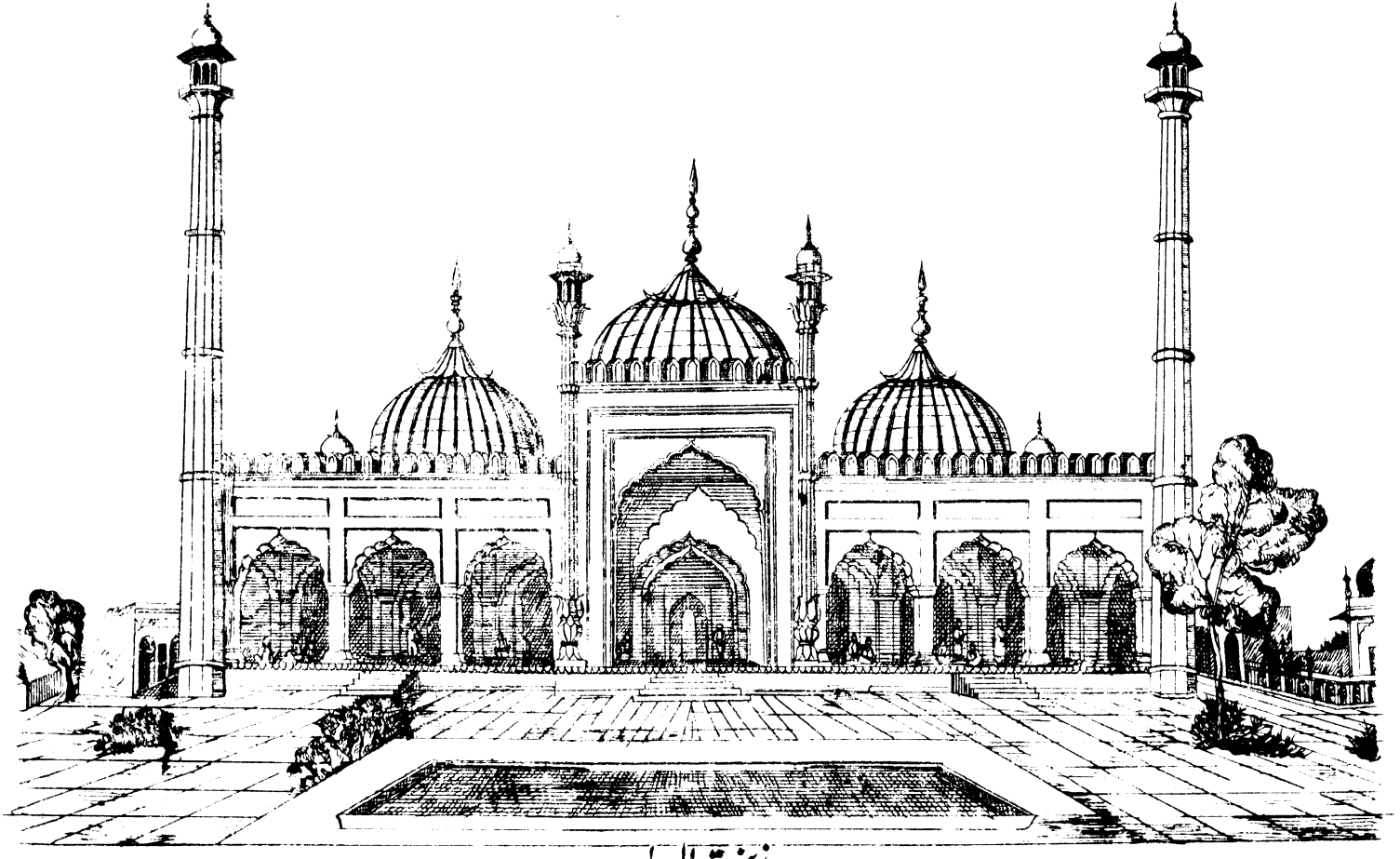

زینت المساجد

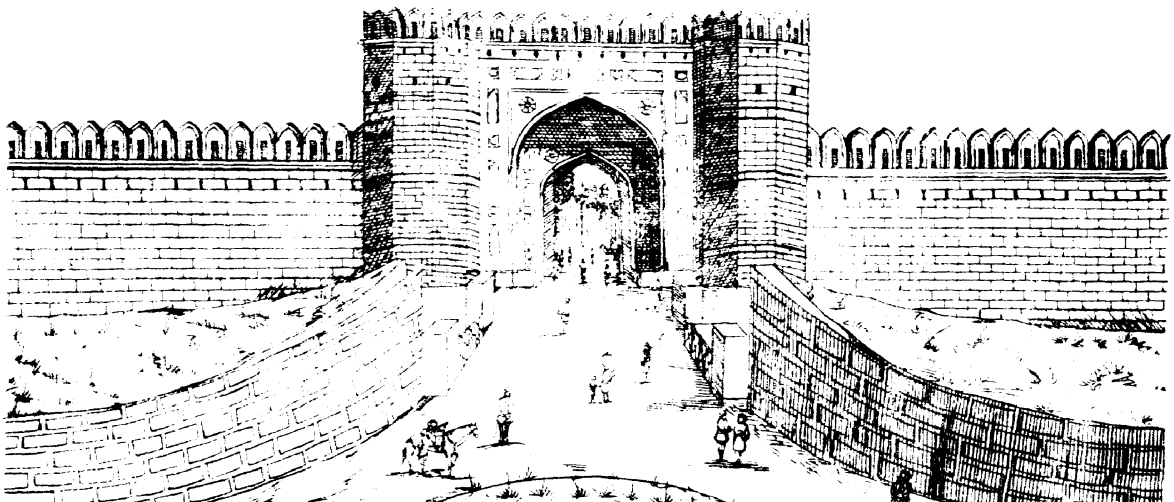

نقشہ از احمد ی مصنف

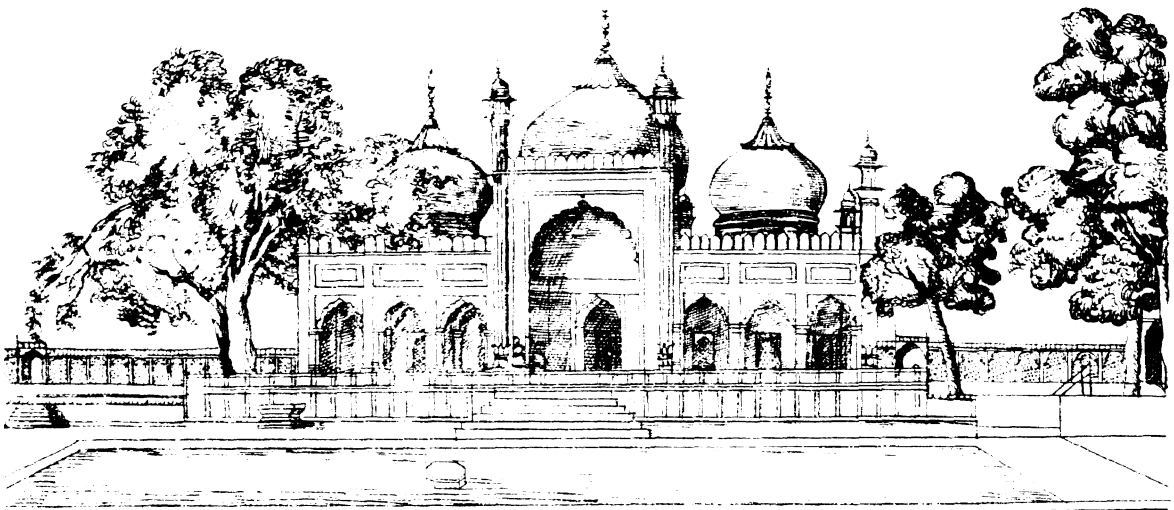

نقشہ مدرسہ نواب غازی الدین خان

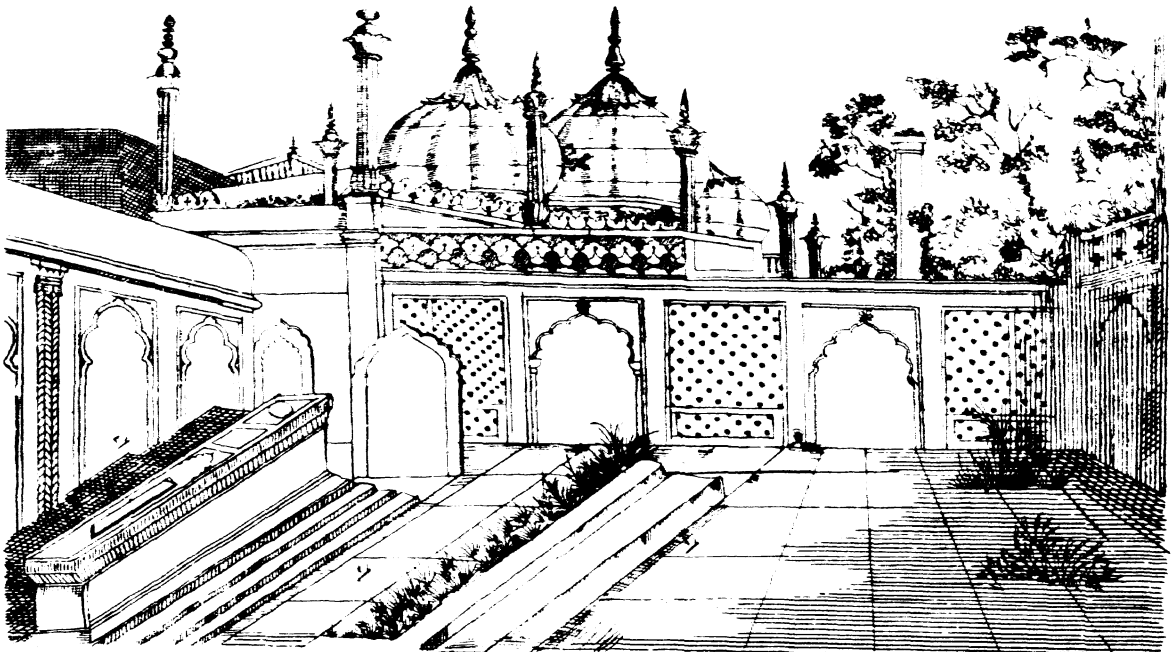

۱ قبر شاہ عالم بہادر شاہ

۲ قبر شاہ عالم

۳ قبر اکبر شاہ

نقشہ مجر

جبکہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۰ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین
بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو انکی نعش کو یہان لاکر اونھین کے بنائے ہوئے
مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب اور شمال کو حجرے سقدد دو
گہے اور دالان بنے ہوئے ہین اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولیہ کے طور
پر اور جانب غرب نری سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونون پہلو مین کچھ
صحن چھوڑکر دالان ہین جنوبی دالان کے پاس ایک مجہر ہی سنگ باسی کا
اوس مجہر مین ایک اور مجہر ہی سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس حالیان
کھدی ہوئی ہین اوس مجہر مین نواب غازی الدین خان اور اون کی اولاد
کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ
رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہوگیا اعتماد الدولہ نواب
فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مدرسے کے خرچ کے واسطے ایک
لاکھ ستر ہزار روپے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ اون کے
نام کا ایک دیوار پر کھدوا کر لگا دیا ہی۔ (دیکھو کتبہ نمبر ۴)

مجہر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ مجہر ہی جبکہ
سنہ ۱۱۲۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۲ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تو اس مجمر مین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا
سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجمر مین رکھے گئے
بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی مین انتقال
ہوا تو وہ بھی اسی مجمر مین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانے
کندہ نہین ہی مگر راقم آثم نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کہی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر　　شد سیہ آسمان ز دود جگر
پای شادی شکست و احمد گفت　　سال تاریخ او غم اکبر ۱۲۵۳

برج اندرون احاطۂ مقبرۂ ہمایون

ہمایون کے مقبرے مین یہ ایک چھوٹا سا برج ہی سنگ سرخ کا اور کہین کہین
اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذ کی دو قبرین ہین
اگرچہ نہین معلوم کہ یہ کسکا برج ہی مگر اوسمین کچھ شک نہین کہ ہمایون کے مقبرے
کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہی اور ہم اسکو تخمیناً سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۱۸ عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہین۔

سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب
روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین سنہ ۱۱۳۴ ہجری مطابق

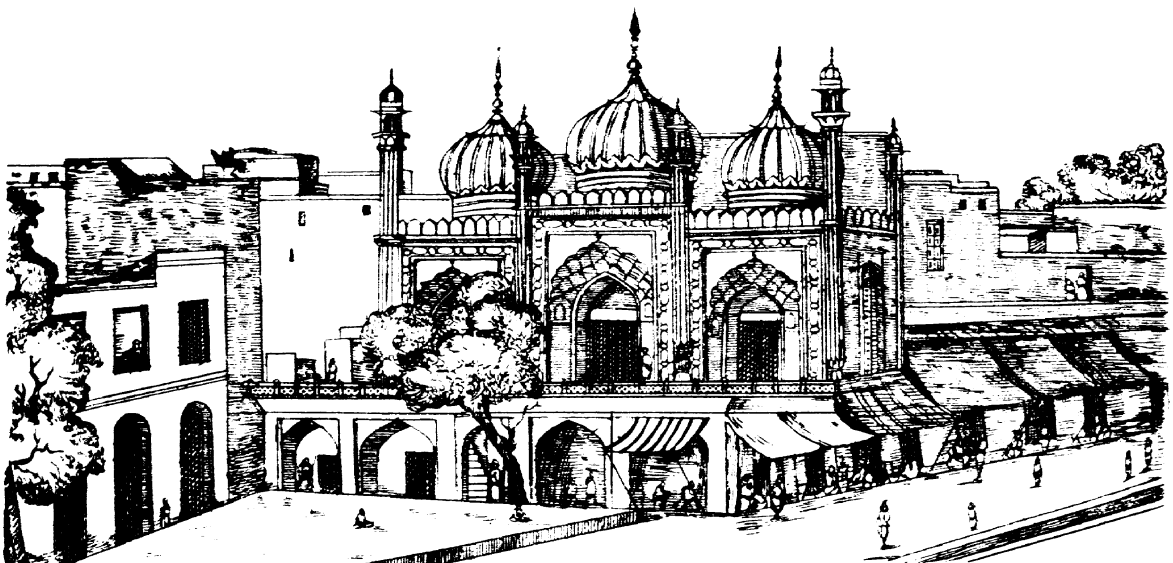

نقشہ مسجد سنہری کوتوالی

مسجد شریف الحرام بمکہ معظمہ

سنہ ۱۷۲۱ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہی اگرچہ چونے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سنہری ہین اس مسجد کے برج شکستہ ہوگئے تھے اسواسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اسپر چڑھادیے ہین اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۴۸

مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین دریبے کے بازار مین یہ مسجد ہی اور اوسکے پاس مدرسہ ہی اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین سنہ ۱۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۲ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد اگرچہ چونے اور اینٹ کی بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہین مگر سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہی کہ پیتل کا شبہ جاتا ہی اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۴۹

جنتر منتر

جنتر کے معنی آلے کے ہین اور یہان مراد آلات رصد سے ہی اور منتر ایک لفظ مہمل ہی جو زبان کے محاورے مین اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہین جیسے کھانا وانا غرض کہ یہ رصدخانہ ہی جسکو راجہ سوائی جی سنگھ والی جے پور نے محمد شاہ بادشاہ کے حکم بموجب سنہ ۱۱ جلوسی مطابق سنہ ۱۱۳۷ ہجری موافق سنہ ۱۷۲۴ عیسوی کے بنایا اور حساب کی صحت کے لیے اسیطرح کا رصدخانہ سوائے زیج محمد شاہی

جی پور اور متھرا اور بنارس اور اوجین مین بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصدخانے مین چونے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد مین فرق نہ پڑے یہ رصدخانہ اب بالکل خراب ہوگیا ہی سب آلات ٹوٹ گئے ہین اور سب کی تقسیمین مٹ گئی ہین کوئی آلہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے ایک بھی عمل ہوسکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چونے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہین۔

اول جی پرکاش

یہ آلہ ہی حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کرکر گرد اوسکے دائرۂ افق تر پن فٹ آٹھ انچھ کے قطر کا کھینچ کر اوسپر چار درجے کی گول دیوار کنوئین کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی مین کہ ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہی اور تین اوپر نکلے ہوئے ہین اوسکی ساٹھ پر تقسیم کی ہی ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بندر کھا ہی اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہین اور درجات کی تقسیم کی ہی اور مقیاس اور سطح دائرہ اور افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہین۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چبوترہ ہی سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوسپر چار قوسین ہین اور ہر ایک قوس کے دونون طرف سیڑھیان بنادی ہین

نقشهٔ جنگ دوم ایلخانی

نقشهٔ جبترقتی دوایر العظام

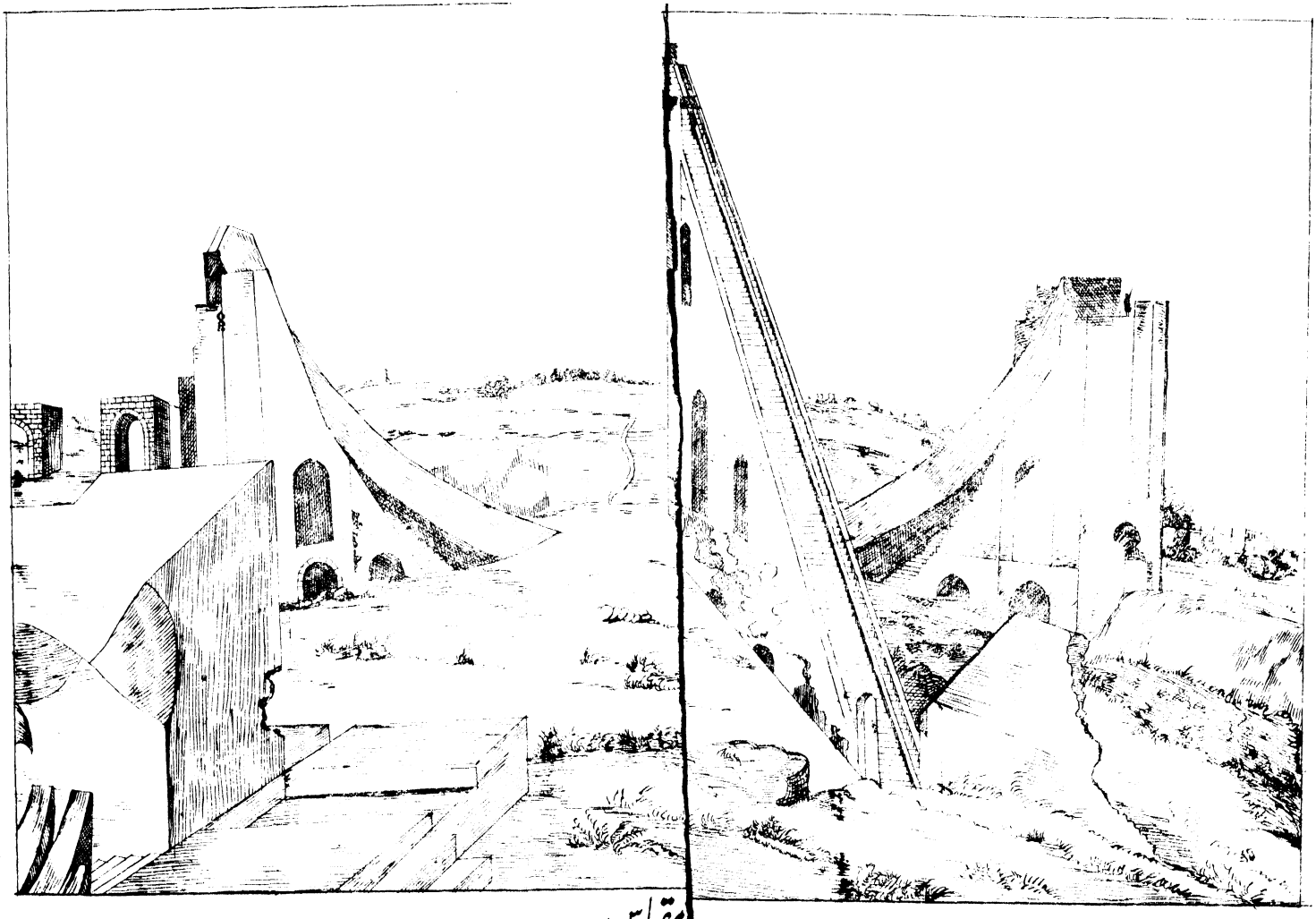

مقیاس

تاکہ سیڑھیون پر چڑھکر سائے کا حال دیکھین اوس چبوترے کے نیچے سے دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقہ البروج کی لیکن بقدر عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہین۔

سوم سمراٹھ جنتر

یہ جنتر درحقیقت مقیاس ہی ایک پاکھہ بیچ مین بناکر دائرۂ معدل النہار جسکا نصف قطر اٹھارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد چونے اور پتھر سے نہایت مستحکم بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہی پاکھے پر سیڑھیان بنائی ہین کہ اوسپر سے پاکھے کے سر پر چڑھ جاتے ہین اسیطرح دائرۂ معدل النہار کے دونون طرف سیڑھیان بنائی ہین کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم بالکل خراب ہوگئی ہی اگرچہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکھے کی مرمت راجہ جی پور نے بموجب تحریک آرکیولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الاپوری مرمت نہین ہوئی یہ تینون آلے خود سوائی جی سنگھ نے ایجاد کیے ہین اور اسی سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہین۔

کرۂ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرۂ مقعر آدھے آدھے بنائے ہین اسطرح پر کہ مدار قطب بروج کا ہر ایک مین ناقص ہی اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر

رکھدین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کرون مین بارہ قوسین بنائی ہین تقسیم بروج کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہی اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس مین زینے بنے ہوئے ہین کہ اون پر سے چڑھ کر سائے کا حال دیکھتے تھے قطران دونون کرون کا چھبیس فٹ کا ہی اور چونے اینٹ سے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہین۔

یہ رصدخانہ وہ ہی کہ جسمین پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہین ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والون اور زیچ بنانے والون نے اون قاعدون مین سے ایک کو بھی تسلیم نہین کیا تھا اسی سبب سے یہ رصدخانہ اپنے ساتھیون مین یکہ اور بہت نامی ہی سنہ ۱۴ جلوس محمد شاہ مطابق سنہ ۱۱۴۴ ہجری موافق سنہ ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جی سنگھ نے کئی آدمی ریاضی دان پادری منویل کے ساتھ فرنگستان مین بھیجے اور وہان سے آلات رصد اور دوربینین منگوائین اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصدخانہ دیکھکر آئے اور زیچ جدید جسکا لیرُ نام تھا یہان لائے اور اس رصدخانے سے مطابقت کی لیرُ کے حساب مین تقویم قمر مین آدھے درجے کا اور کسوف اور خسوف کے زمانے مین چوتھائی دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھین باتون سے یقین ہوتا ہی کہ اس رصدخانے مین انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

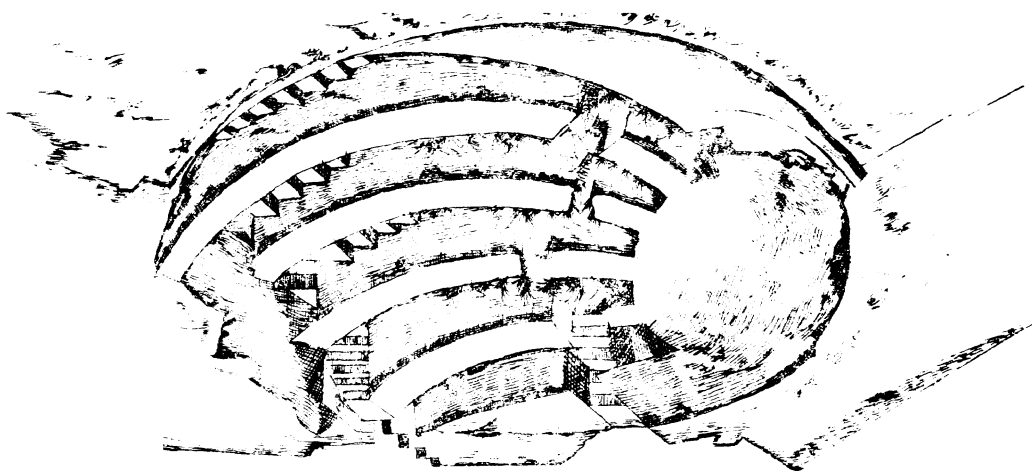

نقشهٔ کرهٔ مقعر

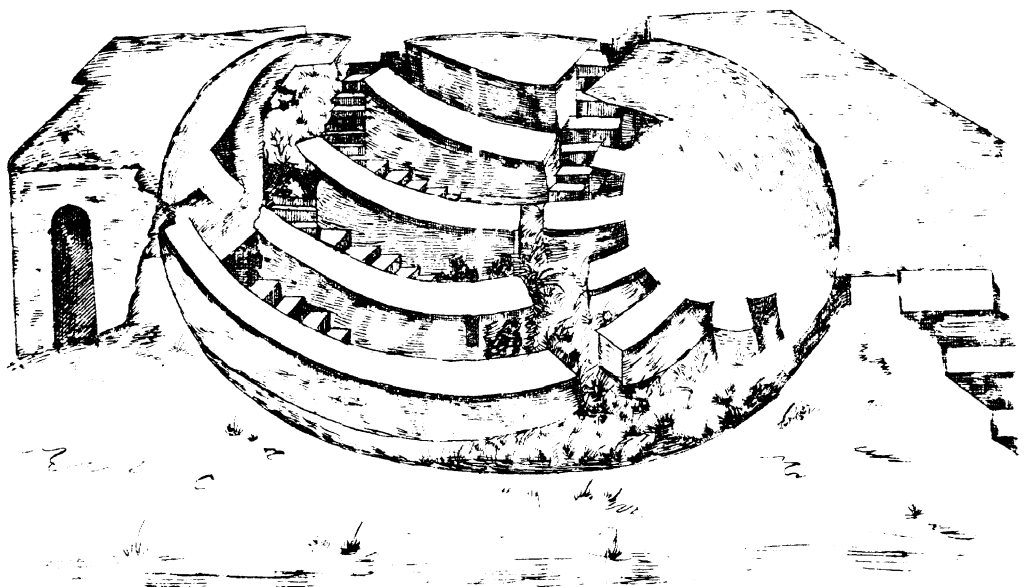

نقشهٔ کرهٔ مقعر

رصد خانے مین مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت دانون نے
ان نئی باتون کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان
نئی باتون کو عقلی دلیلون سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدون سے
جو بات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سے دیکھی
جاتی تھین وہ دونون ٹھیک نکلتی تھین اسواسطے یہی مطابقت اون
قاعدون کی صحت کو کافی متصور ہوکر عقلی دلیلین قائم کرنے پر یا توجہ نہین
کی اور یا درحقیقت قائم نہو سکین اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اون
باتون کی لکھتے ہین جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے مین
تسلیم کی گئین ہین۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضئی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتون کو بیضئی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن
ہین اور بدر اور ہلال ہوتے ہین۔

(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کروی شکل پر نہین بلکہ اہلیلجی شکل پر ہی۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جنکا اقمار مشتری نام ہی

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک
برس کے قریب دور پورا کرتے ہین۔

(۷) کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہین
اس رصد خانے مین رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع اور
غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہین رہی تھی کیونکہ دوربین
کی مدد سے یہ سب چیزین دن کو آنکھون سے دیکھ لیجاتی تھین ان مختلط قواعد
یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے مین مانے گئے زیچ جدید محمد شاہی
تیار ہوئی ہی اسمین کچھ شک نہین کہ اس زیچ کا حساب اور زیچون
کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہی اسی رصد خانے مین ایک نئی تاریخ
نکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہی ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز دوشنبہ مطابق سنہ ۱۷۱۹ عیسوی سے رکھی ہی اور اس
ابتدا کو ابتدائے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہی اگرچہ ابتدا جلوس اسکا یہ
نہین لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۱۹ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ
تخت پر بیٹھا اور انکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونون کی مدت سلطنت
چند ماہ سے زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کرکر
اور آٹھ دن جو ربیع الثانی مین سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
زیادہ کرکر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
ہی اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہین اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت

نقشہ شاہ مردان

رکھتی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہی اور محمد شاہی ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کرکر نکالنے کے قاعدے زیچ کی کتابون مین لکھے ہین اس مقام پر اونکے بیان کی حاجت الا اسقدر بیان کردینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۸۵۲ عیسوی مطابق چودھوین رمضان ۱۳۰۸ سنہ محمد شاہی حسابی اور بارھوین رمضان ۱۳۰۸ سنہ محمد شاہی ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہی منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یون ہی کہ اودھم بائی زوجۂ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی تھی ۱۱۳۷ ہجری مطابق ۱۷۲۴ عیسوی اوسکے پاس ایک پتھر آیا جسپر نقش قدم تھا اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علیؑ کے قدم کا نقش ہی نواب قدسیہ نے اوس نقش قدم کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض مین جما دیا اور اوس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کرکر محجر بنایا اور اوسکے کنارے پر یہ شعر کندہ کردیا

شعر

بر زمینی کہ نشان کف پاے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد مین نواب قدسیہ نے ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام

سے چاردیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر ۱۲۲۳ھ ہجری مطابق ۱۸۰۸ عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور ۱۲۳۷ھ ہجری مطابق ۱۸۲۱ عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہی ہر مہینے کی بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کی بیسوین کو بہت ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیے یہین آتے ہین اور بہت مجمع ہوتا ہی اور جس میدان مین تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہین اوسکا نام کربلا رکھا ہی اوسکی بھی چاردیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہی۔

فخر المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروازے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو فخر النسا خانم بیوی نواب شجاعت خان نے ۱۱۴۱ھ ہجری مطابق ۱۷۲۸ عیسوی کے بنایا ہی اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہی گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین مسجد کے اندر اجارے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہی برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریان لگائی ہین کلس بالکل سنہری ہین مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہی ضلع شمالی مین دو رخہ دالان ہی اور اوس کے آگے حوض بہت ہی

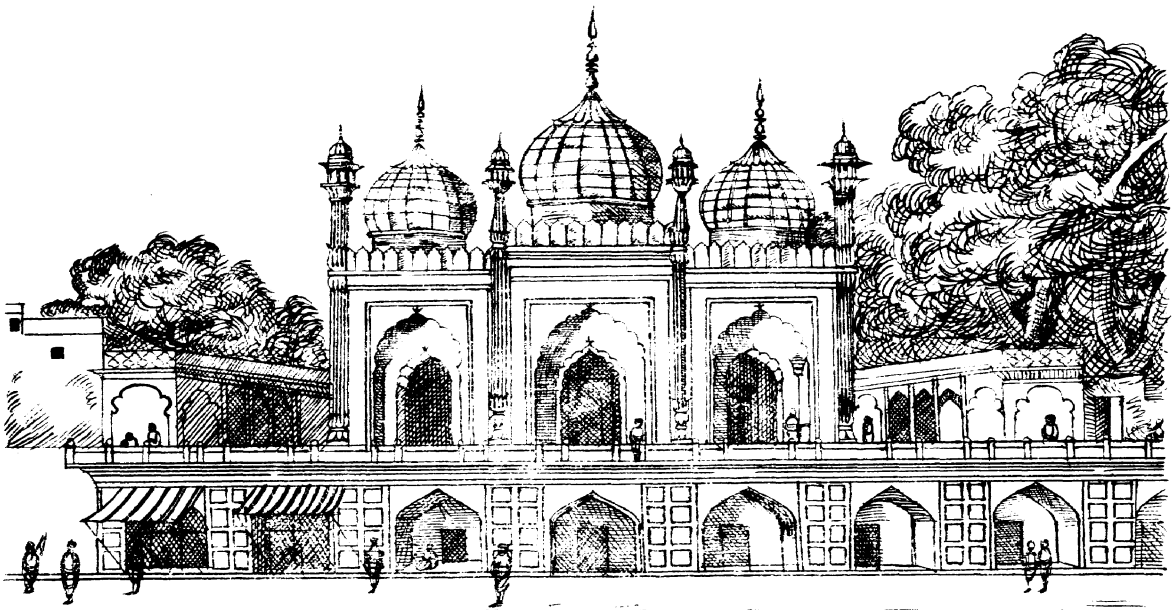

نقشۂ فخر المساجد

نقشہ گھاٹ بگنود

خوبصورت بنایا ہوا ہی مگر افسوس ہی کہ وہ حوض اور فوارے اب ٹوٹ گئے ہین۔

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی محمد شاہ کے وقت مین ناظر محلدار خان نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نواڑا پر سکے بنایا ہی اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس باغ کے دروازے کے آگے اوسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سرون پر سہ دری دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہین ان ترپولیون پر تاریخ کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۱

گھاٹ نگمبود

شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہی نگم کے معنی شاستر مین بیدون کے ہین اور بود کہتے ہین عقل اور سمجھ اور گیان کو ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ دواپر جگ کے ابتدا مین جسکو آجتک اونکے حساب بموجب (۴۹۵۳) برس ہوئے برہما جی سب بیدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نے پھر وہ سب یاد دلائے اور سمجھا دیے اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہین کہ راجہ جدہشتر نے اس مقام پر سموتی اماوس کے ملنے کو بڑا دیکھو کتبہ نمبر ۲

جگ کیا تھا اور جگ کرنے کی جگہ پر ہندؤن نے ایک چھتری تیار کی تھی
کچھ عجب نہین کہ اوسی چھتری کو توڑکر ہمایون بادشاہ نے سلیم گڈھ کے
نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندؤن کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ
پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیون مین پھنک جائے اور یقینی اوسکی مکت
ہوجاتی ہی تخمیناً ۱۰۵۰ھ ہجری مطابق ۱۶۴۰ء عیسوی سے اس مقام پر ہندؤن
نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہین صبح کو نہان والی
عورتون اور مردون کا عجب ہجوم ہوتا ہی جنکے حسن کی خجالت سے آفتاب
بھی زرد رنگ نکلتا ہی۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی وارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار مین
یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۵۸ھ
ہجری مطابق ۱۷۴۵ء عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینون برج سُنہری تھے
چند مدت ہوئی کہ یہان کے برج اوکھاڑکر کوتوالی چبوترے کے پاس کی سُنہری
مسجد مین لگائے ہین یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستہ اور
خراب ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض خان صاحب نے اپنی
نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کردی ہی اس مسجد
کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۱

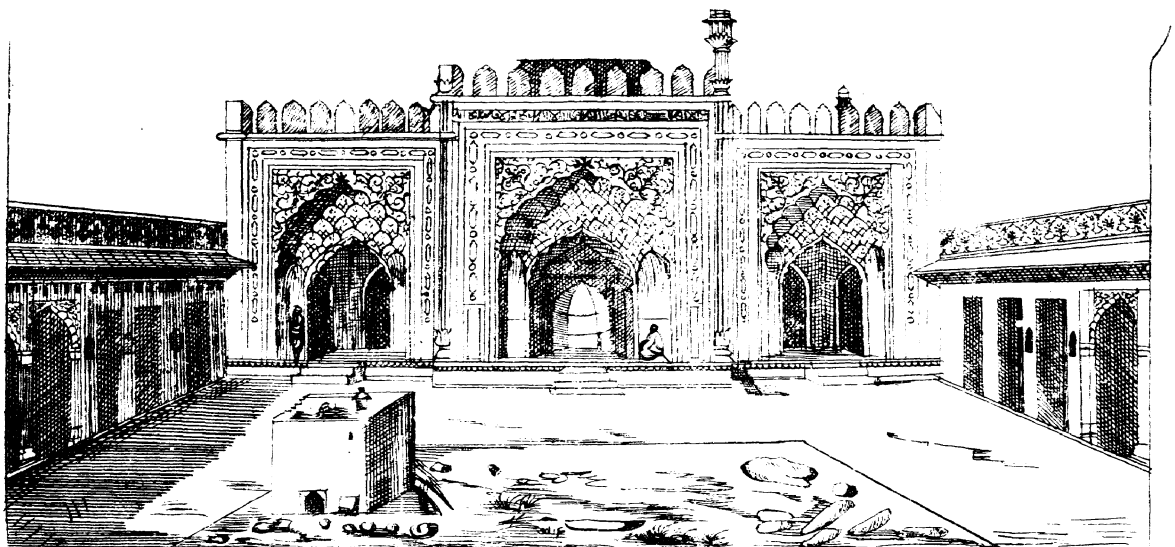

شہ راہ

سجاد بیگ

باغ ناظر

قطب صاحب کے نواح مین جھرنے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرا نے محمد شاہ کے عہد مین یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چارون طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہین بیچون بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکے آگے حوض بھی ہی باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت مین بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی اور اوسکے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۵

مجمر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجمر ہی محمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے انتقال کیا اور یہان دفن ہوا مشہور ہی کہ یہ مجمر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مجمر بہت تحفہ بنا ہوا ہی لطافت اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہی سنگ مرمر اس مجمر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہی کہ موتی کی آب اوسکے آگے خاک ہی گل بوٹے بیل پتی منبت کاری کے ایسے ہین کہ نگارخانہ چین بھی اسکے آگے مات ہی یہ مجمر بہت نامی ہی اور درحقیقت اپنا ثانی نہین رکھتا اس مجمر کے دروازے مین دو پٹ نرے سنگ مرمر کے

مراۃ آفتاب نما

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہین کہ آدمی دیکھکر حیران رہ جاتا ہی
اس مجرہ مین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگرو
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشوری کی بھی قبر ہی اور تین قبرین
اور بادشاہزادون کی ہین۔

قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہی اودہم بائی زوجہ
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو اِن کو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھون نے اپنے نام پر یہ باغ تخمیناً ۱۱۶۲ھ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہی۔

چوبی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے ۱۱۶۴ھ ہجری مطابق ۱۷۵۰ عیسوی کے قلعۂ شاہجہان
مین بنائی تھی اسکے ستون اور محرابین سب کے سب چوبی تھین اس سبب سے
چوبی مسجد کرکر مشہور ہی مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی ۱۸۵۰ عیسوی مطابق
۱۲۶۷ھ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہی۔

سنہری مسجد

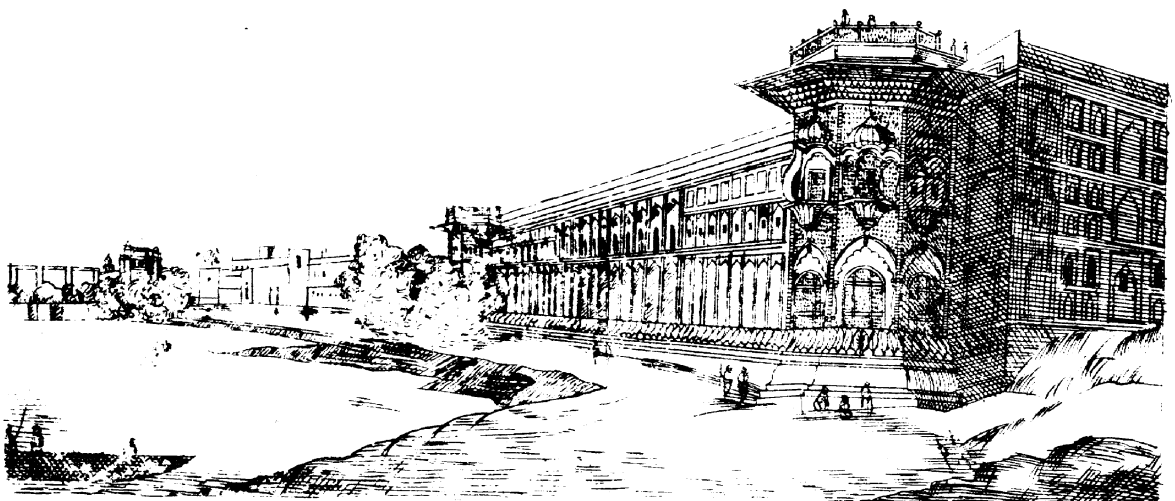

نقشه باغ قدسیه

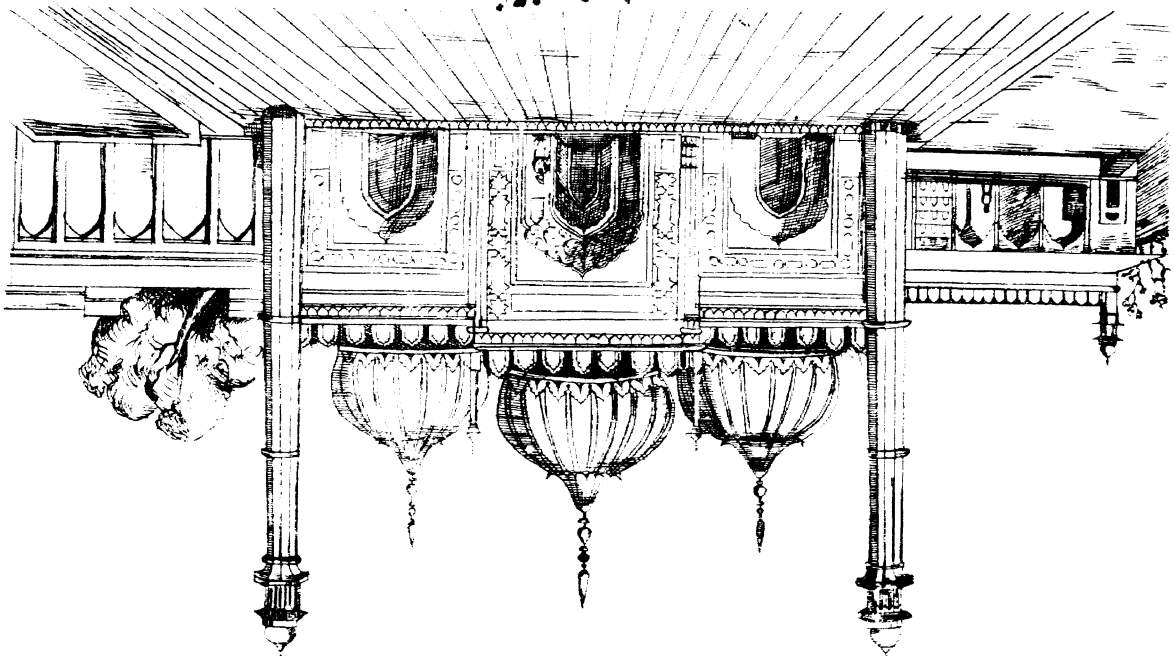

نقشہ مقبرہ منصور علی صفدر جنگ

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے پیچھے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت
سر سے پانوٗن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہین اسکے وہ بھی
نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سُنہری ہین اور تینون برج بھی
سُنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اسواسطے ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۲
عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجون کو اوتار کے سنگ باسی کے
برج اوسکی جگہ لگا دیے ہین اس مسجد کو ۱۱۶۵ھ ہجری مطابق ۱۷۵۱ عیسوی
کے جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی مان کا بہت مقرب
تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب ملا تھا بنایا ہی اس مسجد
مین ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمین پانی نہین آتا اس مسجد کی
پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔

مرآۃ آفتاب نما

دیکھو کتبہ نمبر ۳۰

مقبرۂ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے وزیر تھے
جبکہ سترھوین ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ ہجری مطابق ۱۷۵۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا
اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی
بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ
نہایت خوبصورت ہی سر سے پانوٗن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور جابجا
سنگ مرمر کی دھاریان اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اسکا تمام سنگ مرمر

کا ہی اور اندر بھی اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا
ہی اوسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی
نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح
پر کی ہی چار دیواری پچونے اور پتھر سے کھینچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ
ہی اور چارون طرف نہرین اور حوض بنے ہوئے ہین باغ کے تین طرف مکانات
دلکشا بنائے ہین جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہی اور غربی مکان
جنگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی
مین دروازہ ہی بہت بلند اور اوس دروازے مین طرح طرح کے مکانات اور
نشیمنین بنی ہوئی ہین اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہی نری سنگ سرخ
کی چار دیواری کے چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت
باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی
مقبرے کے اندر تاریخ کندہ ہی۔

دیکھو نقشہ نمبر ۱

کالکا

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس جنوب کیطرف یہ مندر
ہی ہندؤن کے اعتقاد مین کسی فرضی زمانے مین سنبھو اور نسبھو دو راکھس
تھے اونھون نے اوس زمانے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما
تک فریاد گئے تو اوسنے کہا کہ مجھسے تو تمھاری رچھا نہین ہوتی تم مہامائی

مارکنڈے پران

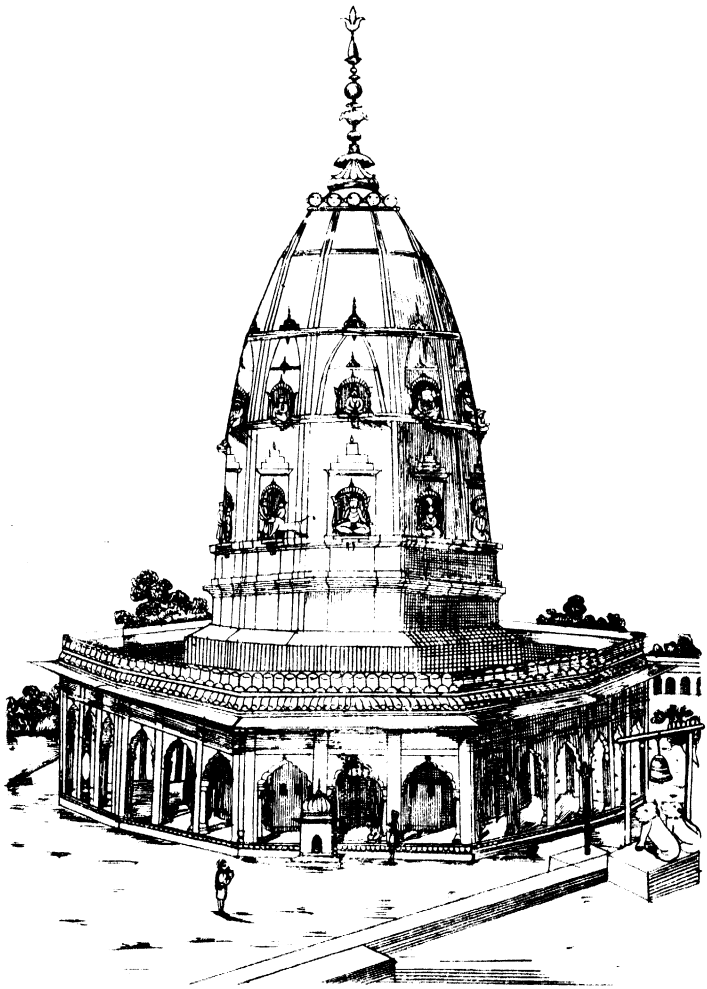

اکاس مندر، کالکا دیبی

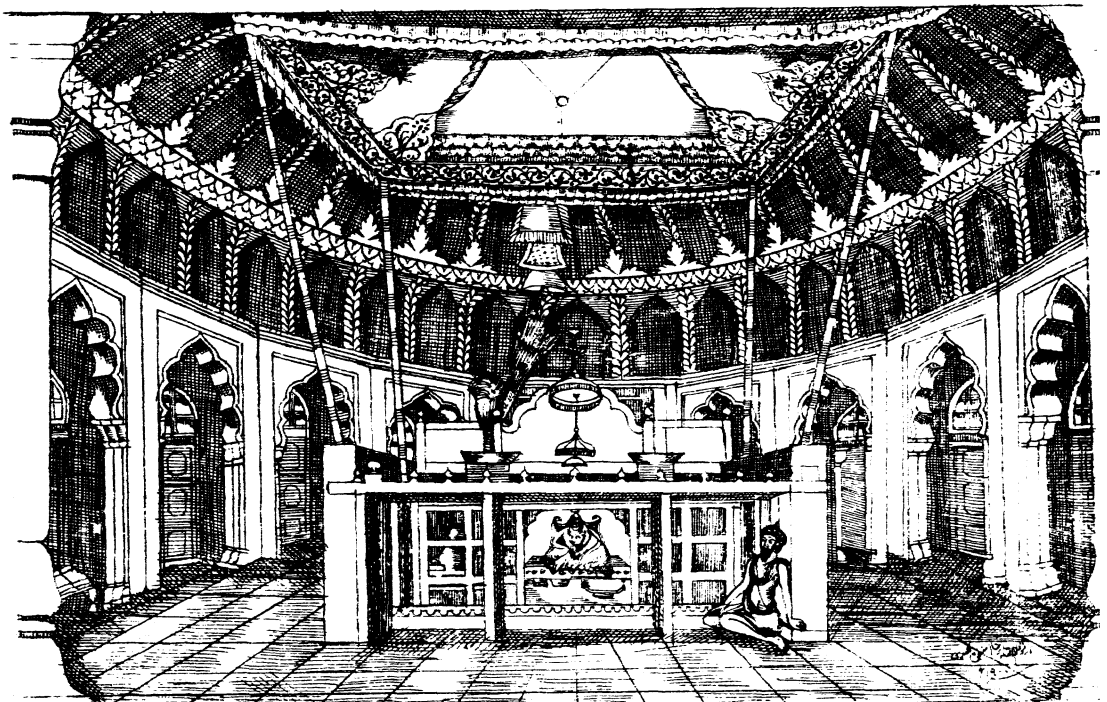

مورت مندر کالکا

آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہی اور شیرون پر بڑا گھنٹا لٹکتا ہی جاتری اوس گھنٹے کو ہلاتے ہین اور دیبی مائی کی جے کہکر چلاتے ہین ہندؤن کو اعتقاد ہی کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہوکر دیبی جی یہان پدھاری ہین اس سبب سے شیرون کی مورت درولنے کے آگے بنائی ہی اس مندر کے پوجاری دونون وقت پوجا کرتے ہین اور گیارہ بجے دن کے دیبی جی کو بھوگ لگاتے ہین اس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹہ کنارے لگے ہوئے پہنا رکھے ہین اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہی رات کو پلنگڑی سجا کر دیبی جی کے کٹہرے مین رکھدیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دیبی جی رات کو اسپر سکھ فرماتی ہین کٹہرے کے اوپر دن رات بارہ مہینے گھی کا چراغ جلتا رکھتے ہین اور دیبی جی کی جوت اوسکو کہتے ہین اور چراغ کا بجھنا بہت بُرا جانتے ہین جاتریون کی جب مراد آتی ہی تو دیبی جی پر چھتر اور شامیانے چڑھاتے ہین ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پُرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی ماں کا قریب سنہ ۱۱۹۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۹ عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد مین تو لال کنور کی قبر ہی اور بڑے گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہی یہ دونون گنبد مع دالانون کے نرے سنگ سرخ کے ہین خواہ اس سبب سے اور خواہ

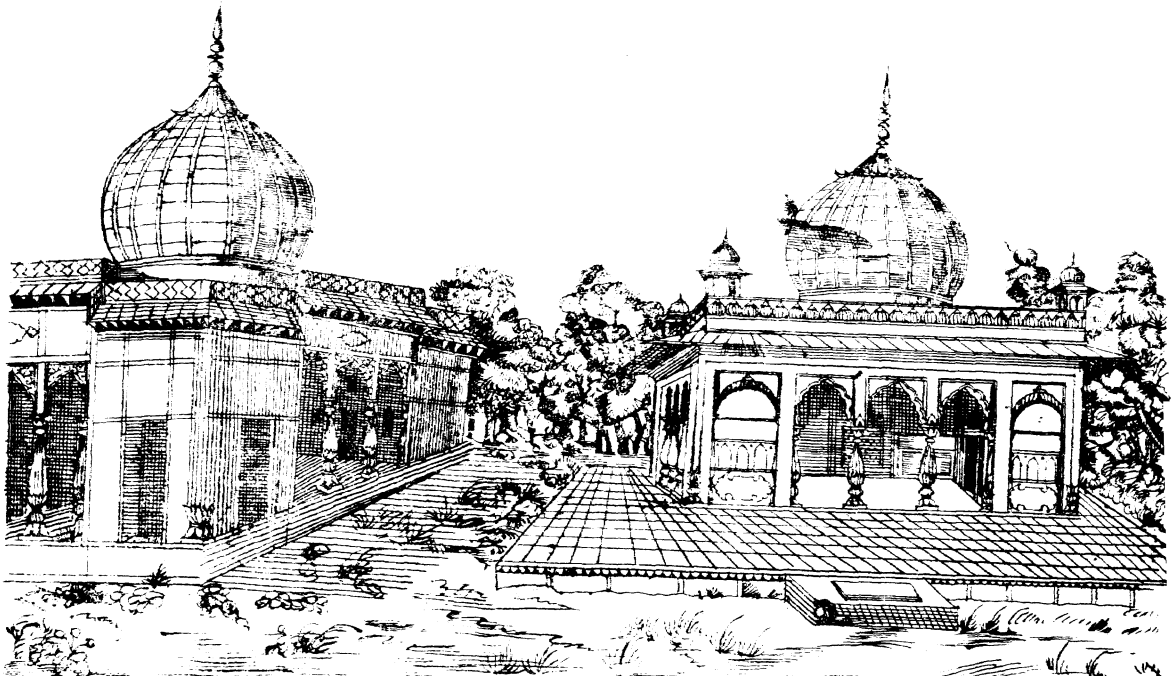

نقشہ ۱۱ رنگ

لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہی
اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ ہوگئی ہین اسکے صحن مین
ایک مجبر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مجبر میرزا بلاقی کا حال مین بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نے بنایا ہی۔

مقبرۂ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ
ہی جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سالے تھے جبکہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۰ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ نفیس
نہین ہی چونے پتھر سے بنا ہوا ہی مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہی۔

جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دھرم پورے کے محلے مین لالہ ہرسکھ رائے ورلالہ موہن لعل
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہی سمت ۱۸۵۵ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۸۰۰ عیسوی موافق
سنہ ۱۲۱۵ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے مین بنکر تیار ہوا
سراؤگیون کی پہلی پوجا اس مندر مین متی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۳ مطابق
سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اسکے اندر
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہی کلس بالکل سنہری ہین پانچ لاکھ روپے اس مندر
کی تیاری مین خرچ ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپے کی

تیاری کی صرف ایک بیدی ہی

گرجا گھر

کشمیری دروازے کے پاس شہر شاہجہان کے اندر یہ گرجا گھر ہی اس مسیحی مسجد کو کرنیل جیمس سکنر صاحب بہادر نے بنایا ہی تعمیر اسکی ۱۸۳۶ عیسوی مطابق ۱۲۵۲ ہجری مین شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے مین نوے ہزار روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجاے فرش کے لگا ہوا ہی وہ اس لاگت سے علیحدہ ہی اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی حقیقت مین یہ بات ہی کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہی بہت خوبصورت اور نرا سُنہری ہی اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اسی گرجا کے صحن مین ولیم فریزر صاحب کی قبر ہی اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹہرا لگا ہوا ہی۔

جوگ مایا

بھاگوت

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مندر ہی بہت نامی ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ جب کنس راجھس نے بہت سر اوٹھایا تو برہما نے کرشن اوتار ہونے کی خبر دی اخیر دواپر جگ مین جسکو ہندی حساب سے چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے بسدیو کے یہان دیوکی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم لیا کنس کے ڈر کے مارے کرشن کو گوکل مین نند جا عرف جسوُدھا کے پاس

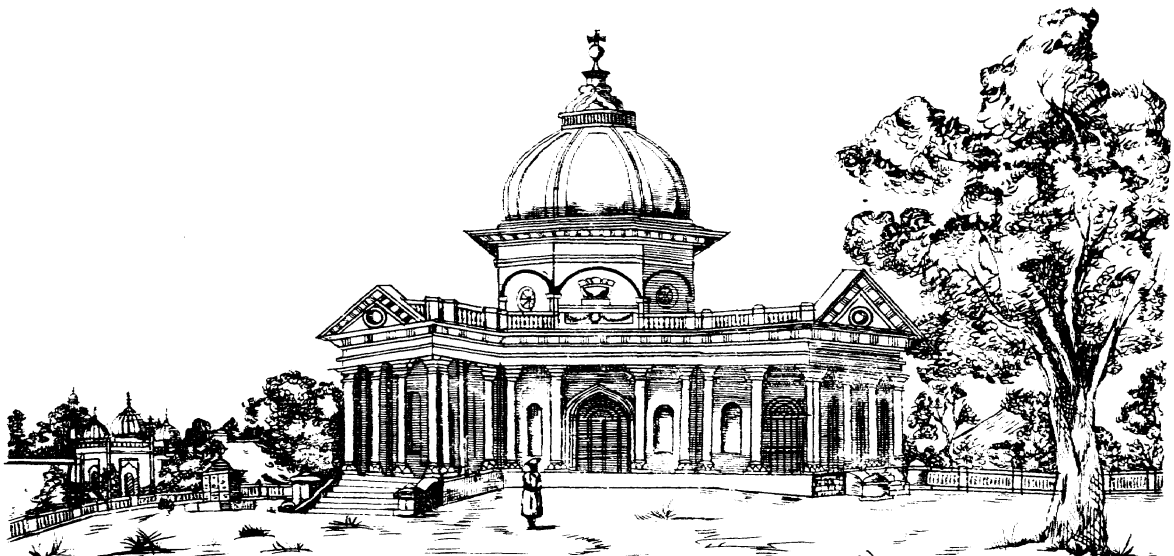

گرجا گھر

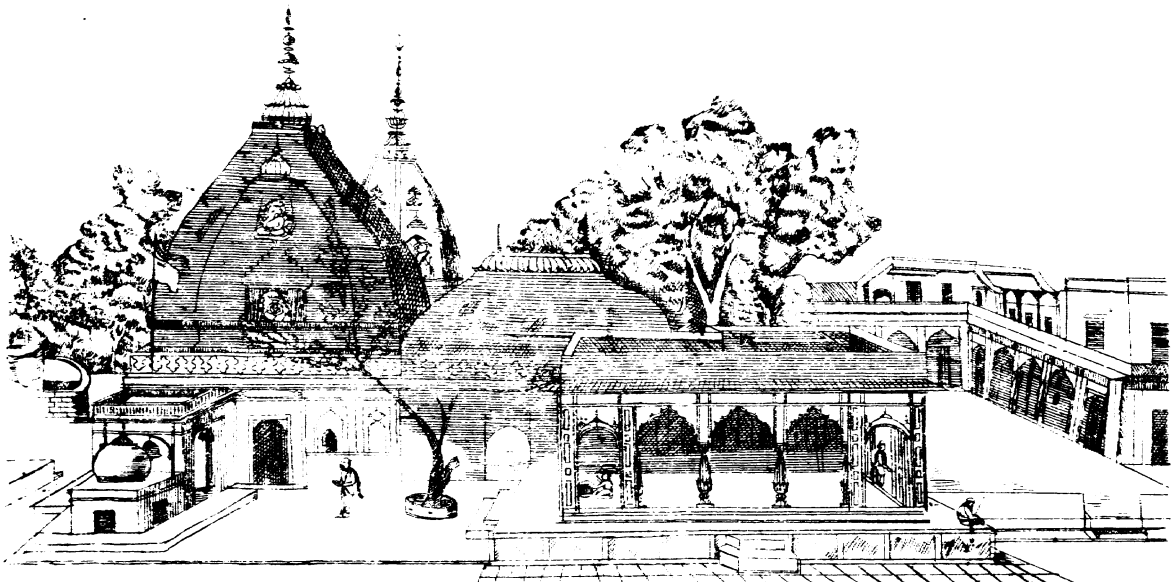

نقشہ مندر جوگ مایا

ڈال آئے اور جسودھا کی بیٹی کو متھرا مین اوٹھالائے کنس نے اوس بیٹی کو
اوٹھا کر زمین پر دے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہوکر اوڑ گئی اور یہ اوسکا استھان ہی
مگر یہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہی ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۱۸۲۷ عیسوی مین
راجہ سیڈھمل نے جو اکبر شاہ ثانی کے نوکر تھے اس مندر کو بنایا یہ مندر
چونے اینٹ پتھر سے بنا ہوا ہی زمین سے چوٹی تک اکتالیس فٹ اونچا
ہی اور کلس پر آئینہ لگایا ہی اس مندر مین بھی مورت نہین ہی بن گڑھا پتھر
ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھانولہ بنا ہوا ہی اوسی پتھر کو پوجتے ہین
ہر ہفتے یہان میلہ ہوتا ہی سنیچے اس مندر کو بہت مانتے ہین کیونکہ چڑھاوے
مین یہان جیو نہین چڑھتا۔

جینیون کا چھوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد مین ستھ کی گلی مین یہ مندر ہی اس مندر کو سارے شہر
کے سراؤگیون نے ملکر بنایا ہی اور پنچائتی مندر کہلاتا ہی اس مندر کی تیاری
پوہ سُدی دوج سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۸ عیسوی موافق ۱۲۴۴ ہجری کے
شروع ہوئی اور سات برس کے عرصے مین بن چکا متی منگسر بدی تودشی
سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۴ عیسوی کے سراؤگیون کے مذہب کے موافق
اس مندر مین مہاراج براجوان ہوئے یہ مندر بھی چونے اینٹ کا بنا ہوا ہی
اور اندر اکثر جگہ سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور کلس اس مندر کے بھی بالکل سُنہرے ہین

اس مندر کی تیاری مین بھی کئی لاکھ روپے خرچ ہوئے ہین۔

کوٹھی جہان نما

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سر طامس سیافلس متکف صاحب بہادر فیروز جنگ صاحب کلان ذالخلافت شاہجہان آباد نے ۱۸۲۸ عیسوی مطابق ۱۲۴۴ ہجری بنانا شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہی ؎

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش بدیدہ بار نگردد نگاہ از دیوار

مجمر میرزا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہین محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب آلہ آباد مین اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دفن کیا ۱۲۴۶ ہجری مطابق ۱۸۳۱ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی ماں نے یہ مجمر بنایا مجمر نرا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت باریک کام کیا ہوا ہی جالیان بھی بہت خوبصورت ہین اسکے دروازے مین بھی دو پٹ ایک ڈال نرے سنگ مرمر کے چڑھے ہوئے ہین۔

ظفر محل یا جل محل

قلعۂ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکے بیچون بیچ مین

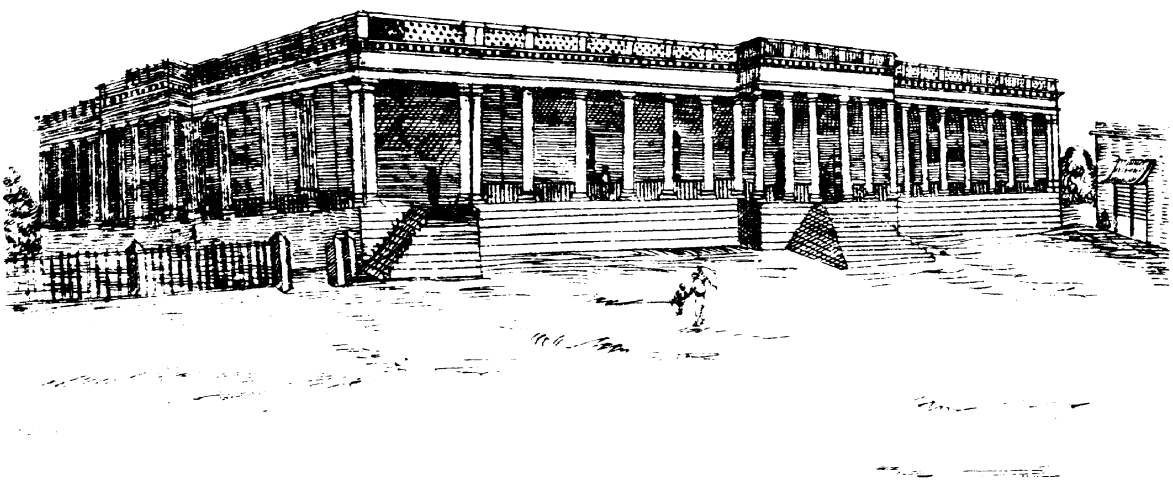

نقشہ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر

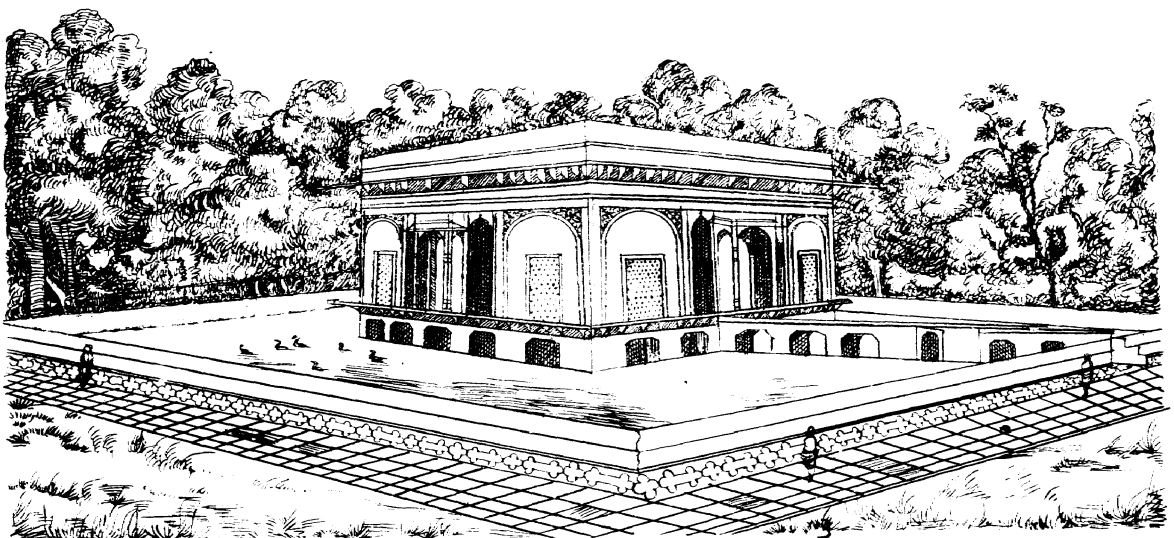

نقشہ ظفر محل مع حوضِ مہتاب باغ

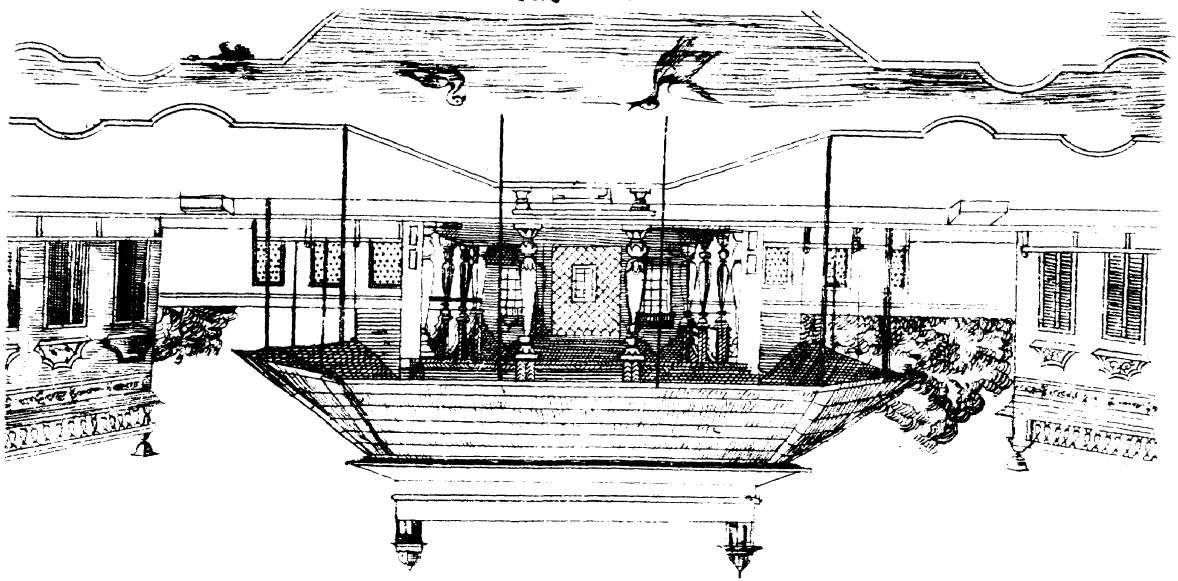

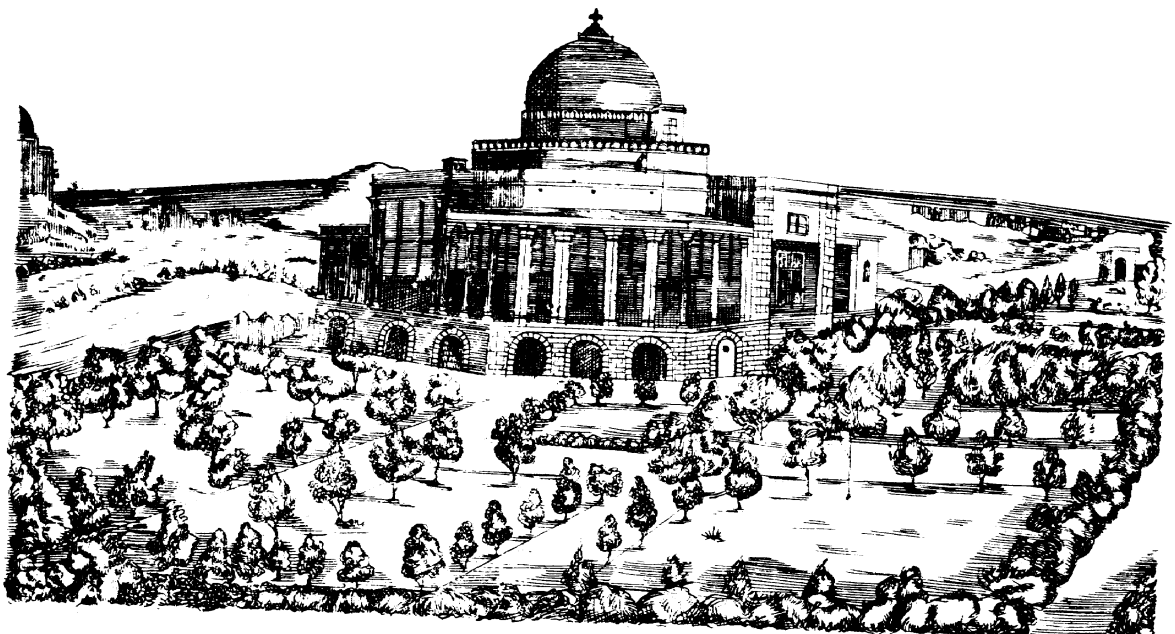

نقشہ کوٹھی صاحب کلان بہادر

ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۲۵۸ ہجری موافق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی ایک مکان بنایا ہی نرا سنگ سرخ کا اور ظفر محل اوسکے بننے کی تاریخ ہی اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہی بطور کمرے کے اور چار دنظرف غلام گردش ہی اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون مین شہ نشین ہین جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہی اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا ہی الا حوض کی وہ کیفیت نہین رہی۔

ہیرا محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے ایک بارہ دری نری سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام رکھا ہی اس محل کے آگے جو قدیمی نہر مارپیچ کی ہین اوسمین چوبیس فوارے چاندی کے تھے وہ تو اب نہین رہے مگر نہر رہ گئی ہی یہ محل بھی اس زمانے کے لائق بہت اچھا بنا ہی۔

کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح مین یہ ایک سیرگاہ اور مکان دلکشا ہی صاحب والا مناقب عالی مناصب فرزندارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان سر طامس سیافلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر

شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہی اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہی ؎

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی کے یہ باؤلی بنانی شروع کی اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ باؤلی بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہی ٹرے چونے اور سنگ خارا سے بنی ہوئی ہی قریب چودہ ہزار روپے کے سوائے قیمت پتھر کے اس باؤلی کے بنانے مین خرچ ہوئے ہین۔

آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک ندی ہی اوسپر سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہی یہ پل نہایت عجیب ہی لوہے کی کمانیون پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہین اور اوپر راستہ بنایا ہی ایسی ترکیب ان کمانیون کی رکھی ہی کہ جب کوئی وزنی چیز آتی ہی تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہی ہر چیز کے چلنے سے یہ پل لچکتا ہی اور کمانیان بوجھ بٹا لیتی ہین اس نواح مین اس قسم کا

نقشه سالار جنگ

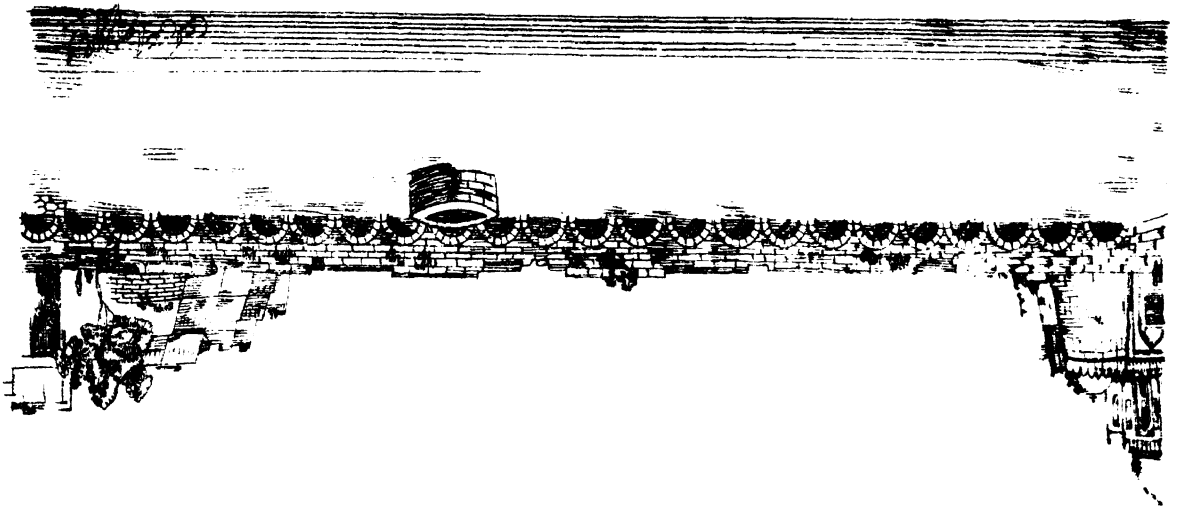

پُل عجائب روزگار سے ہی۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بموجب حکم لارڈ الن برا بہادر کے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ حوض تیار ہوا ہی اس حوض کو سر سے پانوں تک سنگ سرخ کا بنایا ہی اور چارون کونون پر چار برج کٹہرے دار بہت خوشنمائی سے بنائے ہین دونون طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہی طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہی اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہوگئے ہین اس سبب سے لوگون کو بہت آسایش ہی۔

پُل جدید نکمبود

نکمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گڈھ کے برابر سنہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پُل بنایا ہی اگرچہ یہ پُل چونے اور اینٹ کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہی اور ایسے خوش قطع اور بڑے در لائے ہین کہ دیکھکر آدمی ششدر رہجاتا ہی اسکے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہوگئی ہی اور نکمبود کے گھاٹ اس پُل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین برسات کے دنون مین صدھا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی۔

خاتمہ

اردو زبان کے بیان مین

(۱) ہندؤن کے راج مین تو یہان ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے مین آتی تھی ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے جب مسلمانون کی سلطنت نے یہان قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہوگیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ۸۹۴ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسکے چندروز بعد سلطان سکندر لودھی کے عہد مین سب سے پہلے ہندؤن مین سے کائستون نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قومون نے بھی شروع کرلیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندؤن مین بھی رواج ہوگیا۔

(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا مین کچھ تغیر وتبدل نہین ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا مین کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہون ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیح سے تیرھوین صدی مین فارسی زبان مین بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکریان اور نسبتین ایسی زبان مین کہین تھین جسمین اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا مین جب ہی

نقشہ مسجد خانی کشمیر

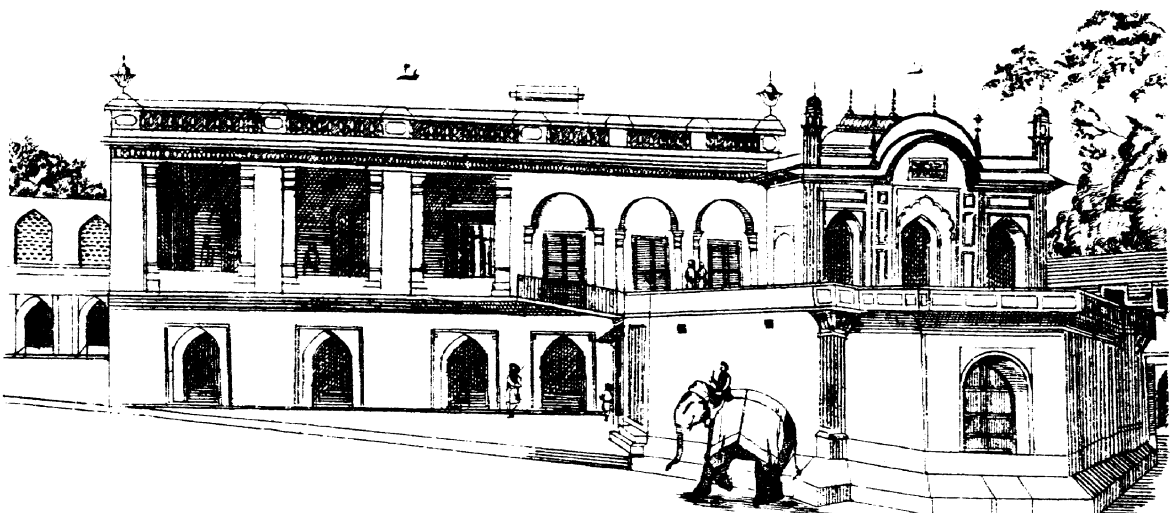

نقشہ مکان مسجد حکیم احسن اللہ خان بہادر

مکان

مسجد

سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نتھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان
بادشاہ نے ۱۰۵۸ ہجری مطابق ۱۶۴۸ عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد
کیا اور ہر ملک کے لوگون کا مجمع ہوا اوس زمانے مین فارسی زبان اور ہندی
بھاشا بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظون اور اکثر بھاشا کی لفظون مین
بسبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہوگئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور
اردو معلی مین ان دونون زبانون کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہوگئی
اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا
محذوف ہوکر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب
اور آراستگی ہوتی گئی یہان تک کہ تخمیناً ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی
کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہی
کہ سب سے پہلے اس زبان مین ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے
معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ
اوسکے شعرون مین اور شاعرون کی زبان پر طنز نکلتی ہی مگر اوس زمانے کے شعر
بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دن بدن اِسکو ترقی ہوتی گئی
یہان تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہونچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہی اور اوسکے شعرون مین ایسے
اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہین کہ آجتک سب اوسکی تعریف کرتے ہین

سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہی اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہی مگر میر کی زبان کو اوسکی زبان نہین پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والون مین میر امن جسنے باغ بہار لکھا سب پر فوق لے گیا حقیقت مین نظم لکھنے مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکھنے مین ویسا ہی کمال میر امن کو ہی۔

(۵) عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہی اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک بہت عمدہ دستاویز ہی۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے پر یون ہی آن پڑا ہی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔

(۷) ہندی بھاشا مین دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی دفعہ اردو زبان مین اسیطرح پر بھی شعر کہا جاتا ہی اور اوسکو ریختی بولتے ہین غالب ہی کہ تخمیناً ۱۲۲۰ھ ہجری مطابق ۱۸۰۵ عیسوی کے انشاءاللہ خان نے اسکو رواج دیا۔

(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہین وہ سب اردو شعرون مین مروج ہین الا مکری اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہی زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتین جو مشہور ہین فقرے ہوئے ہین کہ اون مین دو یا تین یا زائد چیزین جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہین معلوم ہوتی ہے بیان کیجاتین ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب مین پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی مین کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ وہ چیز کیا ہی بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہی کہ اوسمین اوس چیز کا نام بھی آجائے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہین پھر اوسپر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکری مین عورت کی زبان سے ذو معنی بات بیان کی جاتی ہی کہ جنمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسری سے اور کچھ قائل اوسکا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیان

بالا تھا تو سبکو بھایا — بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
مین لے دیا اسکا ناؤن — بوجھے تو بوجھ نہین چھوڑے گاؤن

دیا یعنی چراغ

فارسی بولی آئی نا ترکی بولی پائی نا آئینہ
ہندی کہتے عار سی آوے مُنھ دیکھون جو اسے بتاوے

مُکری

آپ ہلے اور موکو ہلاوے واکا ہلنا موکو بھاوے
مل ہلا کے بھیا نسنکھا ای سکھی ساجن نا سکھی پنکھا پنکھا

سبتین

گوشت کیون نہ کھایا ڈوم کیون نہ گایا گلا نہ تھا
انار کھایا کیون نہین وزیر رکھا کیون نہین دانا نہ تھا
سموسہ کیون نہ کھایا جوتہ کیون نہ پہنا تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم ای صنم اچھا لومین بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے میر صاحب بھی کیا دیوانے ہین
میر اوس نیم باز آنکھون مین ساری مستی شراب کیسی ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئے

تمت بالخیر

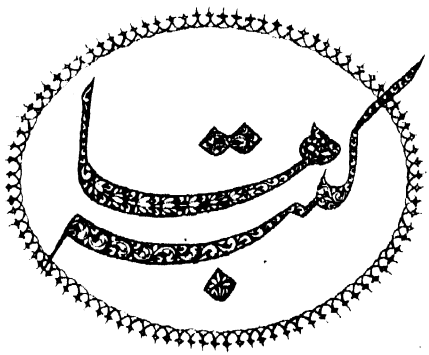

(۱) تتمہ - اصل (۱)

کتبہ لوہے کی لاٹھ کا

ترجمہ

اُس شخص نے کہ جسنے یہ خبر سنی کہ میرے دشمن اچھی سپاہ اور رفیقون کے ساتھ مجھسے لڑائی اور مورچہ بندی کی تیاری کرتے ہین ایک آلہ شہرت کا کھدوایا جسطرح کہ اُسکی تلوار کے زخم اعضاے دشمنون پر جو شخص کہ مالک سات سلطنت کا تھا اُسنے دریاے سندھ سے عبور کرکر سندھیون قوم دہلی کا زکودبالیا اُسکی

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتین جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھین اس زمانے
مین بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہین۔
جسطرح کہ شیر ایک شکار چھوڑکر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اُسنے اس دنیا کو
چھوڑکر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مرگیا مگر اُسکی نام آوری ابتک ہی زمین پر
بسبب اُسکے پہلے کامون کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مرگیا ہی لیکن اُسکے
ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنون کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم مین
باقی ہی۔
اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت
کی اور اُسنے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتین اکھٹی کی تھین اور اُسکے
چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاواکا جسنے اپنا
سر جھکایا پاؤن دشمنون مین اور لگایا اپنا دل اُسی دشمنون پر تھا یہ اونچا
ہتیار یعنے لاٹھ دشمنون کے نام پر جو قابل پرستش کے ہی بنایا ہوا دھاواکا۔

(۲) تتمۂ اصل (۲)

کتبۂ لاٹھ اشوکا یا فیروز شاہ

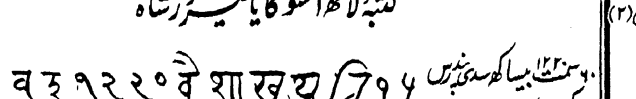

۱۰ سنت ۲۲۱ بیساکھ سدی پندرس ساکھنبری کا راجہ سری مان یعنی بہ صفت موصوف انیل دیو کا بیٹا سری مان یعنی بہ صفت موصوف بلدیو۔

جانب غرب

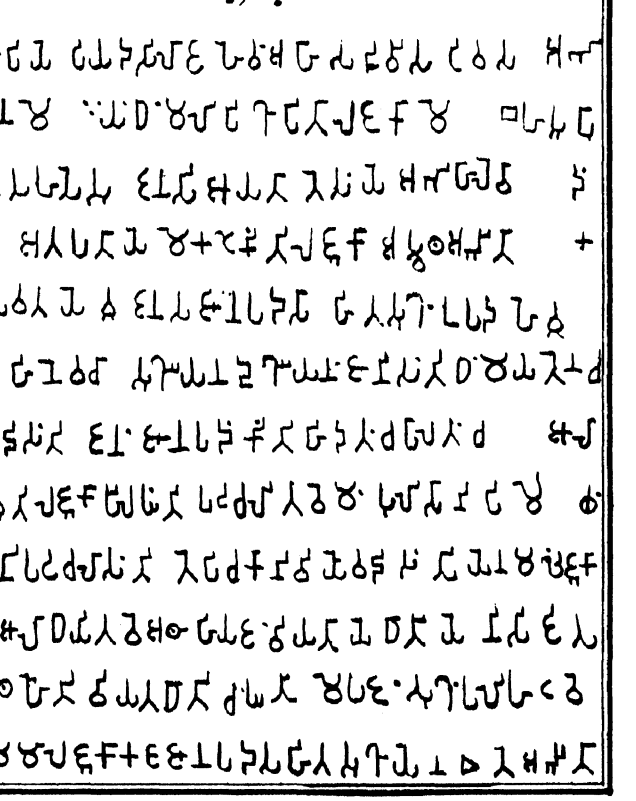

جانب جنوب

جانب شرق

ꝸꝩꝟꝸꝹꝸꝺꝸꝺ꞉ꝺ꞉ꝺ꞉ꝺꝸꝺꝸꝺꝸ

جانب شمال

ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ
ﺍﺑﺠﺪ ﻫﻮﺯ ﺣﻄﯽ ﻛﻠﻤﻦ ﺳﻌﻔﺺ ﻗﺮﺷﺖ ﺛﺨﺬ ﺿﻈﻎ

ᠲᠤᠭᠲᠠᠭᠠᠨᠠ ᠵᠤᠪᠯᠠᠨᠲᠤ ᠭᠤᠵᠤᠭᠠᠷᠲᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ
ᠬᠤᠪᠢ ᠠᠮᠢᠶᠠᠨ ᠳᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ ᠠᠮᠢᠶᠠᠨ ᠪᠤᠶᠤ
ᠬᠠᠮᠤᠭ ᠠᠮᠢᠳᠤ ᠪᠤᠶᠤ ᠬᠤᠭᠤᠷᠠᠭᠠᠨ ᠳᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ
ᠪᠤᠯᠤᠨ ᠬᠤᠭᠤᠷᠠᠭᠠᠨ ᠳᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ ᠬᠤᠭᠤᠷᠠᠭᠠᠨ
ᠳᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ ᠬᠤᠭᠤᠷᠠᠭᠠᠨ ᠳᠤ ᠪᠠᠶᠢᠭᠠᠭᠠᠷᠠ
ᠬᠤᠭᠤᠷᠠᠭᠠᠨ

[illegible]

:ᚱᛏᛉᛏᛊᛗᛜᛊᛚᛜᛊᛉᛊᛏᛜᛁᛗᛋᛏᛊᛏᛜᛊᛉᛜᛊᛏᛜᛊᛉᛜᛊᛏᛜᛊᛉᛜ

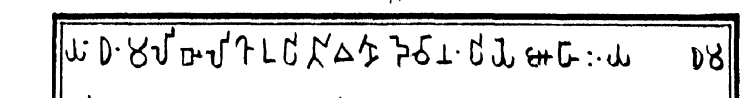

جانب شرق

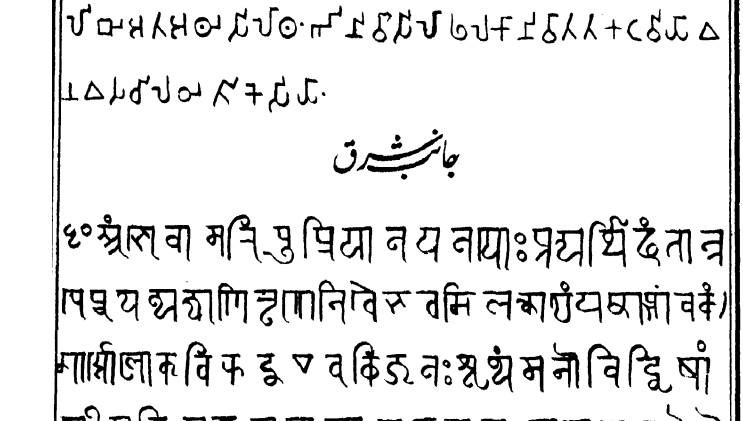

جانب غرب

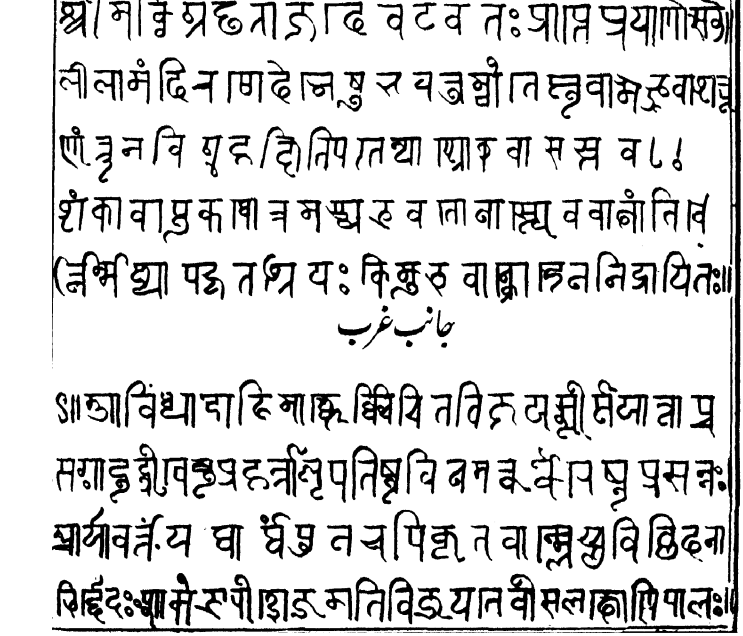

ह्वातसचति चा ह मा वतिल कः शा कस्त्री सू पतिःश्री
मद्वि भ्रद्भ्रा ऽ ए ष विड् यी मं तातद्भा भ्रः।
स्रात्मारि कव देद्य ऽ स्त्रि मि व द्वि ध्यो ततालऽवः
षि ष स्त्री क त्राणा ऽ त्म मा स्तृ त व ता मुद्या ग स्तूद्य म नः ॥

اے بسیل راج دیوا پکی چلنے کے سامان مین دشمنون کی عورتون کی آنکھ مین پانی ہوتا ہی اور دشمنون کے دانتونمین کھانس ہوتی ہی اور بڑی سی بڑی شاعری آپکی تعریف کرنیوالی ہوتی ہی اور رستہ ایسا ہوتا ہی کہ جس سے گنہگار لوگ بھی بہشت کو چڑھ جائین اور دشمنون کے دل خالی ہوتے ہین۔

اے بلدیو دشمنو کی عورتون کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہ کی ناجائی ہین اُنمین آپکا رہنا ہوا اور تمھارے دلمین اُنکا رہنا ٹھیک نہین اور دشمنون کے دلونمین تمھارا رہنا ہوا اور آپ کو تو دشمنون کی دہشت ہی نہین کسواسطے کہ پرشوتم کہ جسنے سمندر کو متھ کر لچھمین نکالی اُسکی گودمین آپ کیا نہین سوئے ہو۔

سا کھمبیری راجہ دیوتا دنیا مین سب سے اونچا ہی کیسا کہ جسنے بندھیاچل سے ہمادری تلک تیرتھ جاترا کرنے مین فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرنیوالون کو مارنے والا اور نیچی گردن والون سے خوشی اور جسنے بے دھرمون کو مار کر آریاورت کو بامعنی کردیا۔

یہ ساکھمبیری راجہ سریمان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہی کہ اب ہمنے ہماچل اور بندہ کے نیچ کی زمین خراج دینے والی کرلی اور باقی کی اپنا کرنے مین تمھارا دل ارادے سے مت ہو کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہین اُنکا سردار ہی۔

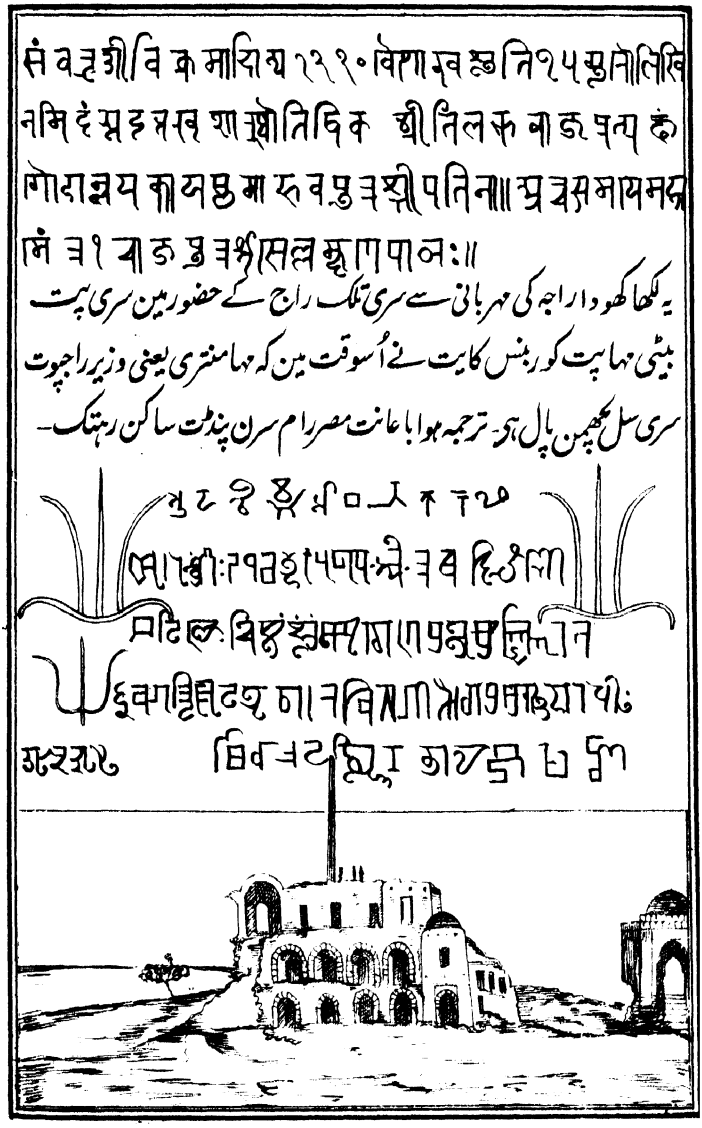

یہ لکھا کھودا راجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور مین سری پت
بیٹی مہاپت کو رینس کایت نے اُسوقت مین کہ مہامنتری یعنی وزیر راجپوت
سری سل لچھمن پال ہی۔ ترجمہ ہوا باعانت مصرام سرن پنڈت ساکن رہتک۔

نمبر (٥)

نمبر (٦)

کتبہ نمبر ۹ یعنی لاٹھ درجہ اول

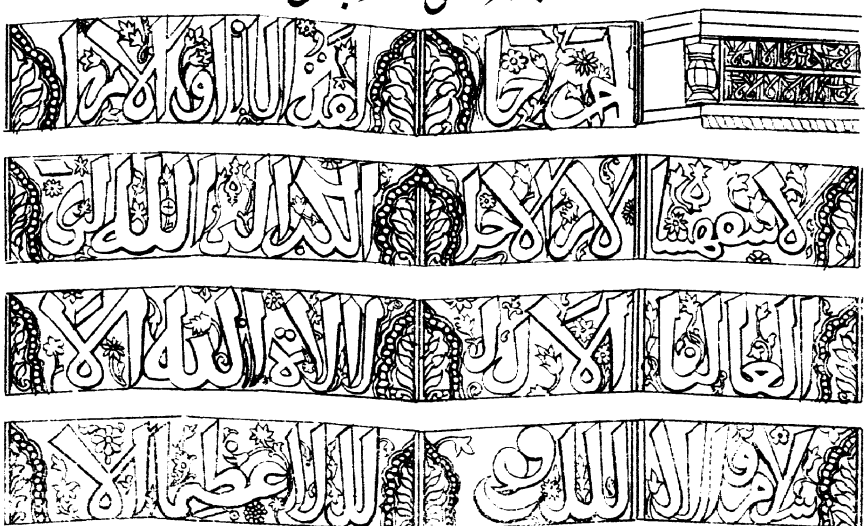

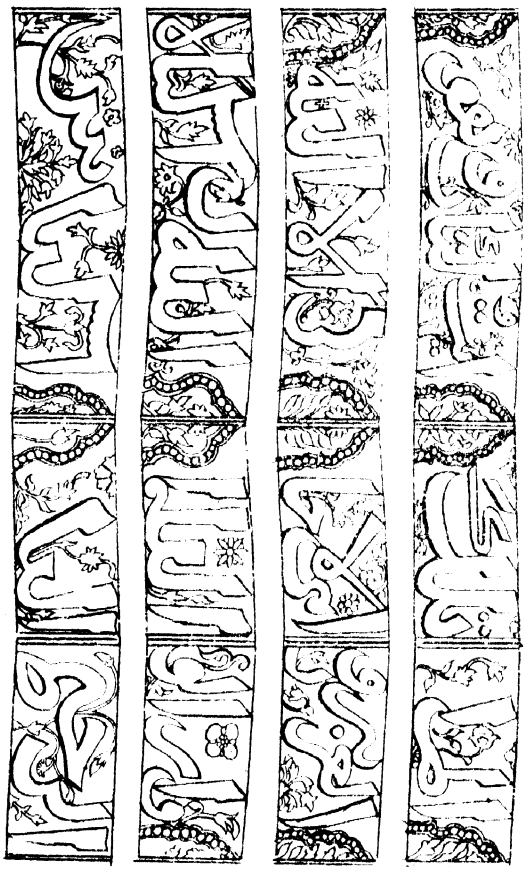

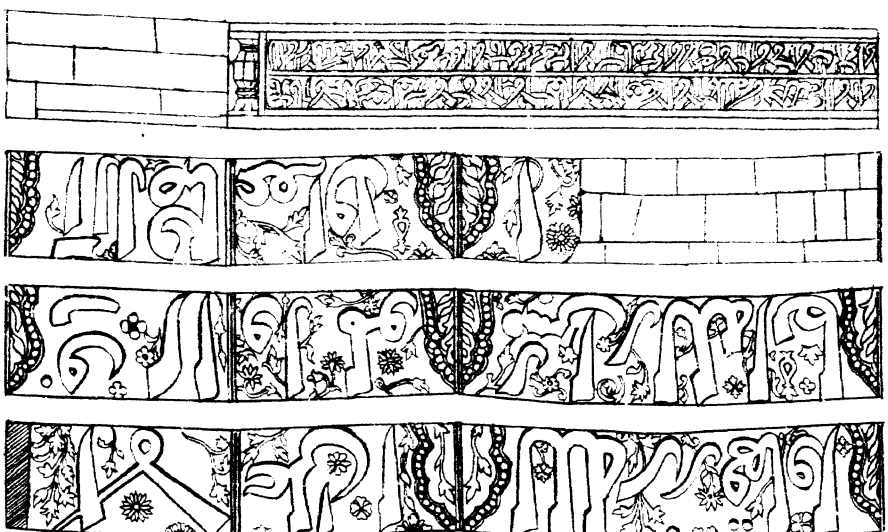

سطر دوم صفحهٔ اول

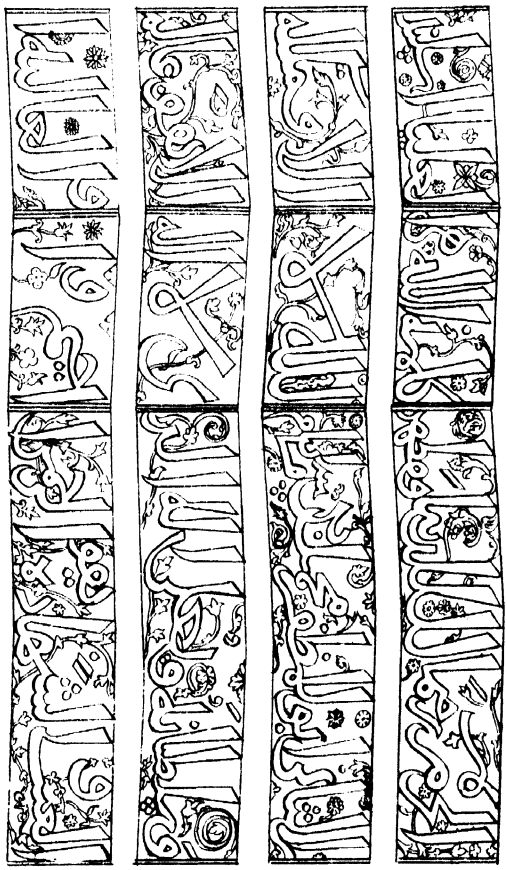

سطر سوم درجه اول

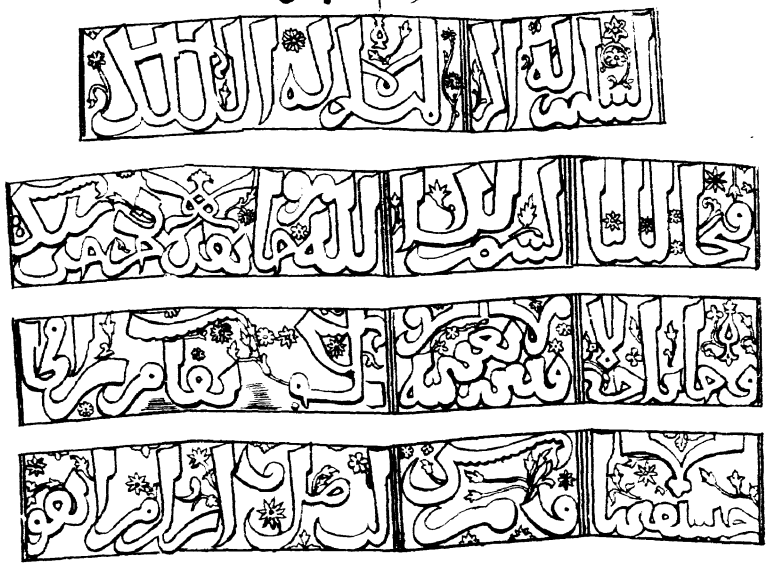

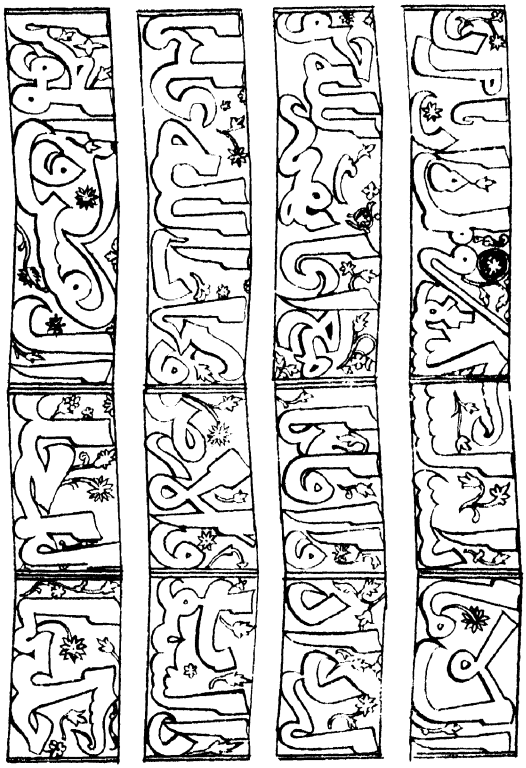

سطر چہارم درجہ اول

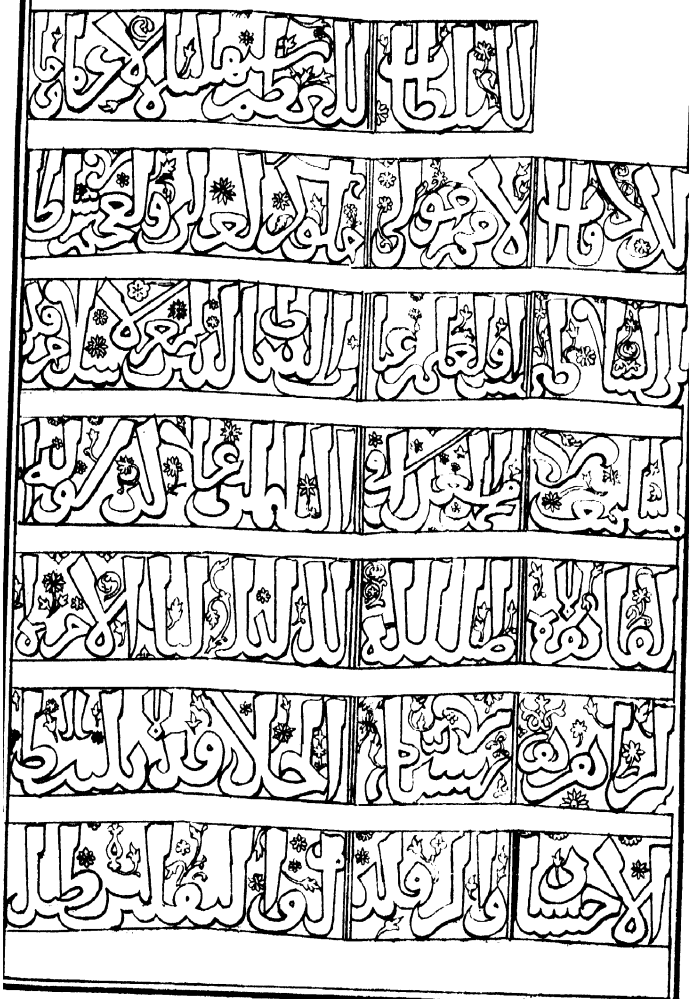

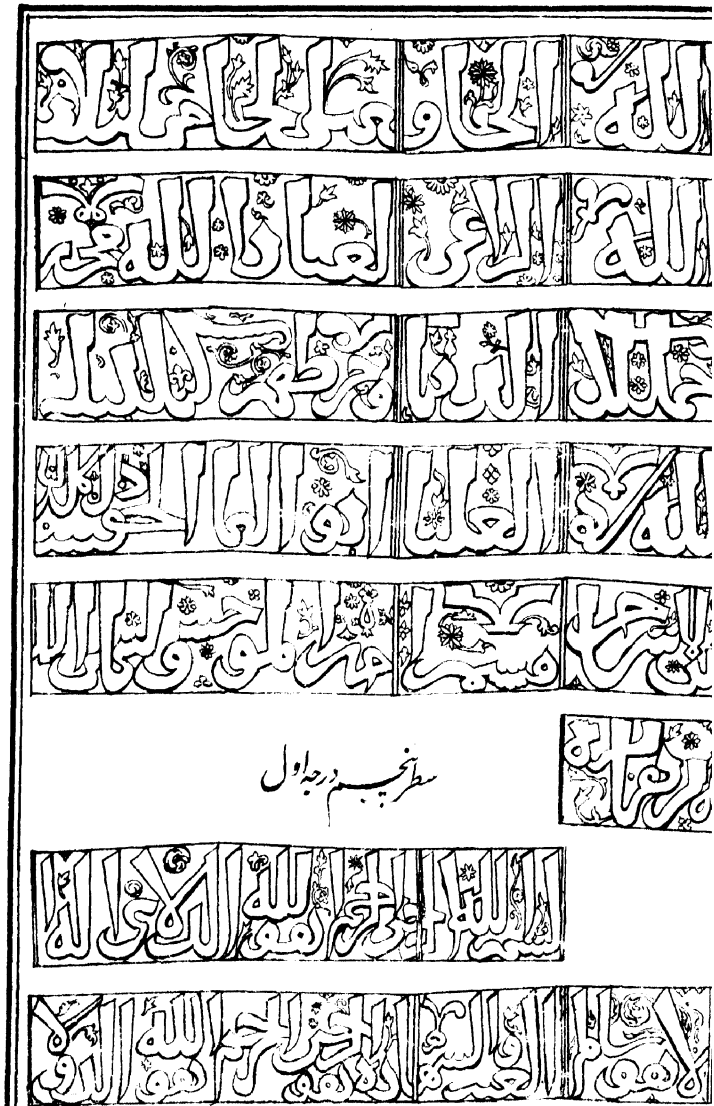

سطر پنجم درجه اول

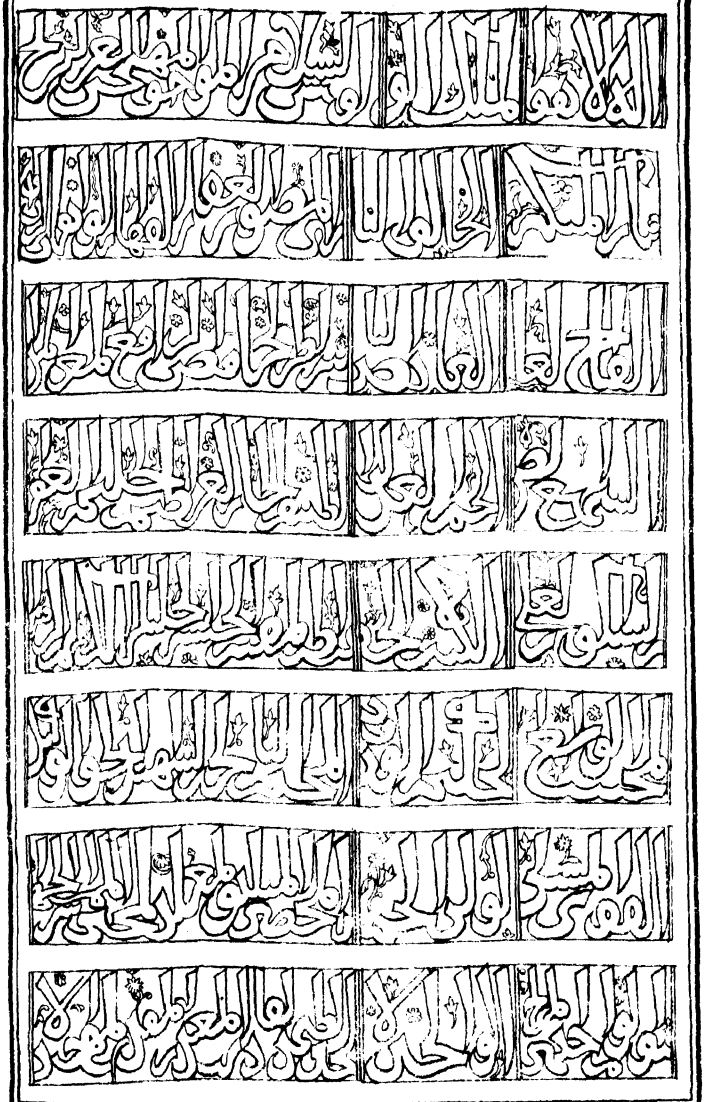

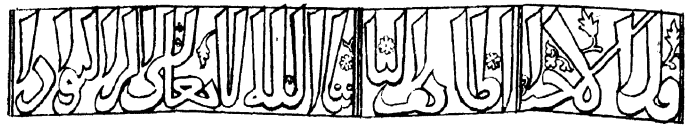

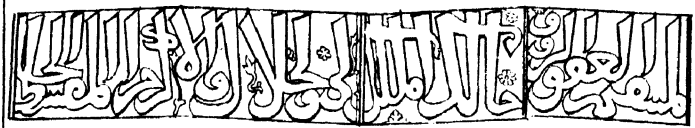

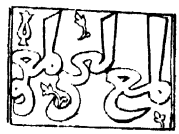

سطر ششم در جدول

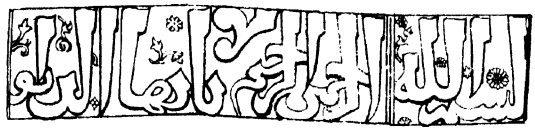

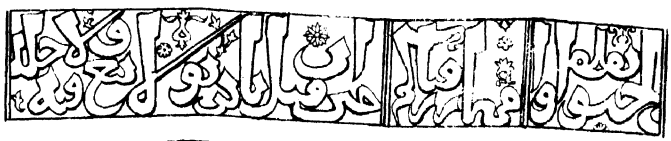

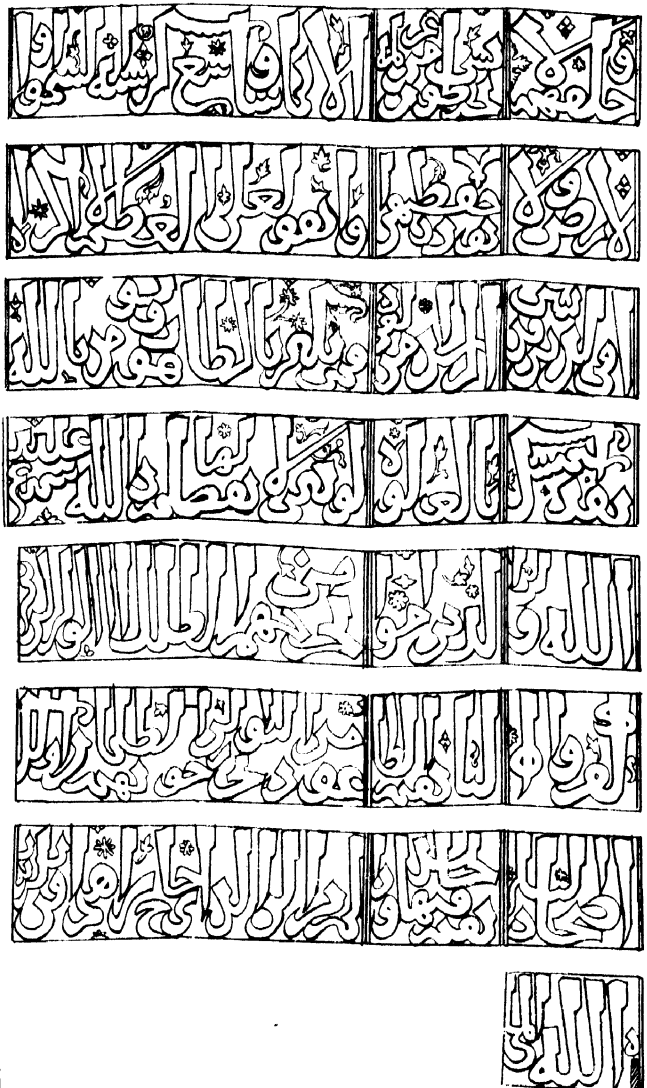

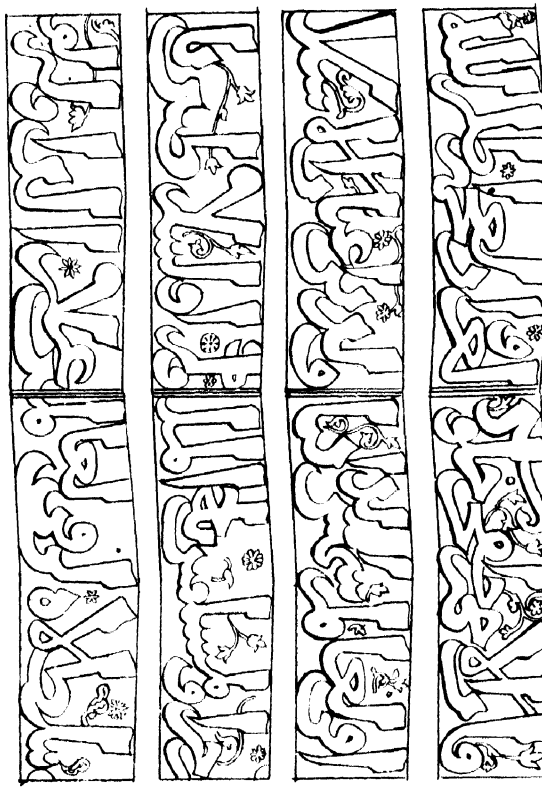

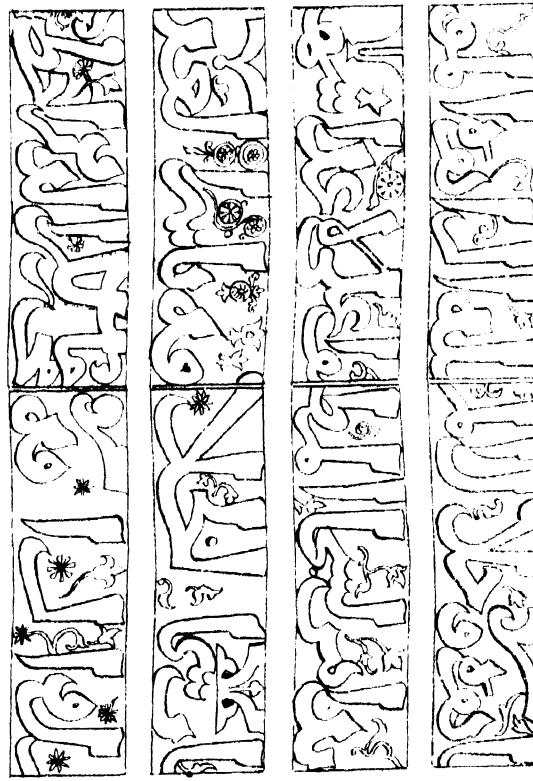

بالای دروازه درجه سوم

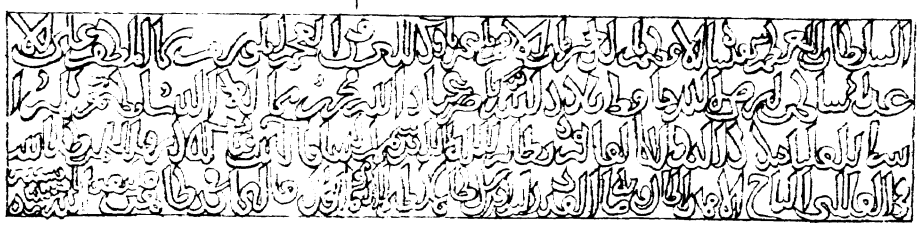

برپلوی درجه سوم

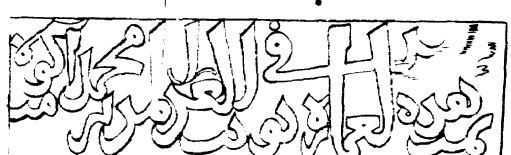

سطر درجه سوم

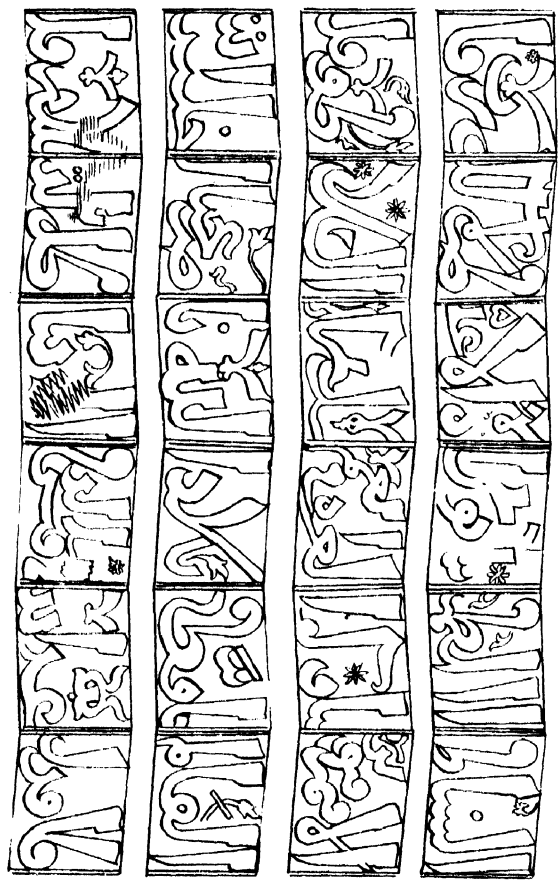

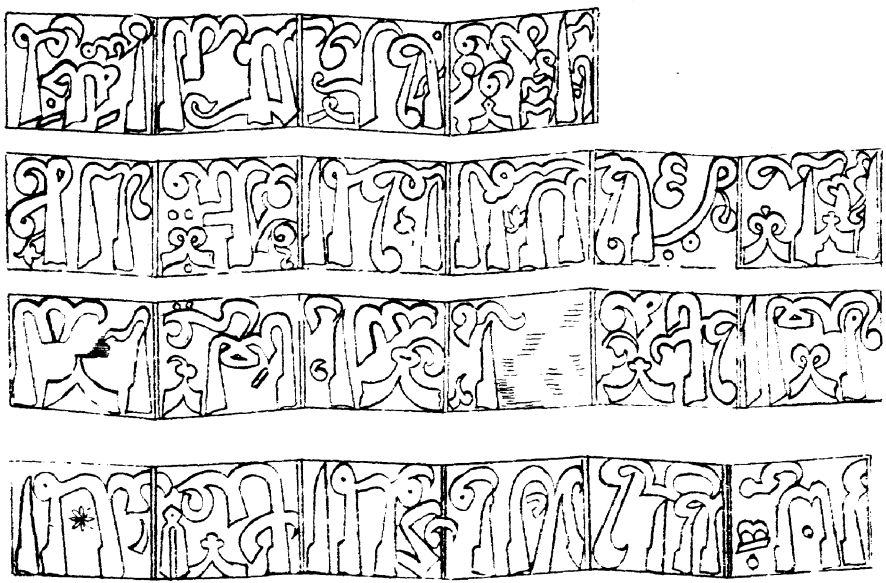

سطر درجه چهارم

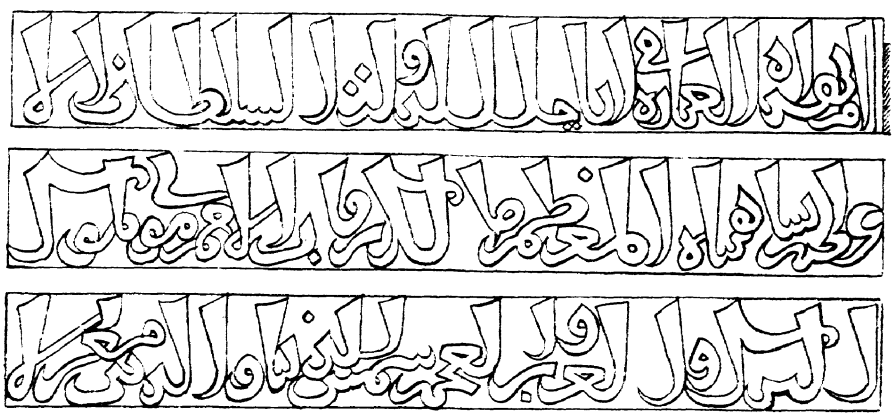

۱۳ نمبر درجہ پنجم لاٹھہ

۱۴ نمبر کتبہ دروازۂ اول لاٹھہ

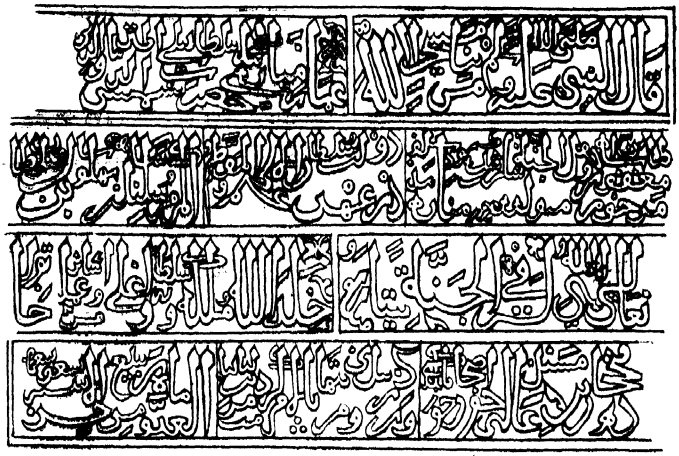

سطر متعلقۂ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاے جانب غرب

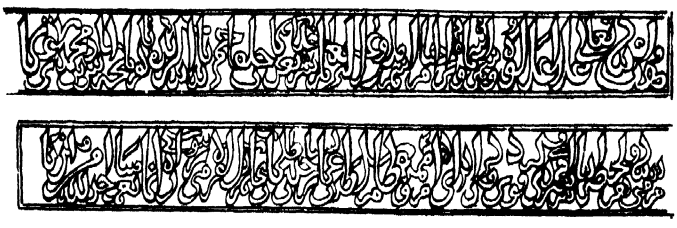

سطر ثانی متعلقۂ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاے جانب غرب

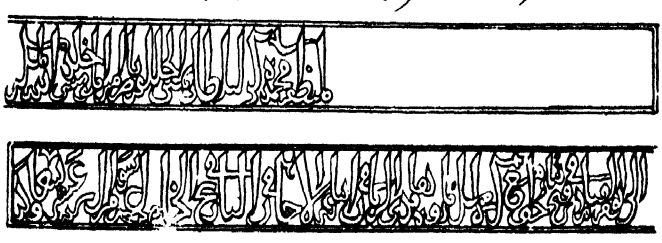

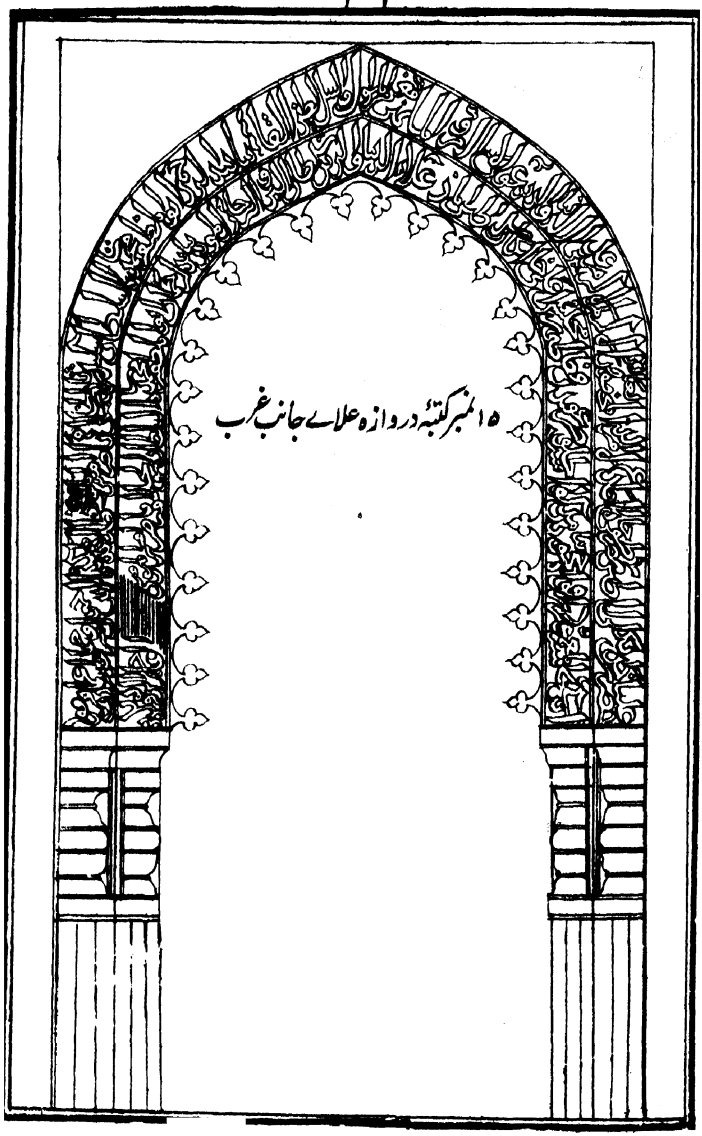

۱۵ نمبر کتبہ دروازہ علاے جانب غرب

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے

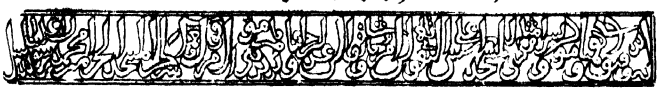

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے

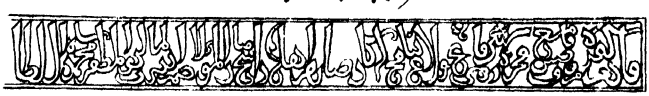

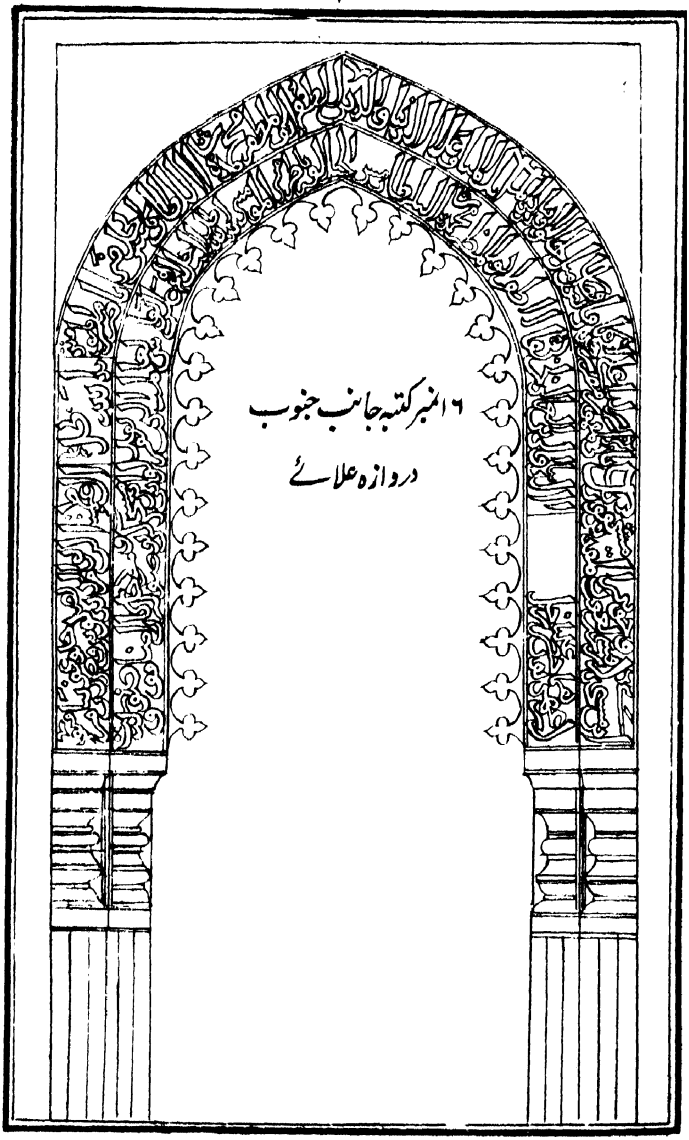

۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب

دروازہ علائے

سطر متعلقۂ ۷ انبر کتبہ دروازہ علائے جانب شرق

سطر متعلقۂ ۷ انبر دروازہ علائے جانب شرق

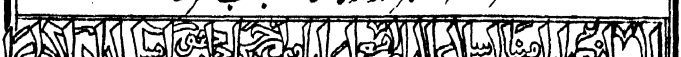

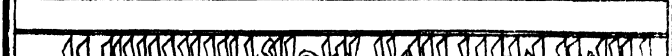

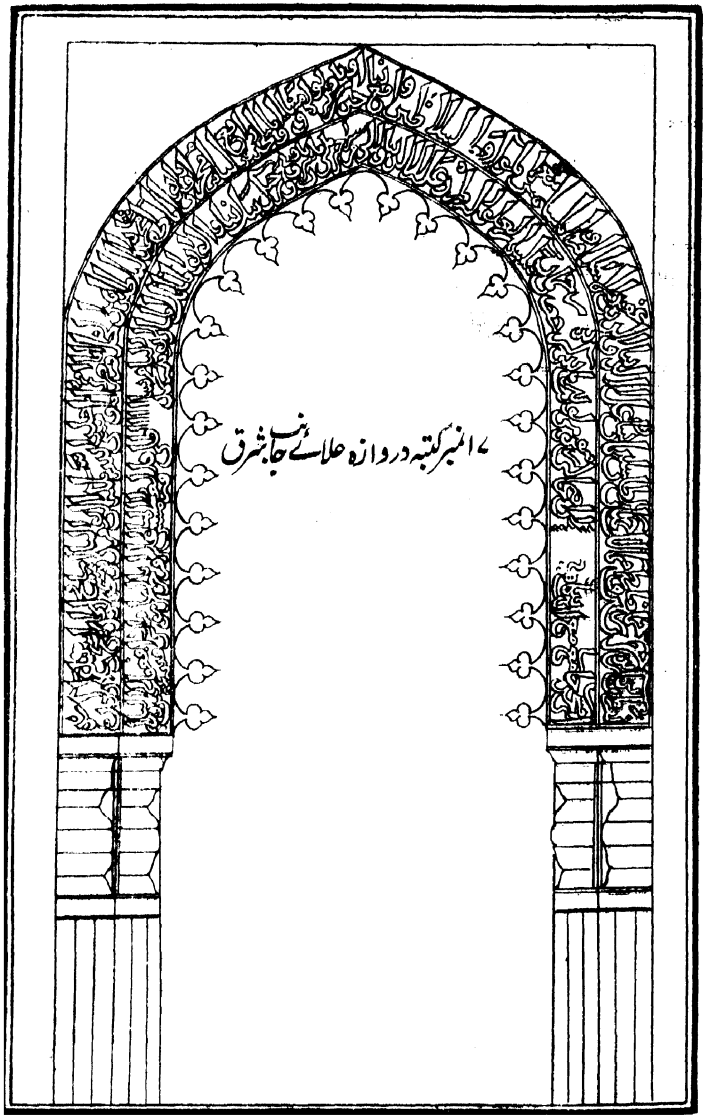

۷ المبر کتبہ دروازہ حلائے جانب شرق

سطر متعلقهٔ ۸ انبر کتبه درگاه سلطان غازی

سطر متعلقهٔ ۸ انبر کتبه درگاه سلطان غازی

سطر متعلقهٔ ۸ انبر کتبه درگاه سلطان غازی

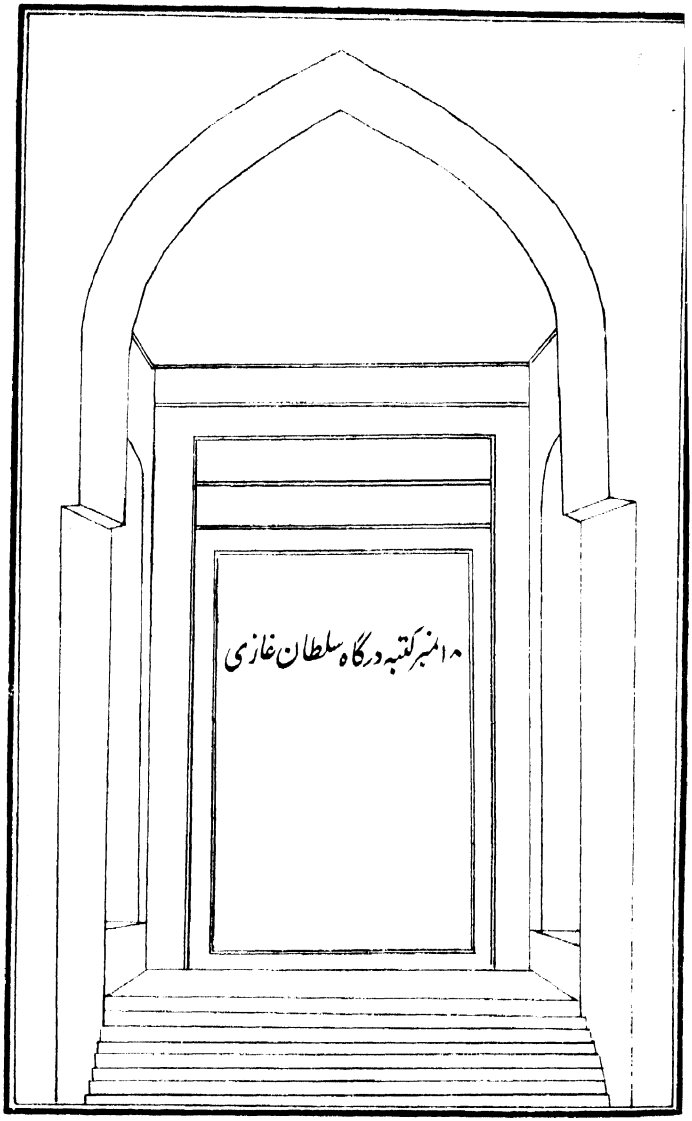

۱۸ منبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

در عهد اعلیحضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلسل الله خان ابن میر میران الحسینی نعمت الهی

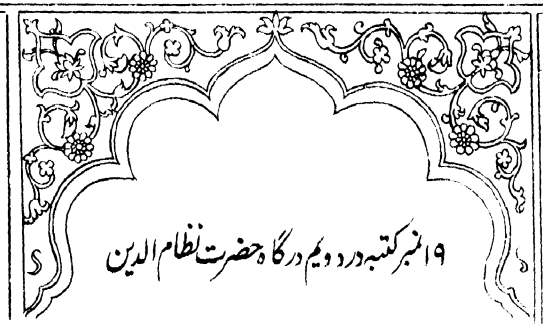

۱۹ نمبر کتبه در دویم درگاه حضرت نظام الدین

که حاکم شاه جهان آباد بود این فی سنه الف و یکصد و شصت و سه در روضهٔ متبرکه مرتب نمود

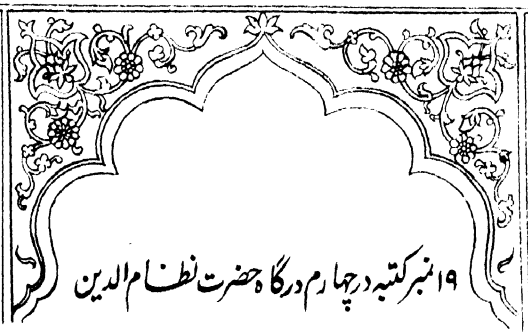

۱۹ نمبر کتبه در چهارم درگاه حضرت نظام الدین

۲۱ نمبر کتبہ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین*

۲۲ نمبر کتبہ کالی مسجد شہر

* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

۲۳ منبر کتبہ مقبرۂ فیروز شاہ

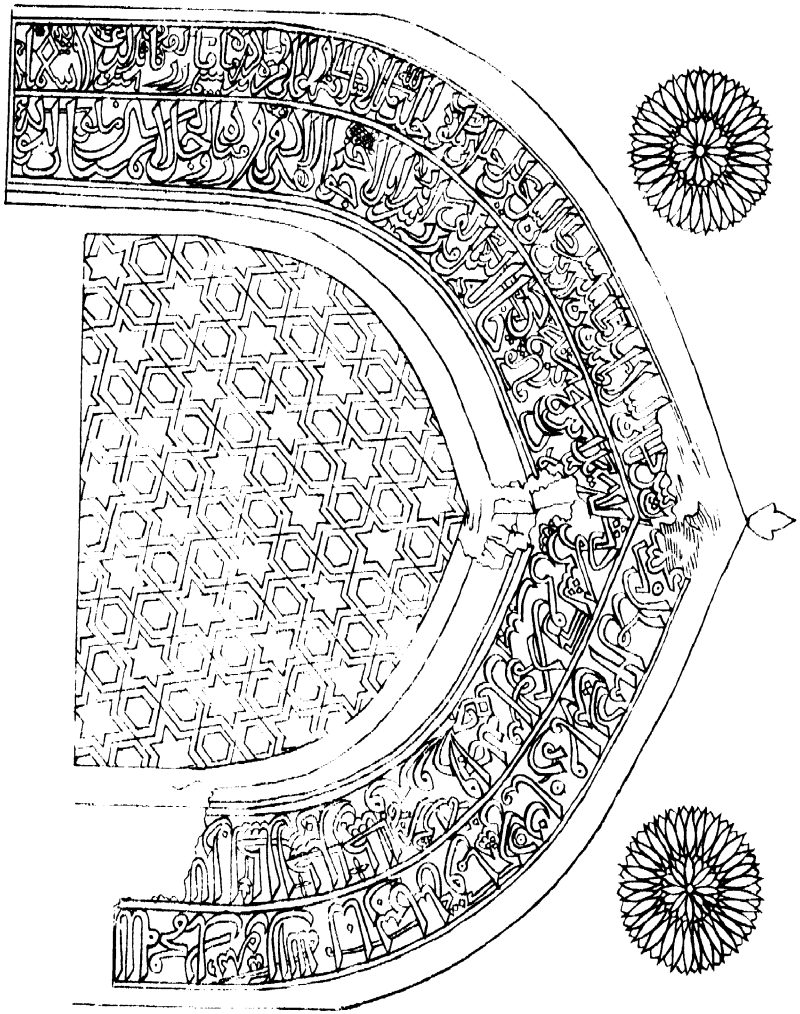

۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی

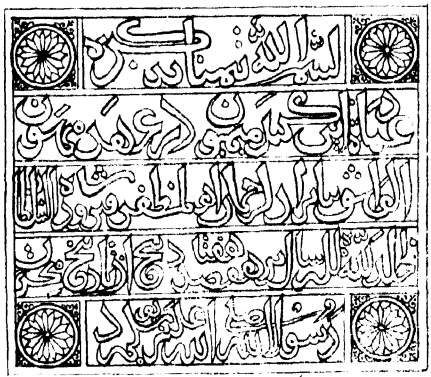

۲۴ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان

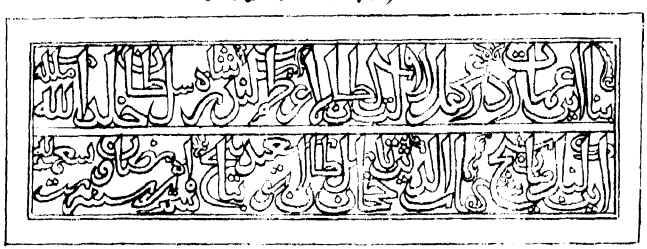

نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موٹھ

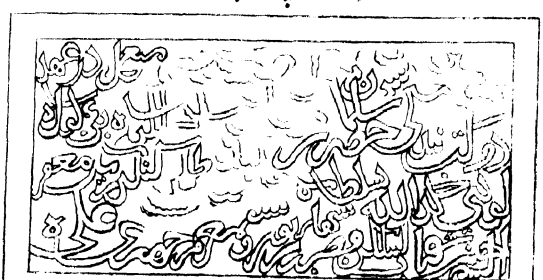

نمبر ۲۶ کتبہ راجون کی مائین کا

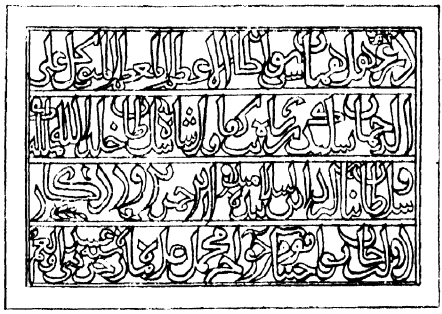

نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال

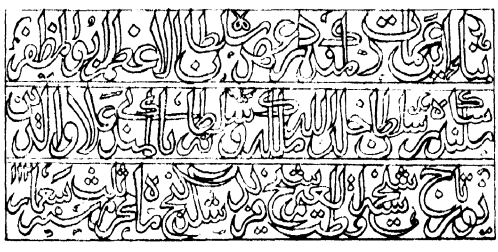

۲۸ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا فتاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نورالدین
جہانگیر بادشاہ غازی از دارالخلافہ
آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بر زبان الہام بیان گذرانیدند

اللہ اکبر

بدیہہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر
عجب پُر فیض جارے کامرانیست
نشیمن کاہ جنت آشیانیست
سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری موافق سنہ ۱۰۲۸

۲۹ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا ناصر

چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض رسان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ
این حسنِ مطلع را نیز نقش نمایند

اللہ اکبر

ہمایون شاہ ابن شاہ بابر
کہ اصل پاکش از صاحب قرانیست
سنہ ۱۶ جلوس مبارک
جہانگیری موافق سنہ ۱۰۳۰

نمبر ۳۰ کتبہ درگاہ امام ضامن

نمبر ۳۱ کتبہ دروازہ قطب صاحب

۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

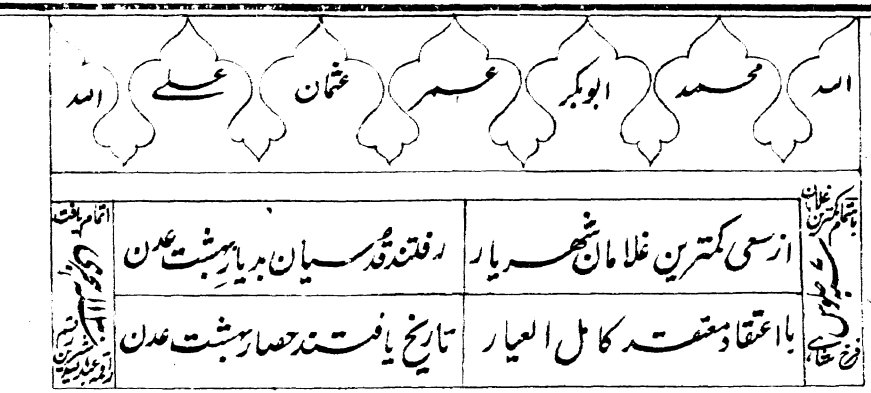

۳۳ نمبر کتبہ ہای مسجد پرانا قلعہ

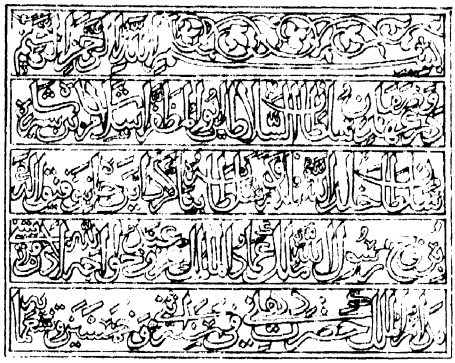

۳۴ نمبر کتبہ ہای کہاری باولی

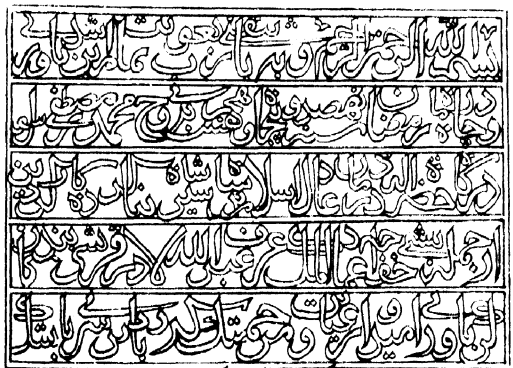

سنگ این کتبہ کم شد

۳۵ نمبر کتبہ مقبرہ عیسی خان

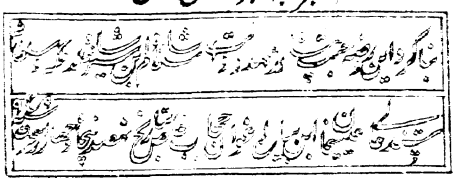

نمبر ۳۶ کتبہ خیر المنازل

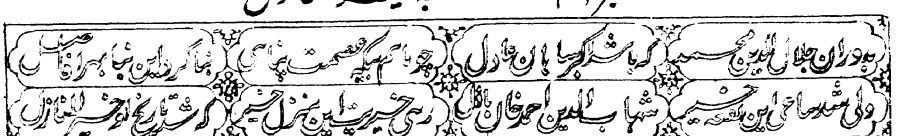

قابلہ سارنحس باہتمام درویش حسین

۳۷ نمبر کتبہ مقبرہ تکہ خان

کتبہ درگاہ امیر خسرو

نمبر ۳۸

ای شربت عاشقی بجانت — در ردست نمان زمان زمانت — شد سالک نزید از تو منظورم
زلفت که شد لعب زنگیانت — جا در دیده جاست بنده خسرو — چون شد هزار جان فدایت
مرا نام سگ سمع موجه عالم — دو شین دو لام تو دو قاف دو میم — اگر نام مایی تو زین خسرو نهاد
هر آنم که کسی مردی نهم کاتب بنگر زسر تا شیخ فرید گنج شکر
ای خسرو دلی نظیر عالم — بار دهنه تو مرا نیاز است — تا عمر تو دولت هر از است
نقص از لی همه بار بست — تاریخ نبشش عقل گفتا — بار دهنه بگو که جای ارزانست
قایل این کلام مایی بن مقام طاهر محمد نا الدین حسن ابن لطان علی سبزواری سجزی فی سنه ۱۱۱۴ اغفر له ذنوبه
دستر هیو به الکاتب عبد النبی ابن ایوب

لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

زمین را از پی اوج شد سر دار
بدوران باد بر شہنشاہ عادل

مہر خسرو خسرو ملک سخن
ان بحر طبع فضل دریای کمال
نثر او دلکشتر از ماء معین
نظم او حیرانی تر از زلال
بلبل دستان سرای بیقرین
طوطی شکر مقالی بی مثال
از پی تاریخ سال فوت او
چون نہادم سر بزانوی خیال
شد مدیم انشل بگو تاریخ او
دیگری گفتا طوطی شکر مقال

مہدی خواجہ سید ماجاہ در جلال

شہر یار بی کن اساس بے بہا
نخم شیعی چو مہدی کرد کشت
تا پی تاریخ بنای این چو کرد
گفت شہاب الہدای المقتدی

نمبر ۳۰ کتبہ در کاہ طاق امیر خسرو

اللہ

نور الدین محمد

ہمدر شہنشاہ عالم پناہ ابو المظفر
بادشاہ عادل غازی
خلد اللہ ملکہ و سلطانہ وفا
رب العالمین بحرمۃ محمد و آلہ

نمبر ۳۹ کتبہ بارہ پلہ

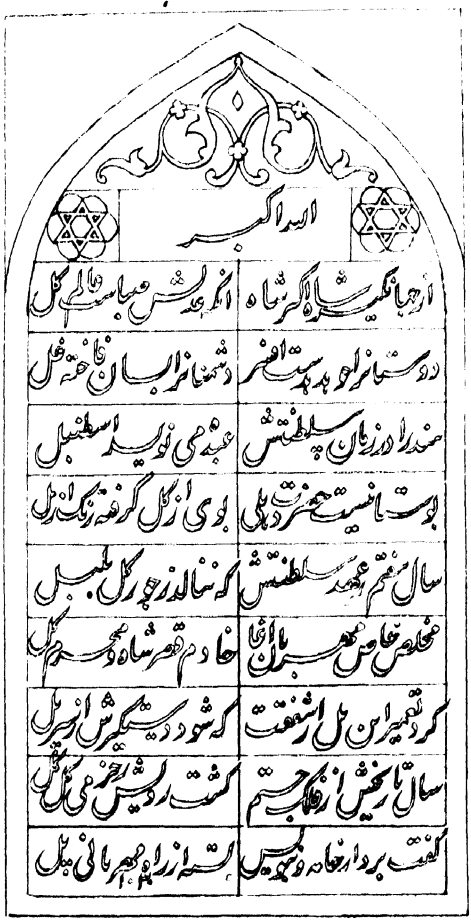

۱۴ نمبر کتبہ پل سلیم گڑھ

یا فتاح	شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر	جل جلالہ	بحکم بادشاہِ ہفت کشور	اللہ اکبر
یا محی	کہ شمشیرش جہانرا کرد تسخیر	یا فیاض	جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر	یا ناصر
جہانگیری	کہ دو صفحش را نشاید کرد تحریر	جلوس	چو این پل گشت زر دہلی مرتب	سلسلہ
کتبہ ثانی	پل شاہنشہ دہلی جہانگیر	حسین جلیسی	پی تاریخ اتمامش خرد گفت	باہتمام

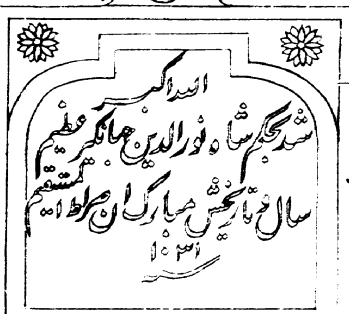

بمبر کتبہ پل سلیم گڑھ

نمبر ۴۲ قبہ مسجد جامع در اول

آشیانہ شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان کیہان خدیو کشورستان کیتی خداوند

کردون توان مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بیار دان

علای ولایت قضا فرمان قدر رفعت فرخندہ رای نجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر

اختر اسمان حشمت انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ

در دویم

مظہر قدرت الہی مورد کرامت ناصر دین اللہ العلیا مروج الملۃ الحنفیۃ البیضا

محیاء الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم والقاان الاجل الاکرم

ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہ جہان پادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ

واعلام حضرتہ مقھورۃ کردیدہ بصیرت حق بینش ارشعشعہ انوار ھدایتہ انما یعمر مساجد اللہ

در سیوم

من امن باللہ والیوم الاخر مستنیر ست بانیہ ضمیر صدق کزینش از اشعہ مشکوۃ روایت

احب البلاد الی اللہ مساجد ھا فرخ پدیر این مسجد کردہ اساس کردون مساس کہ کریمہ

لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پایدار اوست بنیہ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم کنایہ ایوان

استوار رقمہ وقبہ فلک شانش ارطبقات اسمان کذشتہ وشرفہ طاق سپہر نشانش باوج کیوان پیوستہ

در چہارم

کر زطاق قبہ مقصورہ اش جوئی نشان ہیچ نتوان کفت غیر از کہکشان و اسمان

فردبودی قبّه کرکردون نبودی نایش طاق یردطاق اگرجفتش نبودی کهکشان
فروغ شمسه پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتوکلس کنبد
تمام ارایش نورافزای قنادیل جنات منبرسنگ مرمرش چون صخره مسجد قبلی مرقات

درپنجم

مقام قاب قوسین اوادنی محراب فیض کسرش اند صبح صادق کشاده پیشانی بشارت رسان
ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب حمت اینایش صلا واللہ یدعوا الی دارالسلام بمسامع
خاص وعام رسانیده منارپیمرمدارش ندای ویحرجیه الذین احسنوا الحسنی ازنه
رواق کنبد فیروزه فامرکدراسیده سقف رفیع باصفایش تماشاه روحانیان کره افلاک

درششم

صحن وسیع دلکشایش سجده کاه پاک نژادان معموره خاک روح فضای فیض
انتما وطیب هوای روح افزایش ازروضهٔ رضوان حکایت کرده وعذوبت ماء معین
حوض دلنشین نظافت امایش ازچشمهٔ سلسبیل خبرداده درروز جمعه دهم
شهرشوال سال هزارشست وهجریه موافق سال چهارم رازدورسیوم جلوس میمنت
مانوس بساعت خجسته

درهفتم

وطالع شایسته سرمایهٔ ابتنا وپیرایهٔ تاسیس یافت ودرعرض مدت شش سال بحسن سعی
کارپردازان کاردان کارکزار وفرط اعتنا واهتمام رکارفرمایان صاحب اقتدار وبذل جد

وتجهیز استادان ماهر دانشور و فور کوشش پیشه کاران چابک دست حسنا هنروا نفاق
مبلغ ده لک روپیه صورت انجام وطراز حتنام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

در هشتم

بفرقدوم اقدس پادشاه ظل الله صانی بیت خدا کاه زیب زینت گرفت و با قامت نماز عید
وادی وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی موجع طوایف انام گردید
ومبانی اسلام وایمان را متانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون و مسالک
نوردان کوه وهامون را راسته عمارتی باین رفعت وحصانت در اینیه بصر

در نهم

ومرات خیال مرتسم نکشته وحقایق کزاران وقایع دهر وفکرت پردازان نظم ونثر را
که سوانح نگاران ندایم ارباب حلک ودولت وصنایع شناسان اصحاب کلنت وقدرتنه
افراخته بنائی باین شکوه وعظمت در زمان قلم وقلم زبان نگاشته فراز نده کاخ هستی
وطراز نده بلندی وپستی این بنیان رفیع را که قرة العین بنیش وزینت بخش کارخانه آفرینش است
پایدار داشته صدای تسبیح مسبحان را هنگامه آرای ذاکران بمجامع ملکوت وزمزمه پیرایان
نشاط افزای متکفان جوامع جبروت دارد وروسنای معموره جهان را بخطبه دولت جاوید طراز ان
یاد داد کرد زیرا که بمیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن وامان بر روی روزگار کشاده است الخ

نمبر ۴۳ کتبه مسجد اکبر آبادی

این مسجد فیض انتما و سرای راحت جای خجسته بنا و جوار دلکشا که عبادتگاه چرخ رستان روزگار و روح

آفرائی متردد اقطان دنیا کعبهٔ آمال و مأمن و دار الامن زمینیانست در عهد سعادت مهد پادشاه
اسلام کهف انام سایهٔ یزدان پناه پرورد کار خلیفه برگزیده کردگار رحمت عمم ذو الجلال
مظهر امر داور ملی همال ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
پادشاه غازی پرستار خاص بادشاهی پرستنده با اخلاص ظل الهی موفق
خیرات و مبرات محرره سعادات و حسنات اعز النساء مشهوره باکبر آبادیه
محل بفرمان معلّی بنا کرد و بجهت ابتغاء رضای الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سرای
محتوی بر مسجد باوحوض و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرعی نمود
و مقرر ساخت که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد انچه از حاصل موقوف
بعد الترمیم باقی ماند بخدمهٔ مسجد و حشام و طلبهٔ علم رسانند
و الا تمام را بجماعه مسطوره بدهند این منازل منیعه در عرض
دو سال بصرف صد و پنجاه هزار روپیه اخر شهر رمضان المبارک
سال هزار و ششم هجری مطابق بیست و چارم سال جلوس عالم ارا صورت
انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بروز کار
فرخنده آثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت گستر
و بانیهٔ این مبانی عامره مغانی عائد گرداند
آمین یا رب العالمین

٤٤ نمبر کتبہ قبر جہان آرا بیگم

٤٥ نمبر کتبہ قبر زیب النسا بیگم

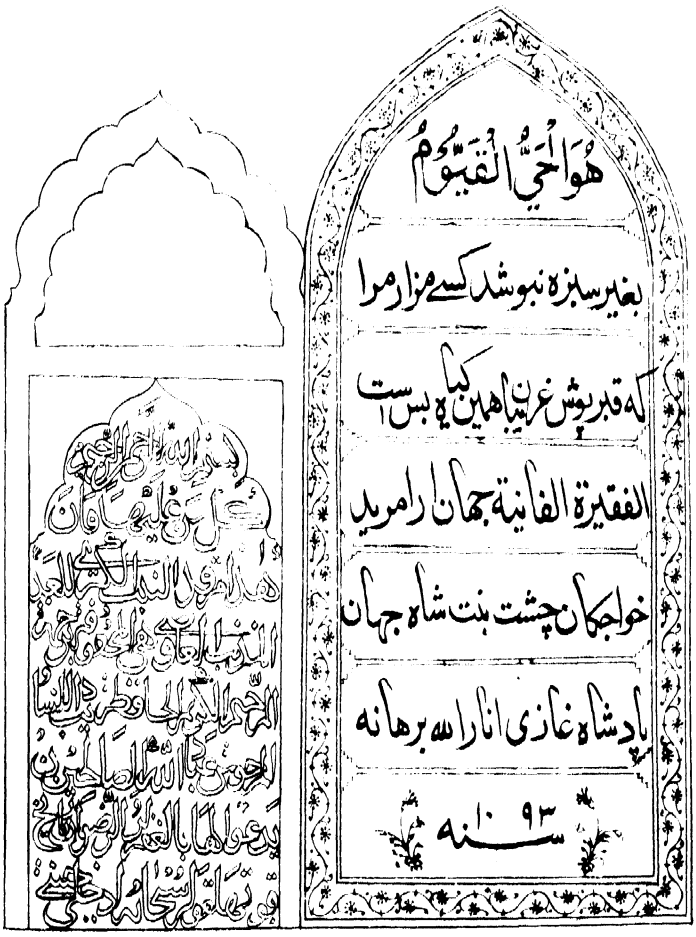

۴۶ نمبر کتبه قبر زینت النسا بیگم

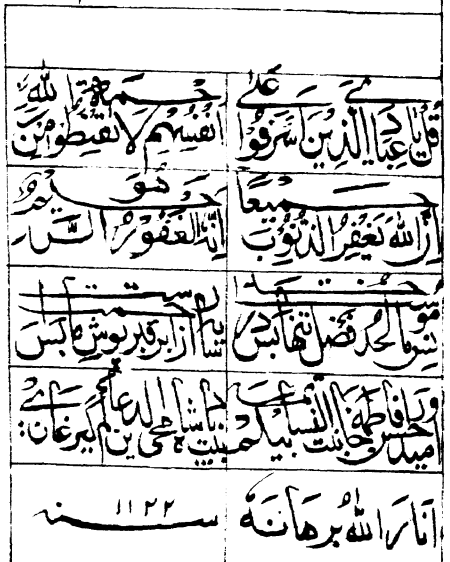

۴۷ نمبر کتبه مقبره نواب غازی الدین خان

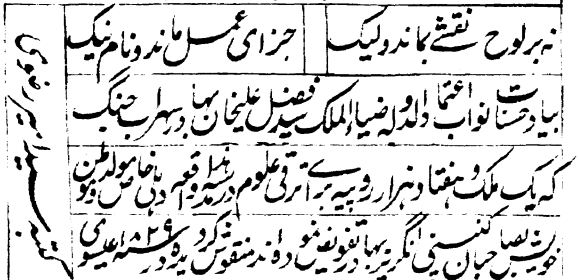

۴۹ نمبر کتبه مسجد شرف الدوله واقع دریبه

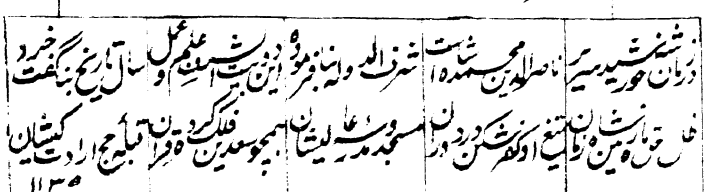

۴۸ نمبر کتبه سنهری مسجد کوتوالی

بعهد بادشاه هفت کشور | سلیمان فر محمد شاه داور | به نذر شاه بیکه آن قطب آفاق

شد این مسجد بزینت در جهان طاق | خدا یا نیست لیک از روی احسان | بنام روشن الدوله ظفر خان

تبار بخش ز هجرت تا شمار است | هزار و یکصد و سی و چهار است

۵۰ نمبر کتبه باغ محمد ار خان

بر دروازه

خدا داد و صد آرزو در جهان	بنا کشت افضل حق این مکان
پی باغ تاریخ گفتم عیان	فدای محمد محمد ار خان
به نذر خدا کرده باغ جنان	غلام نبی ناظر محمد ار خان

بر ترپولیه

بسم الله الرحمن الرحیم

بفضل خدا و رسول زمان	چنان رسته بازار و ترپولیه	ز هاتف ندا آمده اینچنین
بنا کرد ناظر محمد ار خان	که ماند بدوران گیتی نشان	که باشد ابد مستقل این مکان ۱۱۴۱

۵۱ نمبر کتبه مسجد روشن الدوله واقع قاضی دروازه

شکر حق کز فیض سید عرفان پناه	شاه بیکه آن شد کامل ایمان و آگاه	در زمان شاه اسکندر نشان جم حشم	معدلت گستر محمد شاه غازی بادشاه
روشن الدوله ظفر خان صاحب جود و کرم	کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباه	مسجدی کاندر فضای صحن قدرش آسمان	کرده از خط شعاع مهر رویی پیشگاه
حوض صاف و چشمه اش از چشمه کوثر دهد	بهر زائر آبش مغفور شود پاک از گناه	سال تاریخش رسا دانش ز الهام محمد	مسجدی چون بیت اقصی منور الله

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم — بفرمان محمد شاہ عادل — کہ بر فرقش بود تاج و تبارک

بنائی گلشنی در قطب کردید — کہ گلہایش ز رضوان بارک — بود سرسبز دایم روز افزون

بحق سورہ صاد و تبارک — پی تاریخ سالش گفت ہاتف — خدا باری بود اللہ مبارک

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مقدس مطہرہ — سنہ ۳۱ جلوس مبارک محمد شاہی

۵۳ نمبر کتبہ سنہری مسجد زبر قلعہ

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی پادشاہ — مسجدی کردہ بنا نواب قدسی مغفرت
خلق پرور داد گستر شاہان عالم پناہ — باد دایم فیض عام آن ملایک سجدہ گاہ

سعی نواب سہا در صاحب لطف و کرم — چاہ و حوض صاف سنگین آبدی زمزمت
ساخت تعمیر چنین جا دید عالی دلکشا — ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ

سال تاریخش چہ خرم یافت از الہام غیب
مسجد بیت مقدس مطلع نور الٰہ

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور

چو آن صفدر عرصهٔ مردی	ز دار فنا گشت جلت کزین
چنین سال تاریخ او شد رقم	که باد مقیم بهشت برین ۱۱۶۰

۵۵ نمبر کتبہ قبر کمن پور پرگنہ شرقی جو پڑہانہیں جاتا

स्रजति रक्षति संहरती हयास्तिरयति प्रति बोधयति प्रजाः सभवता भवतापहरो
हरो भवतु भावित भावुक भावकः १

अभोजि तोमरे राहो चौहान्नोस्तदनतं
हरिवानक भूरेषा शकेन्द्रैः शास्यतेधुना ३ आदौसाहवदीनस्तनः परंसुदव
दानभूपालः जातोथसम्मदीनष्येरूजसाहिबभूवभूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लालदीनस्तदनन्तरमजनि मौजदीनन्नृपः श्रीमान्लावुद्दीनोन्द्पति वरोनसर
दीनएथ्वीन्द्र ५ आगोडाङ्गजणान्तन्द्र विडुननपदान्सेतु बन्धात्समनादन्तस
न्तोषपूर्णो सकलजनपदे प्राज्यसौराज्ये यत्सेवायतयामक्षितिपति मुकुटो
घट्टनभ्रष्टरत्न ज्वालाजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्यवासन्ललीलीम् ६
गंगासागर सङ्ग-मम्प्रतिदिनं प्राच्यांप्रतीच्यामपि स्नातुंसिन्धुसमुद्रसंगमम

होयत्सैन्यभाधावति होल्लान्दोलितपार्थिवंकरणारणात्कारेण वाराङ्गनाः या
न्न्यायान्निचनिर्भयाः यदुयशाचित्रांम्बराडम्बराः ७ यत्सनाग्रसरत्तुरंगानखुरप्र
क्षोभविक्षोभिताः शावूनश्चनिवारयन्ति पुरतो दूरेणा भूरेणवा सोयंसप्तसमुद्रमुद्रित
म्हीहारावलीनायकः श्रीहम्मीरगयासुदीनन्नपतिः साम्राजमुज्झम्भते ८ य
ध्वारीवेगधावत्तुरंगखुरपुटा पातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितक
कुभिल्योम्नि सच्छाद्यमानं आदित्यस्यप्रतापः करनरविसरद्दीप्तिभिःसाकमस्त
यांति प्रायेण राजप्रभृतियुगणानाकाचरात्रौ दिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाण
कपरेगौडानिराडम्बरा रुद्धारन्ध्रपरायणाः भयवशाच्चिष्केलयः केरलाः कर्णाटाश्च
यिकन्दराश्रयपराभूष्टामहाराष्ट्रका स्त्यक्तोर्ज्जीःकिल गुर्ज्जराः समभवन्लाटादिक
राटाइव १० अस्मिन्नाजनिविभूतिक्षितितलं शेषोपिनः शेषतो भूभारंसमपास्यवे
धनवमहाशय्यापदंसंश्रितः लक्ष्मीवक्षसिसोपिविष्णुरधुनाप्रक्षिप्यरक्षाधिधौ चिंता

संतति माप्त दुःखजलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेक महापुरीशातपतेराज्ञोमनोहारि
णी हिल्लीनाम महापुरीविजयतेभल्लीवधिहेषिणां यापृथ्वी वविचित्र रत्ननिलयाद्यौ
रिनान्दिनी यापाताल पुरीवदत्यनिलया मायेवयामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
मिति प्रथिताभिधाने हिल्लापुरे पुरपतिः सुकृतीबभूव श्रीमानशेष गुणरा
शिरपेतदोषो धीमानुदारमतिरुहरनामधेयः १३ विनप्ना विपाशा शतद्रू भिराभि
र्मिलित्वा मलाचन्द्र भागा विभागा पुरस्ताद्दुदस्तै स्तरंगैररंगै स्थिताय च सिन्धुः
सुबन्धुः १४ सुधामधु सुधा सीधु सुधादि विसुधारसः येन सिन्धु सुधा पीतातस्य
ज्ञान सुधाम्यधः १५ तत्सिन्धु दिव्य सुधयापरि धौत भूमि द्वारस्थले सकलपा
पहरे पवित्रे उच्चैरुदञ्चतिहसत्यमरानवतीमा मुच्चा पुरीसुरधुनीतटवासिनींसा
१६ तस्यामस्थापिताभूद्धरिपाल स्तात्पिताय शोराजः दुल्लहरस्तज्जनकः किंशु
रस्थापिनेतिपितृवंशः १७ उद्धरमाताचन्दीदेथु पुत्रीदेथु पिता हरिश्चन्द्रः उच्चाहणो

स्यजनकः सद्रदेवसुतः मनोलसुतः १८ नोलपिताथाश्वरः सिंहसुतो गौरपुत्रद्युतिवंश
बलीतिप्रथितेप्रबन्धेबंशाहूयं पूर्वमभाणि सम्यक् अत्रापितस्यस्मृतये प्रशस्तोनामा
निकामं प्रीतिपादितानि १९ इच्छाज्ञानक्रियाशक्तिस्तपास्तिस्वोस्मयोषितःराजश्रि
यारत्नदेव्याजानलान्येष्टगामिनी २० तस्याश्वपुत्रो हरिराजनामा कायेनवाचामन
सापविन्नःख्यातश्चतुष्षष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षाबहुर्भुवनैकजिष्णु २१ अस्यानु
जौवस्थिरराजदेवसंज्ञासमंवीरडयाविभातःस्वस्त्रापरस्याआपमध्यमायाःपुत्रौ
पुरानूहनबन्धुदासा गुणराजभूषतौ अपिपुत्रौ ह्यौतरनुरत्नदेव्याश्च हरिदेवोनाथ
इतिख्यातःपुत्रोपकन्यान्या २३ उत्तमराजःपुत्रःसाउलीपुत्रिकेत्यपत्येचमूलल
ताशारवाफलकुडम्बकंकल्यविरचितोस्येत्थम् २४ स्थानेस्थाने धर्म्मशाला वि
शाला काकानेनाकारि सचारिकर्त्तो किंत्वत्रापिश्रालपांथश्रमार्त्तिच्छेदेवा वापि
काकाम्रकामि २५ पालस्वग्राम पूर्वेच कुसुम्भपुरपाश्चिमे कृताच कृतिना वापी

करत्नमोहापहारिणी २६ पीनोत्तुंग पयोधरापरिलुवधारा व्यलीविभूमा नष्या-
भ्यर्दनेक कामुकजन विश्रामशांतिप्रदा फुल्लन्मौलि तरुप्रसून परल श्रेणी
श्रियामोहिता वापीकापि महासुदन्दि शनुवः कांतेवकान्ताहृशां मानसमाधिहर
तिसतानिजप्रसादेनकलुषमयि वितुषानिजविश्रांत विधात्री विद्येवाध्यात्म
वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिसमस्तवस्तु विषयाभोग्योप भोगात्मभिः भावैः पुत्र
कलत्रसिजनता युक्ताय युक्तात्मनो भक्तायो वरदक्षराय महते स्वर्गापवर्गोदया
नन्दायेन्दुकलावतंस चरणा हूंढ्ढे कनिष्टात्मते २९ अरवणदु प्रकाशेनयोगी श्वरेणा
प्रशस्तिः कृताभोडतेनप्रशस्ता समस्ताशिषामेक पात्रस्य वापी विलासं सुवि
स्तारयन्नुद्भस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन् श्रीनृपविक्रमार्कस्य २३३३
॥ ढ १ छि मुसद्दी ॥ कारि उ ॥ २ कि डरीमु ॥ ३० रेउ ॥ धे रा का सहि
। ली ॥ हु धे विधलं भ ग्रवेसउ ॥ के ७ भां सि ॥ हु वि मे ग्रा डसरि दारंड

५ सिवरुइ ७० मैठाठिकि ग्रउकिठ ७० समारउ मिक ७० कुलेमिडरि ५
७० रि १० करुं छैपैभरुडरुडेइ ग्रगन्मुरि ढुमैपविउ ॥ च ७० कुसा
मैनमरु

ترجمہ

جوشیو جگت کو رجی مالی ارے بھلاوے او رجتاوے سوشیو تھا راخواستہ مبارکی بخشوہ ۲ یہ ہر مالک ہو یعنی مذہب پرست کی مین کی اول تنوراجہ ہوے
بعد وچوہان اور حال مین یہان مسلمان راج کرتے ہین ۳ ان مسلمانون مین اول شہاب الدین پھر قطب الدین پھر بال یعنی اجہ ہوے بعد شمس الدین پھر فیروز شاہ
بھوم بت یعنی راجہ ہوے ۴ تیسرے جلال الدین او پھر معزالدین بعد اُسکے علاؤالدین راجاؤن مین سرشن ہوئے ۵ گو رنگال او در وڑ دیش او رسب ہند
رامیشور سے غزنین تک جتالگ تھے بسبب خوبی سلطنت جس کے صبر سے پرول او رجس کی خدمتمین پرانے ہوئے راجاؤن کے تاجون سے اُکھڑے
ہوئے جواہرات کی روشنی سے تمام زمین مثل بسنت رت ہوگئی ۶ جس کی فوج پورب کیطرف سنڈی ہوئی گنگا مین اور پچھم کو سمندر تک مین ہر روز
نہانے کو جاتی ہو اور جسکے طلوع ہونے یعنی اورنگ نشین ہونے سے پاتر لوگ بھی رنگا رنگ لباس اور زیور پہنے ہوئے بطور رقص ہاتھون کو اٹھاتے اور گہماتے
کنگنون کی جھنکار کرتے بے خطرہ آتے جاتے ہین ۷ جس کی فوجکے آگے چلنے والے گھوڑونکے سم سے اُٹھتی ہوئی گرد پہلے سے دشمنونکو زیر کرتی تھی

سویہ سات سمندروالے جو زمین سے مثل ہار سات لڑکی اُس کا نائک یعنی مالک میر غیاث الدین اجاراج کرتا ہے (۸) جسکے گھاوومین رو رسی
دوڑتے ہوئے جو گھوڑے اُنکے سم سے اُکھڑے ہوئے جو زمین اُسکی خود روانکی جنکے تیز اطراف عالم کا نہین رہتا اور جمیع آسمان چھایا جاتا ہے اُسوقت
روشنی آفتاب بہت نہین رہتی تو پھر اور راجاؤن کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کیوقت کو ردیش والے پریشان ہوگئے
اور زندہ ردیش والے واسطے اپنے بچاؤکے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کے کیرل دیش والے سب کھیل بھول گئے اور کرناٹ دیش کے پہاڑکے
کھوہ مین جارہے اور مہاراشٹر یعنی مرہٹہ برہ ستہ یعنی بے طرق ہوگئے اور گجرات کے لوگون نے ناچ چھوڑدیا اور لات لوگ مثل کرات یعنی بنیون کے
(۱۰) جسوقت کہ اُسنے تمام روے زمین کا باراُٹھایا یعنی پرورش و انتظام مین مصروف ہوا اُسوقت جس جو مہاراج ذبھی سب زمین کو بار کو چھوڑکر قیامت کے
وقت کے بستر کو تکیہ کرکے بیٹھ رہے اور وہی بشن بھگوان بھی گھن جیو کو اپنے سینے مین رکھکر دنیا کی پرورش کے تردد کو چھوڑکر سوتے ہین (۱۱) اور صدہا
بڑے بڑے شہونکا جو راجہ ہے اسکے دلی نام ایک بڑے بوڑھے یعنی شہر سب سے غالب ہورہا ہے کہ جو دشمنون کیواسطے مثل نیزہ کے اور جس طرح زمین
تمام جواہرون سے ویسی یہ دلی کان سب جواہرات کی ہے جو بہشت کیطرح جوشی والے اور پاتال پورے کیطرح دیسون کے رہنے کا مکان ہے اور
قدرت کی طرح ہلانے والے (۱۲) اُس دلی شہر مین جو گھوجو گنی پور یعنی جوگی پورہ کہلاتا ہے وہان پورپتی یعنی زمیندار نیک بخت دولتمند ہمہ صفت
موصوف اور بے عیب عقل مند مخیر اور نام ہوا (۱۳) ہستیپا اور پاشا یعنی بیاسا اور شت درو یعنی تلج اور چندربھاگا یعنی چناران سے

فکر سند ہوتے انک جس جگہ پر بڑے بڑے مہرہوون سے الو اختیار دیتی ہے (۱۴) جسنے سند ہو یعنی انک کا پانی کہ مثل آب حیات ہے پیا اُسکے
نزدیک شہد و شراب اور امرت کچھ حقیقت نہین بلکہ گیان امرت ہی (۱۵) اُس سند ہو کے پانی سے دھوئی دھوئی جو زمین لایق جبک سب گناہ ہونکے
دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر ہی کہ جو گنگا کے نزدیک ہونے والی امراوتی یعنی بہشت کو ہنسا ہے (۱۶) اُس روح مین
اُس اودگا باپ ہری بال نام ہوا جسکا باپ بسو راج اُسکا باپ دولہر اُس باپ کی یوہ ہوا یہ نسبت نامادودگا ہی (۱۷) اودگی ماکا نام چندی
سوپرتھو کی دختر پرتھو کا باپ سرش چندر اُسکا باپ اوچاہن اوچاہن کا باپ سمدیو سمدیو کا باپ تول (۱۸) تول کا باپ شوہروہ اشوہر سکھ کا بیٹا اور کو کا
پوتا ہوا یہ حسب نامہ یعنی تنہسال اودگا اگرچہ نئی بنسا ولی نام کرنت یعنی کتاب مین درج ہیں پہلے کہے ہین یہان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھدیے
ہین (۱۹) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسکے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسکے کرنے کی طاقت اور جیا یہ تینون
جسکے مطیع اور تابعدار شکل زوجہ کے راجیتری اور رتن دیوی ان دو نورانیون سمیت جس کی بڑی رانی جاجلا نام ہے (۲۰) اس جاجلا کا
بیٹا سری راج نام کہ جو تن من بچن کرکے پاک اور چونسٹھ کلاون کا گھر مشہور ہے اور جسکی بشن طاہر اور اکیلائے قابل فتح یابی تمام ملک
کے (۲۱) اُسکے بھائی دو ایک بوا ستہر راج اور دوسرا جے انتر بیر را نام اپنی بہن سمیت سوبھادیتی ہین اور جو مجھلی رانی راجیتری
نام اُسکی ایک دھن وتی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۲۲) اور اُس کے پیچھے کن راج اور بہوپتی دو بیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہر دیو

عرف ناتھ ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور ہوئی (۲۳) اور اوتم راج بیٹا اور سادی نام بیٹی رتن دیوی کی اور یہوی سواودنا می درخت طوبی
کی اس طور بیخ اور شاخ اور برگ اور برگا انشا رہی (۲۴) اس جگ وغیرہ کے کرنیوالا اور ڈرنے بہت سی جگھ بڑے بڑے دھرم سالا بنائے اور اس جگھ بھی
تھکے ہوئے مسافرونکے رنج دور کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور دونے نئی ناؤڈے ہوائی (۲۵) پام کانوکی پورب مین اور کسبھ پور کے پچھم مین اس
نیکبخت نے باؤڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے مین میوہ یعنی جگہ پانی کے رکھنیکی جنگو کوٹھی اور کھل
کہتے ہین اور تھوڑتے ہوئے دھارا وتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین اور پیاسے بھرتے ہوئے بہت لوگونکو قیام اور آرام دینے والے بھولے ہوئے
ہین سکھ جنکی ایسی درختون کے پھولونکے مجمع کی آرایش اور خوشبو سے خوش ہوے ہوے ایسی ایک نئی باؤڑی مثل جوان عورت کے آنکھون کو
پیارے تم کو خوشی بخشو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگونکے مین کو ہنستی ہوئے مصفا اپنے لوگونکو آرام دیتے ہوے کہان بنیا کیطرح یہ
باوڑے ہی (۲۸) بیٹا اور جورو اور رعایا اور مال خزانہ سمیت اُس اوڈ کی جس نے واسطے بہشت اور مکت یعنی لامکانکے واسطے وہان شیوجیو
کے چرنون مین لگایا خیر ہوجیو (۲۹) اکدیہ رکاش نام جوگیشور پنڈت نے یہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی سب دعایون کے لایق
ایک ظرف جو یہ اوڈ ہے اس کا چھپا ہوا جش یعنے نیکنامی کو یہ باؤڑے ظاہر کرو سمبت ۱۳۱۳ بکرماجیت

و نافذ فرمان معلی منابر اسلام محی آثار احکام بانی منابر مساجد طاعات عمار اساس معابد عبادات
عامر بلاد هدایت عامر دیار غوایت و سریر مملکت مظهر قوانین جهاد مبرهن براهین
اجتهاد ضابط بلاد سلاطین رافع بناء خراب منابر اسلام کاسر اساس صوامع اصنام
ناصر قبول عن خیرات حافظ حوانیت مسکرات بادشاه کشور کشای سایه رحمت خدای
مرید تائید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
فی عمارت المساجد ابد سلطانه فی اشارت المعابد ابقاه فی المملکت و الخلافة مدی الدنیا ها تلیت
سورة سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
بفرمان برگزیده حضرت سبحان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا و الدین
غوث الاسلام و المسلمین معز مملوک و السلاطین جوامع بناء خرابات و الملحدین رافع اساس محراب و مطیع
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المؤمنین خلد الله ملکه الی یوم التناد این مسجد سامع عمارت
کرده شد این مسجد جامع سامع بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد الزمان
علاء الدنیا و الدین خسرو خسروان افق قمر رفیق ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین
الخلافة مظهر العدل و الرافة ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱ امر بتشیید هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه اعظم مالک
رقاب الانام ظل الله فی العالم ذو الاحسان سلطان السلاطین شمس الدنیا و الدین
المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر یلتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
الی الفتح محمود تعمده الله بغفرانه و اسکنه بحبوحة جنانه فی شهور سنه تسع و
عشرین و ستمائة

نقل کتبه نمبر ۲ بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثق
بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه و اعلی امره و شانه این مسجد بنا کرد
بنده زاده درگاه اسمان جاه سلیمان پناه جوانشه مقبول المقدیخان جهان این خانجهان در سال

هفتصد هفتاد دراز هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای بران بنده رحمت کند هر که
مسجد نماز یکذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله یتمنا بذکره عمارت این کتبه بیمون در عهد میمون الواثق بتائید
الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنج بر هفتصد از تاریخ هجرت
رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین
سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه وسلطانه و اعلی
امره وشانه در بستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر وتسعمائة

سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان
خلد الله ملکه این کتبه میان شیخ شهاب الدین تاج خان سنطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه
رمضان سنه ست وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه
بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم الملتوکل علی الرحمن
سکندر شاه بن بهلول شاه سنطان خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این کتبه بنده امیدوار
رحمت پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر
وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت کتبه در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر
سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بانی کتبه علاوالدین نور تاج شیخ بسه
قطب عالم شیخ فرید شکر گنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۳۳ بسم الله الرحمن الرحیم وظیفه حمد و دعا ئیکه مجاوران حضیره قدس وساکنان روضه اش بان قیام نمایند ثواب آنرا خداوندی که مقربان درگاه او و ذیناً آخرت را فداء راه او نمود و نفقه جان و دل بکردن این کل را صرف بارگاه او فرموده و درود و افزون و تحیات متکاثره بمشهد معظم و حضیره منور شفیع روز محشر وال اصحاب اطهر او و اصل و متواصل باد و بحضرت ممنوع الخیرات و مبشر البریات توفیق ازل را رفیق حضرت هدایت مرتبت محمد صفوت محمد علی حسنی مشرب حسنی نسب حمد سادات عظام خلاصه اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوه عزلت و تفرید الموید من عند الله الحق قطب الملة والطریقة سید حسن الحسینی کرد این بقعه شریف و منزل لطیف را حدائق فرموده وصیت فرمود که چون مدت حیاتش تمام شود باید بسرایند و بتشریف ادخلوها بسلام آمنین مشرف گردیده بسوی حضیره قدس و روضه انس پرواز نماید مقبره فایض الانوار حضرت این نفقه نامدار دران و کان اتمام هذه البقعة فی شهور سنه اربع واربعین وتسعمائة۔

نقل کتبه ها نمبر ۳۴ بسم الله الرحمن الرحیم تمام شد این باروری و چاه در ماه رمضان در سنه نهصد پنجاه و هشت هجریه بروح محمد مصطفی رسول درگاه حضرت اله در زمان عادل اسلام شاه بن شیر شاه بنا کرد کارکن دین از جمله بیشمار خواجه عماد الملک عرف عبد الله لاذ قریشی بنده کارکن ماوری امیدوار عنایت و مرحمت کردد

بسم الله الرحمن الرحیم در عهد و زمان سلطان السلاطین ابو المظفر اسلام شاه بن شیر شاه خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این چاه بتوفیق اله بروح رسول الله ملک عماد الملک عرف خواجه عبد الله لاذ قریشی بدار الملک حضرت دهلی فی سنه اثنی وخمسین وتسعمائة

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of "Ferishtah Bacerunah," that the foundation of the Building was first laid by Sooltan Mooiz-oodeen Mohomed, son of Saur. He shews this under the following grounds, viz.

1st. When Kootbooddeen Abek, Commander-in-Chief conquered the Fort, and the Buildings had first erected on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters of the inscriptions corresponding with the first in every compartment, if Mooiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-Chief would not be inserted there.

2nd. At the time of Mooiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Mooiz-oodeen had made the Minaret, he would have erected it by the Musjid, or at one end of it—and not in a corner as it stands now. It must be remembered however, that the Minaret now stands within the compass of the Musjid, is the fact that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shums-oodeen.

3rd. The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Alla-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4th. It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Alla-oodeen.

5th. It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartment of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other compartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appears that the stones with the engraving of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund, of the Minaret was made by Raie Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, other stones with their own engravings. After this, Sooltan Shums-oodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

—:o:—

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Ispha Suhlar Ujjulleel Khubeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arbic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Appartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Mooaly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thundermolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booddun &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for he only completed the work.*

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

—:o:—

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjulleel Kuhneer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arbic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Apartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Mooaly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho. Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Uleef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for the only completed the work.*

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

PREFACE.

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxzon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections,

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxzon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1*st*. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2*nd*. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contain a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3*rd*. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4*th*. In the 1st Edition, there were 2 faults, *viz*., one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2nd ly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5*th*. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously ; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

6*th*. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7*th*. This new Edition contains another thing of great moment, *viz*.—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

——:o:——

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Julaloodeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Azeez-oodeen Alumgeer Sanee, the grandfather of the Author received the title of Jawud-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of Hazareezat, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahader. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mohomed Mootukee Khan Bahader, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Furreed-oodeen Ahmud Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an affray—it became urgent for the British Government to send a Vakeel on deputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for this high office. On his return, after fully completing the trust, he was appointed a full Political Agent at Ava. After this, in latter times, he held the office of Prime-Minister to Akbar Shah, the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was so much respected, that General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart, paid the family a visit of condolence.

ASAR-UOS-SANADID,

i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang

Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and second edition of which have now been collected in this edition

BY

Mohammad Rahmatulla Rad,

PRINTED IN

THE NAMI PRESS, CAWNPORE.

1904.